التشریحات
(مع شرح اردو)
للمرقاۃ
از
استاذالاساتذہ صاحب تصنیفات جلیلہ
حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
عتیق اکیڈمی
بیرون بوہڑگیٹ ملتان 061-547676©

مَاشَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

ذکر الطحاوی المنطق معیار العلم من لا یعرفہ لا یوثق بعلمہ

عکسی

التشریحات

شرح اردو

للمرقاۃ

از

استاذ الاساتذہ صاحب تصنیفات جلیلہ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ شرکت علمیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون :- ۵۴۳۰۹/۵۴۴۹۱۳

اس نظر ثانی شدہ نسخہ سے
نقل و طباعت کے حقوق
بحق ناشر محفوظ ہیں
نام کتاب ـــــ التشریحات (اردو) شرح للمرقاۃ
مصنف ـــــ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
طابع ـــــ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
مطبع ـــــ شرجیل پریس ملتان
صفحات ـــــ ۱۲۷
تاریخ طباعت ـــــ ۲۰۰۰ء
تعداد ـــــ ۵۵۰
ملنے کا پتہ
مکتبہ اسلامیہ
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
Tel # 544913

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

التشریحات للمرقاۃ

یعنی

مرقات کی اُردو شرح

مرقاۃ فن منطق کی وہ قابل قدر مشہور کتاب ہے جو زمانۂ تصنیف سے سرکاری و بے سرکاری تمام دینی مدارس میں برابر داخل نصاب رہی ہے۔ مگر ابتک اس کے جس قدر حواشی چھپ چکے ہیں وہ عربی یا فارسی میں ہونے کی وجہ سے ابتدائی طلبہ سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور اردو میں کوئی شرح اگر لکھی بھی گئی تو وہ زیادہ مختصر ہونے کیوجہ سے اس کے ساتھ طلبہ کماحقہ مستفید نہ ہوسکے لہٰذا ضرورت تھی کہ اسکی ایک اردو شرح نہایت سلیس عبارت میں لکھی جائے جس سے ہر درجہ کے طلبہ بآسانی مستفید ہوسکے۔

الحمد للہ اب یہ کام ہوگیا کہ بندہ نے مشورہ مشہور استاد میرے محترم جناب مولانا مفتی ابراھیم صاحب مدظلہ فاضل دیوبند کے ذریعہ اس کی بے نظیر اردو شرح "تشریحات" لکھوا کر نہایت ہی اہتمام کے ساتھ طبع کرایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب ہر طالب علم معمولی توجہ سے بھی مرقاۃ سمجھے گا کیونکہ اس شرح کے اندر مرقوم ذیل امور کا خصوصیت کے ساتھ لحاظ رکھا گیا ہے

(۱) اولاً متن کا بامحاورہ ترجمہ کر دیا جائے پھر اسکی ترجمہ کی تشریح کر دیجائے

(۲) ہر مسئلہ کو اولاً اجمال بیان کرکے پھر تفصیل کیجائے

(۳) ہر ایک مسئلہ مثال کے ذریعہ واضح ہوجائے

(۴) تفصیل طلب مقامات کی پوری تفصیل ہوجائے

(۵) مشکل مقامات سہل طریقہ پر حل ہوجائے

(۶) اس شرح کے ذریعہ مبتدیوں کو فن منطق کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجائے۔

(۷) مرقاۃ پڑھانے والے حضرات اس کو پڑھاتے وقت منطق کی اور کسی کتاب کے مطالعہ کا محتاج نہ رہیں۔

(۸) ان امور کی بھی بیان ہوجائے جن کا تعلق مسائل کے ساتھ ہے مگر مصنفؒ نے بغرض اختصار بیان نہیں فرمایا۔

(۹) عربی نہ سمجھنے کے سبب سے اگر متن سے مسئلہ سمجھ میں نہ آوے تو ترجمہ و تشریح پڑھ کر اچھی طرح سمجھ جائے۔

(۱۰) طباعت، کتابت اور کاغذ بہترین ہو اور پروف نہ دیکھنے کی وجہ سے جو غلطیاں ہوجاتی ہیں وہ نہ ہوں۔

امید کہ اہل علم حضرات جلد طلب فرماکر مستفید ہوں گے

خادم العلماء میر محمد

مقدمہ

منطق کی ضرورت

اسمیں شک نہیں کہ منطقی کو ظاہری گفتگو پر وہ قدرت حاصل ہوتی ہے جو غیر منطقی کو نہیں ہوتی اور اشیاء کے حقائق و ماہیات یعنی اجناس و فصول اور لوازم اور خواص کو جس قدر جانتا ہے غیر منطقی اسی قدر نہیں جانتا۔ یہی وجہ ہے کہ منطقی کی نظر زیادہ غائر ہوتی ہے بہ نسبت غیر منطقی کے بنابریں امام طحاوی نے ذکر فرمایا ہے المنطق معیار العلم من لا یعرفہ فلا یوثق بعلمہ علاوہ ازیں دور گذشتہ کے اکثر علماء نے اور متکلمین اسلام کے بیشتر کارنامے منطق اصطلاحات سے پُر ہیں اس لئے اگر ہمیں ترقی یافتہ قوموں کی طرح ماضی کے کارناموں سے عبرت حاصل کرنا ہے اور اپنے حال کو درست کرکے مستقبل کو روشن بنانا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ منطق میں مہارت پیدا کریں اور مسائل منطق کو سمجھنے اور یاد کرنے میں پوری توجہ سے کام لیں اور دور حاضر جو سائنس کا دور کہلاتا ہے اس نے تو تعلیم منطق کی ضرورت کو پہلے سے بھی زیادہ موکد کر دی ہے مثلاً سو برس پہلے اگر ہمیں صرف قدیم منطق کی ضرورت تھی تو اب اس کے ساتھ جدید منطق کی بھی ضرورت ہو رہی ہے یہ ہو سکتا ہے کہ جدید کے مقابلہ میں قدیم کا حصہ کم کر دیا جائے لیکن یہ ہماری قومی غلطی ہوگی کہ اگر ہم جدید کی خاطر قدیم سے بالکلیہ منہ موڑ لیں کیونکہ اس سے ہماری قومی روایات کی وہ سنہری کڑی ٹوٹ جائیگی جس کو ہماری علمی فتوحات میں قیادت کی حیثیت حاصل تھی نیچے اس مرقاۃ کی تمام اصطلاحات کو اجمال لکھ کر دیتا ہوں تاکہ ضبط میں طلبہ کیلئے آسانی ہو۔

بحث تصورات

علم۔ تصور۔ تصدیق۔ تصور بدیہی۔ تصور نظری۔ تصدیق بدیہی۔ تصدیق نظری۔ نظر و فکر۔ تعریف منطق۔ موضوع منطق۔ غرض منطق۔ دلالت۔ دال، مدلول، وضع۔ موضوع، دلالت لفظیہ۔ دلالت غیر لفظیہ دلالت لفظیہ وضعیہ، دلالت لفظیہ طبعیہ، دلالت لفظیہ عقلیہ، دلالت غیر لفظیہ طبعیہ، دلالت غیر لفظیہ عقلیہ، دلالت مطابقی، دلالت تضمنی، دلالت التزامی، لازم، مفرد، اسم، کلمہ، اداۃ، علم، متواطی، مشکک، مشترک، مترادف، منقول، منقول شرعی، منقول عرفی، منقول اصطلاحی، حقیقت، مجاز، مرکب، مرکب ناقص، مرکب اضافی، مرکب توصیفی، مرکب تقییدی، مرکب تام، خبر و قضیہ، انشاء، امر، نہی، تمنی، ترجی، استفہام، ندا۔ مفہوم کلی۔ جزئی، حقیقت و ماہیت، کلی ذاتی، عرضی، جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام، جنس قریب، جنس بعید، فصل قریب، فصل بعید، تساوی، تباین، عموم خصوص مطلق، عموم و خصوص من وجہ، عرض لازم عرض مفارق۔ کلی منطقی، کلی طبعی، کلی عقلی، معرف و قول شارح، حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص،

بحث تصدیقات

حجت، قضیہ، حملیہ، شرطیہ، موجبہ، سالبہ، موضوع، محمول، رابطہ مخصوصہ و شخصیہ طبعیہ، محصورہ، مہملہ، محصورات اربعہ، موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ، خارجیہ، ذہنیہ، حقیقیہ، معدولہ، محصلہ، معدولۃ الموضوع، معدولۃ المحمول، معدولۃ الطرفین، موجہات، بسائط، ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، منتشرہ مطلقہ، مطلقہ عامہ، ممکنہ عامہ، مرکبات، مشروطہ خاصہ، عرفیہ خاصہ، وجودیہ لاضروریہ وجودیہ لادائمہ، وقتیہ، منتشرہ، ممکنہ خاصہ، شرطیات، مقدم، تالی، نسبت حکمیہ، متصلہ، منفصلہ، متصلہ موجبہ، متصلہ سالبہ، منفصلہ موجبہ، منفصلہ سالبہ، لزومیہ، اتفاقیہ، عنادیہ، منفصلہ حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو، اسوار، سور موجبہ کلیہ، سور موجبہ جزئیہ، سور سالبہ کلیہ، سور سالبہ جزئیہ، احکام قضایا، تناقض، وحدت موضوع، وحدت محمول، وحدت مکان، وحدت زمان، وحدت جزء و کل، وحدت شرط، وحدت قوت و فعل، وحدت اضافت، عکس مستوی، عکس نقیض، حجت، قیاس استثنائی، قیاس اقترانی، اصغر، اکبر، مقدمہ، حد اوسط، قرینہ و ضرب، شکل، شکل اول، شکل ثانی، شکل ثالث

ارسطاطالیس

نیچے ان چند حضرات کے مختصر حالات لکھتا ہوں جنہیں فن منطق کے رہبر مانے گئے ہیں مختصراً اس کو ارسطو کہا جاتا ہے اور یہی معلم اول کے لقب سے مشہور ہے ان کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے ہوئی، اٹھارہ سال کی عمر میں افلاطون کے پاس تحصیل علم کے لئے شہر "اثینہ" گیا اور بیس برس تک وہاں پڑھتا رہا، جب مدرسہ افلاطون سے فارغ التحصیل ہوکر نکلا تو شاہ فلپس نے اسے اپنی حکومت کے عہدۂ سفارت پر مامور کیا لیکن کچھ مدت کے بعد ہی درس تدریس کے علمی شوق سے مجبور ہوکر "اثینہ" پہنچا اور وہاں مدرسہ افلاطون میں درس دینے لگا۔ اس کا سلسلۂ تلمیذ اسطرح پر ہے کہ اس نے افلاطون سے حکمت سیکھی اور اس نے "سقراط" سے اور اس نے فیثاغورث سے اور حکیم تالیس سے اور اس نے حکیم لقمان سے چونکہ اسی "ارسطو" نے اصول منطق کو اولاً کتابی صورت میں قوم کے سامنے پیش کیا تھا لہٰذا اسی کو فن منطق کا موجد مانا گیا اور اسی وجہ سے وہی معلم اول کے لقب سے مشہور ہوئے ،

فارابی

کنیت ابونصر، نام محمد بن طرخان ہے فارسی الاصل تھے ، فاراب میں پیدا ہوئے اور وفات دمشق میں، علوم فلسفہ کے بڑے وسیع المطالعہ عالم تھے ، عزلت پسند تھے اکثر بہتی ہوئی نہروں یا گھنے درختوں کے پاس دکھائی دیتے تھے ۔ چونکہ مسلمان فلسفیوں میں "افلاطون" اور ارسطو کے کلام کے سب سے بڑے شارح اور عارف آپ ہی تھے اس لئے آپ معلم ثانی کے لقب سے ملقب ہوئے اور آپکی وفات بزمانۂ خلیفہ عباسی مطیع بن مقتدر ۸۰ اسی سال کی عمر میں سنہ ۳۳۹ھ میں ہوئی اور انکی بہت سی تصانیف ہیں ،

ابن سینا

الشیخ الرئیس ابوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا بخارا کے قریب مقام "افشنہ" میں پیدا ہوئے اور ہمدان میں وفات پائی آپ مشہور عالم طبیب تھے علوم فلسفہ کے بڑے ماہر عالم تھے ۔ قرآن حکیم اور دواوین عرب کے حافظ تھے سنہ ۳۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۴۲۸ھ میں خلیفہ عباسی قائم بن مقتدر کے عہد میں وفات پائی آپ کی تصانیف سے قانون شفاء اشارات وغیرہ کتابیں ہیں ۔

امام رازی

یہ امام فخرالدین محمد بن ضیاالدین بن عمر رازی ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ اور آپ کا نام محمد بن عمر ہے مقام "رے" میں ۵۴۴ھ میں پیدا ہوئے بچپن میں اپنے والد سے تعلیم پائی کمال سمعانی سے، حدیث وفقہ کی تحصیل کی اور معقولات کی تعلیم علامہ "مجدالدین" جیلی سے حاصل کی آپ علوم نقلیہ وعقلیہ کے ماہر تھے اور فضل وکمال کی یہ حالت تھی کہ ممالک اسلامیہ کے ہر گوشہ سے لوگ سیکڑوں ہزاروں کوس کا سفر کرکے آئے تھے۔ اور مختلف علوم وفنون کے مسائل ان سے حل کرکے چلے جاتے تھے ان کی سواری کے ہمراہ تین سو علماء اور کاملین چلتے تھے آپ شیخ الاسلام کے جلیل القدر لقب سے ملقب ہوئے، تفسیر کبیر اساس التقدیس کتاب المحاصل حدائق الانوار وغیرہ کتابیں ان ہی کی تصانیف ہیں ❊

صاحب مرقات

مرقاۃ کے مؤلف مولانا "فضل امام خیرآبادی" جو مشہور علامہ فضل حق خیرآبادی اسیر مالٹا کے والد ماجد تھے آپ کے والد شیخ محمد ارشد فرشتہ سیرت انسان تھے مؤلف علام بڑے ذہین وجید تھے، علوم عقلیہ اور نقلیہ میں کمال رکھتے تھے، دارالسلطنت دہلی میں صدر الصدور یعنی چیف جسٹس تھے آپ دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ فرائض ملازمت کے ساتھ تصنیف وتدریس کا مشغلہ ہمیشہ جاری رکھا آپ کا سلسلۂ نسب ۳۲ واسطوں سے فاروق اعظم خلیفۂ ثانی تک پہنچتا ہے اور ۱۵ واسطوں سے حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نسب عالی سے جا ملتا ہے۔ مؤلف علام علوم باطنی میں بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ مولانا شاہ صلاح الدین گوپاموی قدس سرہ العزیز کے مرید تھے آپ کے معاصرین علماء میں سے حضرت شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر وغیرہ ہیں۔

آپ ۵ ذی قعدہ ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۴ء میں انتقال فرمائے آپ کی تصنیفات سے مرقاۃ حاشیۂ میر زاہد ملا جلال تلخیص الشفاء وغیرہ ہیں ❊ ❊ ❊ ❊

وانا الراجی عفو ربی الکریم
المدعو بمحمد ابراهیم غفر له ولوالدیه
لاساتذته ومشائخه الغفور الرحیم
خادم الدرس والافتاء فی المدرسة
الضمیریه قاسم العلوم الواقعة
بقصبة فتیه من مضافات
شیتاغونغ "

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ابدع الافلاک والارضین والصلوٰۃ علیٰ من کان نبیاً وآدم بین الماء والطین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۔ وبعد فھذہ عدۃ فصول فی علم المیزان لابد من حفظھا وضبطھا لمن اراد ان یتذکر من اولی الاذھان وعلی اللہ التوکل وھو المستعان ۔

ترجمہ ساری تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بے مثال پیدا فرمایا ہے اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات بابرکت پر جو نبی تھے اس حال میں کہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے مابین تھے ۔ اور حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ چند فصلیں ہیں علم وحکمت کے بیان میں جنکا یاد اور ضبط کرنا ان ذہین لوگوں کے لئے ضروری ہے جو چاہتا ہے کہ اس کو یاد ہو جاوے اور اللہ ہی پر بھروسہ ہے اور طلب مدد کے لائق ہے ۔

تشریح یعنی انسان جو کام کرتا ہے کوئی نمونہ سامنے رکھکر کرتا ہے مگر خداوند عالم نے آسمانوں اور زمینوں کو کوئی نمونہ سامنے رکھکر نہیں بنایا کیونکہ قادر مطلق خدا کو اس کی حاجت نہیں اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام کو پیدا نہیں فرمایا تھا کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام کنت نبیا وآدم بین الماء والطین پس مصنف نے اپنے خطبہ میں اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے ؛

تحقیق اختیاری خوبی پر ذکر خیر کرنے کو "حمد" کہا جاتا ہے خواہ وہ خوبی نعمت ہو یا غیر نعمت اور مطلق خوبی پر ذکر خیر کرنے کو "مدح" کہا جاتا ہے اور شکر نعمت کے مقابلہ میں ہوا کرتا ہے خواہ بذریعہ قول ہو یا بذریعہ فعل یا بذریعہ اعتقاد ۔ پس معلوم ہوا کہ حمد ومدح کے مابین عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے اول اخص مطلق اور ثانی اعم مطلق ہے اور حمد وشکر میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے لہذا دونوں مجتمع بھی ہو سکتے ہیں اور ہر ایک دوسرے کے بغیر بھی پایا جا سکتا ہے اور "الحمد" کا الف لام جنسی بھی ہو سکتی ہے اور استغراقی بھی ۔ پہلی صورت میں ترجمہ ہوگا "جنس حمد مختص ہے خدا کے واسطے" اور دوسری صورت میں ترجمہ ہوگا "سب افراد حمد مختص ہیں اللہ کے واسطے" اور لفظ اللہ ایسی ذات واجب الوجود کا علَم ہونا جو تمام صفات کمال کا جامع ہے زیادہ صحیح ہے کما قال بہ سیبویہ ۔

قولہ ارضین :۔ یہ خلاف قیاس ارض کی جمع ہے جب قیاس اس کی جمع اراضی یا اراضات ہونی چاہیئے کیونکہ لفظ ارض مؤنث سماعی ہے قولہ الصلوٰۃ ۔ صلوٰۃ بمعنی دعا ہے جب اس کا فاعل بندہ ہو اور بمعنی رحمت ہے جب اس کا فاعل اللہ ہو اور بمعنی استغفار ہے جب اسکا فاعل فرشتہ ہو اور "نبی" وہ انسان ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے پاس اپنے احکام تبلیغ کیلئے بھیجا ہو اور رسول وہ انسان ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے مستقل کتاب وشریعت دیکر تبلیغ کیلئے بندوں کے پاس بھیجا ہو پس معلوم ہوا کہ نبی ورسول کے مابین عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے اول اعم مطلق اور ثانی اخص مطلق ہے کیونکہ نبی کے پاس کتاب وشریعت اترنی ضروری نہیں ہے ۔ قولہ وآلہ یہ اصل میں اہل تھا کیونکہ تصغیر اُھیل آتی ہے اور تصغیر سے اسم کے اصلی حروف معلوم ہوتا ہے پس "ہا" کو خلاف قیاس الف سے بدل دی گئی ہے پھر بڑوں کی اولاد کو آل اور عام لوگوں کی اولاد کو اہل کہا جاتا ہے خواہ دینی حیثیت سے بڑے ہو یا دنیوی حیثیت سے قولہ اصحابہ یہ صحب کی جمع ہے اور وہ صاحب کی جمع ہے اور صحابی اس مرد مسلم کو کہا جاتا ہے جس نے بحالت ایمان رسول کو دیکھا ہو اور اسی م

م حالت میں مرا ہو ۱۲

مقدمہ اعلم ان العلم يطلق على معانٍ. اولها حصول صورة الشيء في العقل. ثانيها الصورة الحاصلة من الشيء عند العقل. ثالثها الحاضر عند المدرك. رابعها قبول النفس لتلك الصورة. خامسها الاضافة الحاصلة بين العالم والمعلوم ؞

ترجمہ (مقدمہ) جان تو کہ علم کا اطلاق چند معنوں پر ہوتا ہے اول کسی چیز کی صورت کا ذہن میں حاصل ہونا۔ ثانی شئی کی وہ صورت جو ذہن میں حاصل ہوئی ثالث وہ چیز جو مدرک یعنی ذہن کے سامنے حاضر ہو رابع ذہن صورت حاصلہ کو قبول کرنا۔ خامس وہ نسبت جو عالم اور معلوم کے درمیان حاصل ہو ؛

تشریح علم کی دو قسمیں ہیں حصولی اور حضوری اور ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ حادث اور قدیم۔ پس چار قسمیں ہوئیں۔ حصولی حادث۔ حصولی قدیم۔ حضوری حادث، حضوری قدیم ؛

تعریف اگر عالم کے سامنے معلوم کی ذات موجود ہو تو علم حضوری اور اگر صرف معلوم کی شکل و صورت موجود ہو تو علم حصولی ؟ اور یہاں قسم اول یعنی حصولی حادث مراد ہے کیونکہ بدیہی (نظری) کی طرف صرف یہی قسم منقسم ہوتی ہے۔ نیز جاننا چاہئے کہ حکماء و متکلمین مفہوم علم نظری اور بدیہی ہونے میں مختلف ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ علم علی اجلی بدیہیات سے ہونے کی بناء پر محتاج تعریف نہیں اور بعضوں نے کہا کہ وہ نظریات سے ہے پھر ان میں چند فریق ہو گئے ایک فریق نے کہا کہ وہ نظری ہو کر ممکن الحصول ہے دوسرے ایک مختصر فریق نے کہا کہ وہ نظری ہو کر ممتنع الحصول ہے پھر ممکن الحصول کہنے والوں کی مختلف جماعتیں ہو گئیں ایک جماعت نے کہا کہ اس کا حصول دشوار ہے اور دوسری جماعت نے کہا کہ اس کا حصول آسان ہے جو لوگ علم کو نظری ممکن الحصول مانتے ہوئے متعسر الحصول بتاتے ہیں ان کا اختلاف کتاب میں مذکور ہے ــــ

واضح رہے کہ جب ہم کسی چیز کو معلوم کرتے ہیں اسوقت چند چیزیں ہوتی ہیں ایک تو اس چیز کی صورت ذہن میں حاصل ہو جانا (۲) اس چیز کی حاصل شدہ صورت (۳) نفس کا ادراک پس بعض حکماء کے نزدیک شئی کے صورت ذہن میں حاصل ہو جانیکا نام علم ہے۔ بعضوں نے کہا کہ ذہن میں شئی کی جو صورت حاصل ہوئی اس صورت کا نام علم ہے کیونکہ حاصل ہونا معنی مصدری ہونے کیوجہ سے جو امر انتزاعی ہے۔ جو علم نہیں ہو سکتا کیونکہ علم واقعی چیز ہے انتزاعی چیز نہیں اور بعضوں نے کہا کہ شئی جب تک بذات خود ذہن میں حاضر نہ ہو جائے انکشاف تام نہیں ہوتا لہذا علم حاضر عند المدرک کا نام ہے اور بعضوں نے کہا کہ جب تک صورت حاصلہ کو نفس قبول نہ کرے حصول و حضور سے انکشاف نہیں ہوتا۔ لہذا صورت حاصلہ کو نفس قبول کرنے کا نام علم ہے اور علماء متکلمین فرماتے ہیں کہ علم نفس کی صفات سے ہے علم اور شجاعت وغیرہ کے مانند پس جسطرح ان کے اور اوصاف کا ظہور متعلق پر موقوف ہے اسی طرح علم کا ظہور بھی متعلق پر موقوف ہوگا۔ لہذا علم اس نسبت کا نام ہے جو عالم اور معلوم کے مابین ہو اور حق یہ ہے کہ علم حالت ادراکیہ کا نام ہے۔ کما ہو مذکور فی السُلّم ؞

تنبیہ۔ مقدمۃ بالکسر ہذہ مبتدا محذوف کی خبر اور مقدمۃ الجیش سے ماخوذ ہے یعنی فوج کی وہ جماعت جو فوج سے پہلے میدان جنگ میں پہنچ کے پانی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں تاکہ فوج کو ان چیزوں کی فکر نہ ہو۔ پھر مقدمۃ کی دو قسمیں ہیں مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب پس تعریف علم و موضوع علم و غرض علم کو مقدمۃ العلم اور جو چیزیں مسائل فن کے افہام تفہیم میں معاون ہیں ان کو مقدمۃ الکتاب کہا جاتا ہے جیسے فہرست مضامین اور فن کی ضروری اصطلاحات اور ان دونوں سے[*]

[*] اول مسائل فن پر مقدم ہونا ضروری ہے اور ثانی موخر بھی ہو سکتا ہے اور اول اخص مطلق اور ثانی اعم مطلق ہے ۱۲

و ینقسم علیٰ قسمین احدهما یقال لهٗ التصور و ثانیهما یعبر عنها التصدیق اما التصور فهو الادراك الخالی عن الحکم والمراد بالحکم نسبة امر الیٰ امر اٰخر ایجابًا او سلبًا وان شئت قلت ایقاعًا وانتزاعًا وقد یفسر الحکم بوقوع النسبة اولا وقوعها کما اذا تصورت زیدًا وحدهٗ او قائمًا وحدهٗ من دون ان تثبت القیام لزید او تسلبهٗ عنه۔ اما التصدیق فهو علیٰ قول الحکماء عبارة عن الحکم المقارن للتصورات فالتصورات الثلثة شرط لوجود التصدیق ومن ثم لا یوجد التصدیق بلا تصور "

ترجمہ اور علم حصولی حادث دو قسموں کی طرف منقسم ہوتا ہے ایک کو تصور کہا جاتا ہے اور دوسرے کو تصدیق سے تعبیر کیجاتی ہے بہرحال تصور پس وہ متکلمین کے نزدیک وہ علم ہے جو حکم سے (خالی ہو اور حکم سے) مراد ایک چیز کی نسبت اذعانی دوسری چیز کیطرف کرنا ہے اثبات ونفی کے اعتبار سے اور اگر چاہو تو ایقاع وانتزاع کے اعتبار سے بھی کہہ سکتے ہو اور کبھی حکم کی تفسیر وقوع نسبت اور لا وقوع نسبت سے بھی کیجاتی ہے جیسے تم تنہا زید یا تنہا قائم کا تصور کرو جو بدون ثابت کرنے قیام زید کیلئے یا بدون سلب کرنے قیام زید سے "
بہرحال تصدیق پس وہ حکماء کے قول پر اس حکم کا نام ہے جو تینوں تصورات کے ساتھ متصل اور مقارن ہو پس تصورات ثلثہ وجود تصدیق کیلئے شرط ہیں اسی وجہ سے تصدیق نہیں پائی جاتی بدون تصور کے ۔

تشریح:۔ یعنی علم حصولی حادث کی دو قسمیں ہیں تصور اور تصدیق. پس تصور وہ علم ہے جسمیں حکم نہ ہو اور حکم کے چار معانی ہیں (۱) اعتقاد جازم (۲) نسبت تقییدیہ جسکو متاخرین ثابت کرتے ہیں (۳) نسبت خبریہ کا واقع ہونا (۴) نسبت حکمیہ مگر تعریف تصور میں معنی اخیر نسبت حکمیہ مراد ہے جس کو نسبت اذعانی بھی کہا جاتا ہے پھر اسی نسبت کی دو قسمیں ہیں ایجابی اور سلبی مثلاً زیدٌ قائمٌ میں نسبت ایجابی ہے کہ قیام کو زید کیلئے ثابت کیا گیا ہے اور زیدٌ لیس بقائمٍ میں نسبت سلبی ہے کہ اسمیں قیام کو زید سے سلب کیا گیا ہے اور نسبت ایجابی کو ایقاعی اور نسبت سلبی کو انتزاعی بھی کہا جاتا ہے ،

قولہ وقد یفسر الحکم:۔ یہاں سے حکم کے دوسرے معنی بیان کرتے ہیں کہ نسبت کا حکم تامہ کو بھی کہا جاتا ہے خواہ ایجابی ہو یا سلبی مگر تصور کی تعریف میں حکم کے یہ معنی مراد نہیں کیونکہ اس معنی کے اعتبار سے حکم تصور کے اندر بھی پایا جاتا ہے جیسے تخییل شک اور وہم کی صورت میں ۔ **قولہ کما اذا تصورت زیدا وحدہ الخ** مصنفؒ نے یہاں صرف تصور مفرد کی ایک مثال پیش کی ہے علاوہ ازیں تصور کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً زید، بکر، خالد وغیرہ چند امور کے تصور بغیر نسبت کے یا ایسے چند امور کے تصور جسمیں نسبت بھی ہو مگر نسبت تامہ نہ ہو بلکہ نسبت تقییدی ہو جیسے غلام زید یا ایسے چند امور کے تصور جن میں نسبت تامہ بھی ہو مگر خبریہ نہ ہو بلکہ انشائیہ ہو جیسے اِضرب یا نسبت تامہ خبریہ بھی ہو مگر اذعانی نہ ہو بلکہ شک ہو ان تمام صورتوں میں تصور ہی ہوتا ہے
اور یہ تصور مرکب کی (تصوری) قسمیں ہیں ۱۲

والامام الرازی یقول انہ عبارۃ عن مجموع الحکم وتصورات الاطراف فاذا قلت زید قائم واذعنت بقیام زید تحصل لک علوم ثلثۃ احدھا علم زید وثانیہا ادراک معنی قائم۔ وثالثہا علم المعنی الرابطی الذی یعبر عنہ بالفارسیۃ ہست فی الایجاب ونیست فی السلب و ہے ونہیں فی الہندیۃ ویقال لہذا المعنی الحکم تارۃ والنسبۃ الحکمیۃ اخری، فاذا اتقنت ما علمناک فاعلم ان الحکماء یزعمون ان التصدیق لیس الا ادراک المعنی الرابطی والامام یزعم ان التصدیق مجموع الادراکات الثلثۃ اعنی تصور المحکوم علیہ وتصور المحکوم بہ وادراک النسبۃ الحکمیۃ المسمّٰی بالحکم "

ترجمہ اور امام رازی فرماتے ہیں کہ تصدیق نام ہے حکم اور تصور محکوم اور محکوم علیہ کے مجموعہ کا سو جب کہے تو زیدٌ قائمٌ اور قیام زید کے ساتھ تیرا اعتقاد ہو جائے تو تجھے تین علوم حاصل ہو جائیں گے ایک زید کا علم دوسرا معنی قائم کا تیسرا اس معنی رابطی کا جس کو فارسی میں بر تقدیر ایجاب ہست اور بر تقدیر نفی نیست کے ساتھ اور اردو میں ہے اور نہیں کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور اسی معنی رابطی کو کبھی حکم کہا جاتا ہے جب تیرے دل میں یہ بات مستحکم ہو گئی جو ہم نے بتلایا پس جان لو کہ حکماء گمان کرتے ہیں کہ تصدیق نہیں ہے سوائے معنی رابطی کے ادراک کے امام رازی کہتے ہیں کہ تصدیق علوم ثلثہ کے مجموعہ کا نام ہے یعنی محکوم علیہ کا تصور، محکوم بہ کا تصور اور اس نسبت کا تصور جسکو حکم بھی کہا جاتا ہے۔

تشریح یعنی تصدیق حکماء کے قول کے مطابق اس اعتقاد جازم کا نام ہے جو تصورات ثلثہ کا مقارن ہو مثلاً جب تو زیدٌ قائمٌ کہے گا تو تجھے تین چیزوں کا علم ہوگا، (۱) زید کا علم (۲) معنی قائم کا علم (۳) اس نسبت کا علم جو زید اور قائم کے مابین ہے جسکو فارسی میں ہست اور اردو میں ہے کہا جاتا ہے اور جب تو زیدٌ لیس بقائمٍ کہے گا تو فارسی میں اس نسبت کو نیست اور اردو میں نہیں کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے پس ان تینوں علم کے جو اعتقاد جازم مقارن ہو اس اعتقاد جازم کو حکماء تصدیق کہا کرتے ہیں اور امام رازی فرماتے ہیں کہ تصدیق مرقوم بالا علوم ثلثہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ **الحاصل**:۔ مذہب حکماء اور مذہب امام رازی کے درمیان تین اعتبار سے فرق ہے (۱) تصدیق حکماء کے مذہب پر بسیط ہے یعنی صرف وہ اعتقاد جازم جو علوم ثلثہ کا مقارن ہو اور امام رازیؒ کے مذہب پر تصدیق علوم ثلثہ کے مجموعہ کا مرکب نام ہے (۲) حکماء کے مذہب پر تصدیق حاصل ہونے کیلئے علوم ثلثہ شرط ہیں لہذا یہ علوم ثلثہ تصدیق سے خارج ہیں اور امام رازی ان علوم ثلثہ کو تصدیق کے اجزا مانتے ہیں (۳) مذہب حکماء میں تصدیق عین حکم کا نام ہے اور مذہب امام میں حکم تصدیق کی ایک جزء ہے۔ **تنبیہ** حکماء کے نزدیک نسبت حکمیہ کے علم تصوری کے لئے کافی نہیں کیونکہ نسبت تامہ کا علم بصورت شک حاصل ہونے کی صورت میں جو نسبت حکمیہ کا علم تصوری حاصل ہوتا ہے مگر تصدیق حاصل نہیں ہوتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ نسبت حکمیہ کا علم تصوری حاصل ہو جانے کے اور اگر اس نسبت کا اعتقاد جازم حاصل ہو جائے تو اس اعتقاد جازم کو تصدیق کہا جاتا ہے پس محکوم علیہ اور محکوم بہ کے مانند نسبت تامہ کا علم تصوری بھی تصدیق سے خارج اور حصول تصدیق کے لئے شرط ہے

فصل التصور قسمان احدهما بدیھی ای حاصل بلا نظر وکسب کتصورنا الحرارة والبرودة ویقال له الضروری ایضًا وثانیهما نظری ای یحتاج فی حصوله الی الفکر والنظر کتصورنا الجن والملٰئکة فانا محتاجون فی امثال هٰذه التصورات الی تجشم فکر وترتیب نظر ویقال له الکسبی ایضًا والتصدیق ایضًا قسمان احدهما البدیھی الحاصل من غیر فکر وکسب وثانیهما النظری المفتقر الیه مثال الاول الکل اعظم من الجزء والاثنان نصف الاربعة ومثال الثانی العالم حادث والصانع موجود ونحو ذٰلك ؛

ترجمہ تصور کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدیہی جو نظر و فکر کے بغیر حاصل ہو جیسے ہمارے تصور گرمی اور سردی کا اور اس کو ضروری بھی کہا جاتا ہے اور دوسرا نظری یعنی جس کو حاصل کرنے میں نظر و فکر کی حاجت ہو جیسے ہمارے تصور جن اور فرشتے کا کیونکہ ہم محتاج ہیں اس قسم کے تصورات میں فکر کو مشقت میں ڈالنے اور نظر کو ترتیب دینے کی طرف اور اسی نظری کو کسبی بھی کہا جاتا ہے اور تصدیق کی بھی دو قسمیں ہیں بدیہی جو بلا فکر وکسب حاصل ہو اور نظری جو نظر کا محتاج ہو تصدیق بدیہی کی مثال "کل جزء سے بڑا ہونا" اور "دو چار کا نصف ہونا ہے" اور تصدیق نظری کی مثال عالم حادث ہونا اور صانع موجود ہونا ہے "

تشریح تصور و تصدیق کی تقسیم نظری و ضروری کیطرف بدیہی ہونے کی وجہ سے محتاج دلیل نہیں کیونکہ جب ہم ہمارے دل۔ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ایسا ایک تصور اور ایسی ایک تصدیق ہم مانتے ہیں جو نظر وکسب کا محتاج نہیں وہ بدیہی ہے جیسے گرمی و سردی کا تصور اور کل و جزء سے بڑا ہونے اور دو چار کا آدھا ہونے کی تصدیق اور ہمیں ایک تصور ایسا اور ایک تصدیق ایسی بھی ملتی ہے جو نظر و فکر کا محتاج ہے اسی کو نظری کہا جاتا ہے جیسے جن اور فرشتے کا تصور اور عالم حادث ہونے اور صانع عالم موجود ہونے کی تصدیق ؛

تعریف جن جن اس ناری جسم لطیف کو کہا جاتا ہے جو مختلف شکل و صورت اختیار کر سکے وہ نر بھی ہوتا ہے اور مادہ بھی، کھاتا بھی ہے اور پیتا بھی اور انسان کیطرح ان میں بھی نیک و بد ہوتے ہیں ان میں تناکح اور تناسل کا سلسلہ بھی جاری ہے "

تعریف ملائکہ ملائکہ جمع ہے ملک کی بمعنی فرشتہ وہ وہ نوری جسم لطیف ہے جو مختلف شکل و صورت اختیار کر سکے، وہ نہ نر ہوتا ہے نہ مادہ۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے جس کو جس کام میں خدا نے لگا دیا ہے اسمیں وہ سب لگے ہوئے ہیں اور اصطلاح منطق میں نظر و فکر کسب تینوں کے معنی ایک ہیں چنانچہ آگے آرہا ہے ؛

تنبیہ :۔ خدا کے ماسوا تمام چیزوں کو عالم کہا جاتا ہے اور صانع بمعنی خالق ہے اور آگ گرم ہے تصدیق بدیہی کی مثال اور جسم ہیولٰی اور صورت سے مرکب ہے تصدیق نظری کی مثال ہو سکتی ہے ۱۲

فائدہ واذا علمت ما ذکرنا ان النظریات تصوریًا او کانت تصدیقیًا مفتقرۃ الی نظرٍ وفکرٍ فلابد لك ان تعلم معنی النظر فاقول النظر فی اصطلاحهم عبارۃ عن ترتیب امور معلومة لیتأدی ذٰلك الترتیب الی تحصیل المجهول کما اذا رتّبتَ المعلومات الحاصلة لك ومن تغیّر العالم وحدوث کل متغیر وتقول العالم متغیر وکلّ متغیر حادث فحصل لك من هذا النظر علم قضیة اُخری لم یکن حاصلاً لك قبل وهی العالم حادث

ترجمہ اور جب تو نے جان لیا اس بات کو جس کو ہم نے ذکر کیا کہ نظریات خواہ تصوری ہو یا تصدیقی نظر وفکر کے محتاج ہیں سو تیرے لئے ضروری ہے کہ تو نظر کے معنی کو معلوم کرے پس کہتا ہوں کہ نظر منطقیوں کے اصطلاح میں امور معلومہ کو اس طریقہ پر ترتیب دینا ہے کہ یہ ترتیب تحصیل مجہول کیطرف پہونچا دے جیسے تم ترتیب دوگے ان معلومات کو جو تم کو حاصل ہیں یعنی عالم متغیر ہونے اور ہر متغیر حادث ہونے سے اور کہے گا تو "العالَم متغیر وکلّ متغیر حادث پس حاصل ہوگا تم کو اس نظر اور ترتیب سے ایک دوسرے قضیہ کا علم ہو. تجھے پہلے حاصل نہ تھا اور وہ عالم کا حادث ہونا ہے ۔

تشریح یعنی غیر معلوم چیزوں کو معلوم کرنے کیلئے معلوم چیزوں کو ترتیب دینے کا نام نظر اور کسب اور فکر ہے ، اور ترتیب لغت میں ہر چیز کو اپنے موقع پر رکھدینا ہے اور اصطلاح منطق میں چند امور کو اس طور پر رکھدینا ترتیب ہے جس طور پر رکھدینے کے بعد سب پر ایک نام کا اطلاق ہو اور ان امور سے بعض کی نسبت سے بعض کو مقدم کہا جاوے اور بعض کو مؤخر مثلاً عالم حادث ہونے کا علم حاصل کرنے کیلئے مقدمات معلومہ یعنی "تغیر عالم" اور حدوث کل متغیر کو اپنی اپنی جگہ میں اسطرح رکھا جاتا ہے جس کے بعد مقدمہ اولیٰ کو صغریٰ اور مقدمہ ثانیہ کو کبریٰ اور مجموعہ کو شکل اول کہا جاتا ہے ، کما تریٰ فی قولنا" العالم متغیر وکل متغیر حادث ، فالعالم حادث " پس تینوں قضیوں سے اول کو صغریٰ اور ثانی کو کبریٰ اور ثالث کو نتیجہ کہا کرتے ہیں "

قولہ امور معلومة :۔ اس پر بایں طور اعتراض کیا جاتا ہے کہ نظر مرکب کے ذریعہ ہونا ضروری نہیں کبھی کبھی مفرد کے ساتھ بھی ہوتا ہے لہٰذا نظر کی تعریف " ترتیب امور معلومہ سے صحیح نہیں ۔

جواب یہ ہے کہ جو یہاں نظر سے مراد تامل ہے اور مناسب یہی ہے کہ نظر کی تعریف ملاحظۃ المعقول لتحصیل المجهول کے ساتھ کیجاوے تاکہ نظر کے تمام افراد کو شامل ہو جاوے ۔

— پھر نظر کی دو قسمیں ہیں ایک تو ان امور معلومہ کی ترتیب جن کو تصور مجہول حاصل کرنے کیلئے ترتیب دیگئی ہو ان امور کو معرف اور قول شارح کہا جاتا ہے دیگر ان امور معلومہ کی ترتیب جن کو تصدیق مجہول حاصل کرنے کیلئے ترتیب دی گئی ہو ان امور معلوم کو حجت اور قیاس کہا جاتا ہے ۔ قولہ لتحصیل المجهول :۔ مجہول سے مراد مطلوب تصوری اور مطلوب تصدیقی ہے اور مطلوب میں اگر مجہول ہونے کا اعتبار نہ ہو تو تحصیل حاصل لازم آئے گی ، جو قطعًا ناجائز ہے ۱۲ ـــــــــــ

فصل ایاك وان تظن ان كل ترتيب يكون صوابًا موصلًا الى علم صحيح كيف ولو كان الامر كذلك ما وقع الاختلاف والتناقض بين ارباب النظر مع انه قد وقع فمن قائل يقول العالم حادث ويستدل بقوله العالم متغير وكل متغير حادث فالعالم حادث ومن زاعم يزعم ان العالم قديم غير مسبوق بالعدم ويبرهن عليه بقوله العالم مستغن عن المؤثر وكل ما هذا شانه فهو قديم ولا اظنك شاكًا فى ان احد الفكرين صحيح حق والاخر فاسد غلط واذا كان قد وقع الغلط فى فكر العقلاء فعلم من ذلك ان الفطرة الانسانية غير كافية فى تميز الخطاء من الصواب وامتياز القشر عن اللباب ۔

ترجمہ بچو تم اس گمان سے کہ ہر ترتیب درست ہوتی ہے اور صحیح علم کی طرف پہنچا دیتی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اگر ایسا معاملہ ہوتا تو نہیں واقع ہوتا اختلاف اور جھگڑا عقلاء کے درمیان حالانکہ اختلاف واقع ہوا چنانچہ بعض کہنے والا کہتا ہے کہ عالم حادث ہے اور استدلال کرتا ہے اس قول سے کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے پس عالم حادث ہے اور بعض گمان کرنے والا گمان کرتا ہے کہ عالم قدیم ہے یعنی مسبوق بالعدم نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور اسپر دلیل پیش کرتا ہے کہ عالم مؤثر سے بے نیاز ہے اور ہر وہ چیز جسکی شان یہ ہو یعنی مؤثر سے بے نیاز ہو وہ قدیم ہے پس عالم قدیم ہے اور میں تجھ کو اسمیں شک کرنے والا نہیں سمجھتا کہ دونوں فکر سے ایک درست اور حق ہے اور دوسرا فاسد اور غلط ہے اور جب غلطی واقع ہو گئی عقلاء کی فکر میں تو اس سے معلوم ہو گیا کہ انسانی طبیعت کافی نہیں غلطی کے تمیز کرنے میں صحیح سے اور چھلکا کے امتیاز کرنے میں مغز سے ۔

تشریح یہاں سے مصنفؒ منطق کی ضرورت بیان کر رہا ہے اور یہ بیان تین چیزوں پر موقوف تھا (١) علم کو تصور و تصدیق کیطرف تقسیم کرنا (٢) پھر ہر ایک کو بدیہی و نظری کیطرف تقسیم کرنا (٣) نظر میں غلطی واقع ہونے کو ثابت کرنا ۔ لہذا اولاً ان چیزوں کو بیان کر دیا ۔ حاصل یہ ہے کہ عالم حادث ہونا اور قدیم ہونا دونوں باتیں ایک ساتھ صحیح نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس صورت میں دو متناقض باتوں کا اجتماع لازم آتا ہے کیونکہ حادث محتاج خالق ہوتا ہے اور قدیم محتاج خالق نہیں ہوتا اور دونوں باتیں ایک ساتھ غلط بھی نہیں ہو سکتیں ورنہ دو نقیضوں کا ارتفاع لازم آئیگا اور اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین دونوں محال ہیں عقلاء کے نزدیک اور ترتیب صحیح ہونے کا مطلب اولاً جنس کو ذکر کر کے پھر فصل کے ساتھ اس کو مقید کرنا ہے اور ہیئت تعریف صحیح ہونے کا مطلب اسکے اجزا کیلئے ایسی ایک صورت وحدانیہ حاصل ہو جانا ہے جس کے سبب سے وہ تعریف معرف کا مطابق ہو جائے جیسے الانسان حیوان ناطق اس مثال میں انسان معرف اور حیوان ناطق تعریف ہے اور اسکی ترتیب صحیح ہے کیونکہ اسمیں جنس کو ذکر کر کے پھر فصل کے ساتھ اس کو مقید کیا گیا ہے ۔ اور ہیئت تعریف بھی صحیح ہے کیونکہ حیوان ناطق کیلئے صورت وحدانیہ حاصل ہو کے وہ انسان کا مطابق بنا ہے اور قیاس صحیح ہونے کا مطلب اس کے تمام مقدمات کی وضع مناسب طریقہ پر ہونا ہے اور ہیئت قیاس صحیح ہونے کے معنی اس کے تمام ضروب منتج بننا ہے اور جو صورتیں ہر قوم صورتوں کا برخلاف ہوں گی ان کو ناسکہا جائیگا ١٢

فجاءت الحاجة في ذلك الى قانون عاصم عن الخطأ في الفكر يبيّن فيه طُرق اكتساب المجهولات عن المعلومات وهذا القانون هو المنطق والميزان - واما تسميته بالمنطق فلتاثيره في النطق الظاهري اعني التكلم اذ العارف به يقوى على التكلم بما لا يقوى عليه الجاهل وكذا في النطق الباطني اعني الادراك لان المنطقي يعرف حقائق الاشياء ويعلم اجناسها وفصولها ولوازمها وخواصها بخلاف الغافل عن هذا العلم الشريف واما تسميته بالميزان فلانه قسطاس للعقل يوزن به الافكار الصحيحة ويعرف به نقصان ما في الافكار الفاسدة واختلال ما في الانظار الكاسدة ومن ثم يقال له العلم الآلي لكونه آلة لجميع العلوم لاسيّما للعلوم الحكمية -

ترجمہ

پس ضرورت پڑی صحیح و غلط نظر کی تمیز میں ایسے ایک قانون کی جو نظر کی غلطی سے بچانے والا ہو اور جس قانون میں بیان کئے جاویں معلومات سے مجہولات حاصل کرنے کے طریقے اور یہی قانون منطق اور میزان ہے اور بہر حال اس قانون کا نام منطق رکھنا بسبب اثر کرنے اس علم کے ظاہری نطق یعنی گفتگو میں کیونکہ اس علم کے جاننے والے کو گفتگو پر اسقدر قدرت حاصل ہوتی ہے جس قدر پر اس علم کے جاہل کو قدرت نہیں ہوتی اسی طرح نطق باطنی یعنی ادراک میں اس منطق کا اثر ہے کیونکہ منطقی اشیاء کے حقائق اور ماہیات کو جانتا ہے بخلاف غافل کے اس علم شریف سے اور بہر حال میزان کے ساتھ اس کا نام رکھنا پس اس لئے کہ یہ علم عقل کیلئے ترازو ہے عقل اس علم کے ذریعہ سے صحیح فکروں کا وزن کرتی ہے اور فاسد نظروں کے نقصان وعیب کو اور کھوٹے فکروں کے خلل کو پہچانتی ہے اور اور اسی وجہ سے اس علم کو علم آلی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ علم تمام علوم خاص کر کے علوم حکمیہ کیلئے آلہ ہے "

تشریح

قانون اصطلاح منطق میں اس امر کلی کا نام ہے جو منطبق ہو اس کے تمام افراد پر بایں طور کہ اس امر کلی کے موضوع کو کسی فرد کا محمول بنانے کے صغریٰ قرار دیا جاوے اور اس امر کلی کو کبریٰ بنایا جاوے مثلاً نحویوں کا قول "کل فاعل مرفوع" ایک امر کلی ہے اور اس کے موضوع یعنی فاعل کو ہمارے قول "ضرب زید" میں محمول بنا کے صغریٰ بنایا جاوے اور کہا جاوے زید فاعل و کل فاعل مرفوع پس نتیجہ زید مرفوع ہوگا کیونکہ زید بھی فاعل ہے پس اس زید کا حال کہ وہ کل فاعل مرفوع کا ایک فرد ہے معلوم ہو گیا اور منطق عقل کیلئے ترازو ہونے کا مطلب منطق کے ذریعہ عقل صحیح افکار اور فاسد افکار کے درمیان فرق کر لیتا ہے جس طرح ترازو کے بذریعہ اموال کی کمی اور زیادتی معلوم کر لیجاتی ہے

اور منطق کو علم آلی اس لئے کہا جاتا ہے کہ جسطرح مؤثر کا متاثر تک پہنچنے میں آلہ واسطہ بنتا ہے اسی طرح قوت دعاقلہ کا اثر مطالب تک پہنچنے میں منطق واسطہ بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ منطق کو تمام علوم کا بالخصوص عقلی علوم کا خادم کہا جاتا ہے ١٢

فائدہ اعلم ان ارسطاطالیس الحکیم دوّن هذا العلم بامر الاسکندر الرومی ولهذا یلقب بالمعلم الاوّل والفارابی هذّبه هذا الفن وهو المعلّم الثانی وبعد اضاعة کتب الفارابی فصّله الشیخ ابو علی بن سینا ،

فصل ولعلك علمت بما تلونا علیك فی بیان الحاجة حدّ المنطق وتعریفه مزانه علم بقوانین تعصم مراعاتها الذهن عن الخطأ فی الفکر

فصل موضوع کل علم ما یبحث فیه عن عوارضه الذاتیة کبدن الانسان للطبّ والکلمة والکلام لعلم النحو فموضوع المنطق المعلومات التصوریة والتصدیقیة لکن لا مطلقا بل من حیث انها موصلة الی المجهول التصوری والتصدیقی ـ

ترجمہ ۔ تمہاں لو کہ حکیم ارسطو نے جمع کیا ہے اس علم منطق کو اسکندر رومی کے حکم سے اس لئے اس ارسطو کو معلم اوّل کہا جاتا ہے اور فارابی نے اس فن کو شستہ بنایا ہے لہٰذا وہ معلم ثانی ہے اور فارابی کی کتابوں کو ضائع کر دی جانے کے بعد ابو علی بن سینا نے اس فن کی تفصیل کر دی ہے اور شاید تو نے جان لیا ہے منطق کی تعریف کو ان چیزوں سے جن کو ہم ذکر کیا ہے منطق کی ضرورت بیان کرنے میں کہ وہ منطق جان لینا ہے ان قواعد کو جن کی رعایت بچاوے ذہن کو فکر کی غلطی سے موضوع ہر علم کا وہ چیز ہے جس کے ذاتی عوارض سے اس علم میں بحث کی جاوے جیسے طب کا موضوع بدن انسانی ہے اور نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے پس منطق کا موضوع معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیات ہے لیکن مطلقا نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ معلومات تصوریہ مجہولات تصوریہ کیطرف اور معلومات تصدیقیہ مجہولات تصدیقیہ کیطرف پہونچا دینے والے ہوں ۔

تشریح ۔ حکیم ارسطو مشہور فلسفی افلاطون کا شاگرد تھے سب سے پہلے تصنیفی صورت میں منطق کے چند اصول مسائل کو ذکر کیا تھا لہٰذا اسکو معلم اوّل کہا جاتا ہے پھر فارابی کی کتابوں کو جلا دیجانے کے بعد ابو علی سینا نے اس فن کی تفصیل فرمائی اور تمام اصول منطق کو مفصلاً لکھا ہے ۔

قولہ ولعلك علمت مما تلونا ، ضرورت منطق کے بیان سے ذہین طلبہ منطق کی تعریف سمجھ چکے ہیں اور اس تنبیہ سے متوسط طلبہ منطق کی تعریف سمجھ لیں گے اور مصنف کے قول انہ علم بقوانین آہ سے ادنیٰ درجہ کے طلبہ بھی منطق کی تعریف سمجھ جائیں گے اسی کو رعایت کر کے مصنف نے تعریف منطق میں یہی طریقہ اختیار فرمایا ہے ۔ **قولہ عن عوارضه الذاتیة** : ۔ عوارض ذاتی وہ عرض ہے جو شئی کو بلا واسطہ عارض ہو یا ایسے واسطہ کے ذریعہ عارض ہو جو واسطہ باعتبار افراد مساوی ہو شئی معروض کا ۔ اوّل کی مثال تعجب ہے کہ یہ عرض انسان کو بلا واسطہ عارض ہے اور ثانی کی مثال ضحک ہے کہ عرض انسان کو بواسطہ تعجب عارض ہے کیونکہ جب کسی شئی کے متعلق تعجب عارض ہو جاتا ہے انسان ہنس پڑتا ہے اور تعجب من حیث الافراد انسان کے مساوی ہے کیونکہ انسان کے افراد بعینہ متعجب کے افراد ہیں پس فن منطق میں معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ کے ان عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے جن کے ساتھ تعلق ہے وہ مجہولات تصوریہ اور مجہولات تصدیقیہ کی طرف پہنچانے والے ہونے میں کل عوارض ذاتیہ سے

اور کسی عرض غریب سے بحث نہیں کیجاتی ہے ۱۲

فائدہ اعلم ان لکل علم غایۃ والّا لکان طلبہ عبثاً والجدّ فیہ لغوًا۔ وغایۃ علم المیزان الاصابۃ فی الفکر وحفظ الرّأی عن الخطأ فی النظر؛ ۔

فصل لاشغل للمنطقی من حیث انہ منطقی ببحث الالفاظ کیف وھذا البحث بمعزل عن غرضہ وغایتہ ومع ذلک فلابد من بحث الالفاظ الدّالّۃ علی المعانی۔ لان الافادۃ والاستفادۃ موقوفۃ علیہ ولذلک یقدم بحث الدلالۃ والالفاظ فی کتب المنطق ۔

ترجمہ جان تو کہ ہر علم وہنر کے لئے کوئی غرض ہوتی ہے ورنہ اس کی طلب بے فائدہ ہو جائے گی اور اس میں کوشش لغو ہوگی۔ اور علم منطق کی غرض فکر میں درستی کو پہنچنا اور عقل کو نظر یعنی امور معلومہ کی ترتیب کی غلطی سے محفوظ رکھنا ہے۔ فصل۔ منطقی کو منطقی ہونے کی حیثیت سے بحث الفاظ کے ساتھ کوئی کام نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ بحث الفاظ منطق کی غرض وغایت سے علیحدہ اور جدا ہے اور اس کے باوجود ضروری ہے منطقی کیلئے ایسے الفاظ کی بحث سے جو معانی پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ فائدہ پہنچانا اور فائدہ حاصل کرنا تعلیم وتعلم اسی بحث دلالت پر موقوف ہے اسی لئے دلالت الفاظ کی بحث کو منطق کی کتابوں میں مقدم کی جاتی ہے ۱۲

تشریح علم بمعنی جاننا اس میں کیفیت عمل کا دخل نہیں اور صناعت وہ علم ہے جو عمل کی مزاولت سے حاصل ہو جاوے مثلاً خیاطت صناعت ہے کہ درزی کا کام کرتے کرتے یہ خیاطت ہو جاتی ہے اور یہاں اصل مقصد منطق کی غرض بتانا ہے لیکن غرض منطق مقیّد ہونے کی وجہ سے اس کا سمجھنا مطلق غرض سمجھنے پر موقوف تھا لہٰذا مطلق غرض بتانے کے بعد منطق کی غرض کو بتایا گیا ہے ۔

قولہ لاشغل الخ۔ منطق کے کتابوں کے شروع میں بحث دلالت ذکر کرنے کے متعلق مصنف رحمہ ایک تمہید بیان فرماتے ہیں کہ بحث دلالت منطقیوں کا مقصد اصلی نہیں کیونکہ اصل بحث کا تعلق الفاظ کے ساتھ ہے اور منطقی لوگ معانی سے بحث کرتے ہیں لیکن معانیوں کی تعلیم وتعلم بغیر دلالت الفاظ ممکن نہیں لہذا بحث الفاظ موقوف علیہ ہوئی منطقیوں کے اصل مقصد کا بنابریں مجبور ہو کر منطقی لوگ دلالت کی بحث کرتے ہیں اور کتابوں کے شروع میں بحث دلالت کو ذکر کرنے کے بعد مقصد اصلی یعنی بحث معانی میں مشغول ہوتے ہیں چنانچہ مفہوم کلی یا جزئی ہونے کی بحث آگے آ رہی ہے اور اس بحث کے پہلے جتنی بحثیں ہیں سب کے سب الفاظ کی بحث ہیں جن کو تبعاً ذکر کیا گیا ہے ۱۲ ۔

2/1

فصل فی الدلالة الدلالة لغةً هو الارشاد ای راہ نمودن ۔ وفی الاصطلاح کون الشیٔ بحیث یلزم من العلم به العلم بشیٔ اٰخر والدلالة قسمان لفظية وغیر لفظية واللفظية مایکون الدال فیه اللفظ وغیر اللفظية مالایکون الدال فیه اللفظ وکلٌ منهما علیٰ ثلثة انحاء احدٰها اللفظية الوضعية کدلالة زید علیٰ مسمّاہ وثانیها اللفظية الطبعية کدلالة لفظ اُحْ اُحْ بضم الهمزة وسکون الحاء المهملة وقیل بفتحها علیٰ وجع الصدر فان الطبعية تضطرُّ باحداث هٰذا اللفظ عند عروض الوجع فی الصدر :۔

ترجمہ یہ فصل دلالت کے بیان میں لغت کے اعتبار سے دلالت کے معنی ارشاد یعنی راہ دکھلانا ہے اور منطقی اصطلاح میں (دلالت) کسی چیز کا اس طور پر ہوجانا ہے کہ اس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آوے اور دلالت کی دو قسمیں ہیں لفظیہ اور غیر لفظیہ لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور غیر لفظیہ وہ دلالت ہے جسمیں دال لفظ نہ ہو اور ان دونوں میں سے ہر ایک تین قسموں پر ہے ایک ان کا لفظیہ وضعیہ ہے جیسے زید کی دلالت اس کے مسمّٰی پر دوسرا ان کا لفظیہ طبعیہ ہے جیسے اُحْ اُحْ ہمزہ کے ضمہ اور حاء کے سکون کے ساتھ اور بعضوں نے کہا حاء کے فتحہ کے ساتھ کی دلالت درد سینہ پر اس لئے کہ طبیعت بے قرار ہوجاتی ہے اس لفظ اُحْ کے ظاہر کرنے پر بوقت عارض ہونے درد کے سینہ میں ۔

تشریح یعنی دو چیزوں کے درمیان ایسے لزوم کا نام دلالت ہے کہ ایک کو جاننے سے دوسرا ضرور معلوم ہوجاوے پس شیٔ اوّل کو یعنی جس سے دوسری چیز معلوم کیجاوے دال اور شیٔ ثانی کو یعنی وہ جو معلوم کیجاوے مدلول کہا جاتا ہے جیسے دھواں کے علم سے آگ کا علم ہوجاتا ہے پس دھواں دال اور آگ مدلول ہے ۔ اور وضع کے معنی لغوی رکھدینا ہے اور معنی اصطلاحی تخصیص شیٔ بالشیٔ بحیث متی اطلق او احس الشیٔ الاوّل فهم منه الشیٔ الثانی یعنی واضع کا کسی دو چیز کو اسطرح پر خاص کردینا ہے کہ جب کبھی اوّل معلوم ہو تو ثانی خود بخود معلوم ہوجائے پس دلالت لفظیہ وضعیہ وہ دلالت ہے کہ واضع کی وضع کیوجہ سے لفظ اپنے معنی پر دلالت کرے جیسے لفظ زید کی دلالت اپنے مسمّٰی پر اس لئے کہ واضع نے لفظ زید کو وضع کیا ہے اس کے مسمّٰی پر دلالت کرنے کیلئے اور دلالت لفظیہ کی دوسری قسم لفظیہ طبعیہ ہے ، یعنی جس میں لفظ کی دلالت اپنے مفہوم پر وضع کی وجہ سے نہ ہو بلکہ طبعی تقاضے کی وجہ سے ہو جیسے لفظ اُحْ اُحْ کی دلالت درد سینہ پر یعنی جسکے سینہ میں درد عارض ہو اسکو اسکی طبیعت اس اُحْ اُحْ آواز کے اخراج پر مجبور کرے گی لہذا یہ آواز درد سینہ پر دال ہے مگر کسی نے اس لفظ اُحْ اُحْ کو درد سینہ پر دال ہونے کیلئے وضع کیا ہے اور یہ لفظ اُحْ اُحْ اَحْ اَحْ دونوں طرح پڑھا جاتا ہے ۱۲

وثالثها اللفظية العقلية كدلالة لفظ ديز المسموع من وراء الجدار على وجود اللافظ ورابعها غير اللفظية الوضعية كدلالة الدوال الاربع على مدلولاتها وخامسها غير اللفظية الطبعية كدلالة صهيل الفرس على طلب الماء والكلأ سادسها غير اللفظية العقلية كدلالة الدخان على النار فهذه ست دلالات، والمنطقي انما يبحث عن الدلالة اللفظية الوضعية لان الافادة للغير والاستفادة من الغير انما يتيسر بها بسهولة بخلاف غيرها فان الافادة والاستفادة بها لا يخلو عن صعوبة هٰذا ۔

ترجمہ اور دلالت لفظی کی تیسری قسم لفظیہ عقلیہ ہے جیسے اس لفظ دیز کی دلالت جو دیوار کے پیچھے سے سنا جاوے لفظ بولنے والے کے وجود پر، اور وہ دلالت کی چوتھی قسم غیر لفظیہ وضعیہ ہے جیسے دوال اربع کی دلالت ہے مدلولات پر اور دلالت کی پانچویں قسم غیر لفظیہ طبعیہ ہے جیسے گھوڑے کے ہنہنانے کی دلالت پانی اور گھاس کی طلب پر اور دلالت کی چھٹی قسم غیر لفظیہ عقلیہ ہے جیسے دھواں کی دلالت آگ پر ــــ پس یہ چھ دلالت ہیں، اور منطقی جز این نیست بحث کرتے ہیں صرف دلالت لفظیہ وضعیہ سے اور یہ اس سے کہ غیر کو سکھانا اور غیر سے خود سیکھنا لفظیہ وضعیہ کے ساتھ ہی یکساں حاصل ہو سکتا ہے بخلاف لفظیہ وضعیہ کے غیر کے کیونکہ تعلیم و تعلم مابقی دلالتوں کے ساتھ دشوارئی سے خالی نہیں ،

تشریح یعنی لفظیہ عقلیہ وہ دلالت ہے جسمیں دال اپنے مدلول پر صرف عقل کے ذریعہ دلالت کرے وضع اور طبیعت کا کوئی دخل نہو مثلاً دیز جو لفظ زید کے مقلوب ہونے کی وجہ ایک مہمل لفظ ہے کہ جب سننے والا اسکو کسی پردہ کے پیچھے سے سن لیتا ہے اس کو اس لفظ کہنے والے کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے مگر اس دلالت میں نہ وضع کا دخل ہے کیونکہ یہ لفظ موضوع نہیں نہ طبیعت کا دخل ہے کیونکہ دیز لفظ کہنے والے کے طبعی تقاضا سے یہ لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا اور مثال میں زید کی بجائے دیز اختیار کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لفظیہ عقلیہ میں دال لفظ مہمل ہونا ضروری ہے اور من وراء الجدار کی قید لگانے میں اشارہ ہے اس بات کیطرف کہ سننے والا اگر آواز دینے والے کو دیکھ لے تو وہ دلالت عقلی نہیں ہوگی بلکہ آنکھ کے معاینہ سے ہوگی اور دوال اربعہ سے مراد خطوط نصب و عقود و اشارات ہیں یعنی خطوط سے مراد وہ نقوش ہیں جو حرف پر دال ہیں اور نصب جمع ہے نصبۃ کا یعنی وہ پتھر یا لوہا کا کھمبا جس کو دو مقاموں کے مابین نشانی کیلئے گاڑ دیا گیا ہے اور عقود عقد کی جمع ہے یعنی فن عقد الانامل کے عقود کسی عدد پر دال ہوتا ہے اور اشارات جمع ہے اشارہ کی کیونکہ اشارہ کسی نہ کسی مفہوم پر دال ہے مگر مذکورہ چار چیزوں میں سے کوئی بھی لفظ نہیں لہذا ان کی دلالت وضعیہ غیر لفظیہ ہے اور دلالت کی پانچویں قسم غیر لفظیہ طبعیہ ہے جیسے گھوڑا کا ہنہنانا پانی اور گھاس کے طلب پر دال ہے کہ جب گھوڑے کو بھوک اور پیاس لگتی ہے اسکی طبیعت اس کو اس آواز پر مجبور کرتی ہے اور گھوڑے کے بے زبان ہونے کی وجہ سے اسکی آواز کو لفظ نہیں کہا جاسکتا اور دلالت کی چھٹی قسم غیر لفظیہ عقلیہ ہے جیسے دھواں کی دلالت آگ پر کہ جہاں دھواں ہو وہاں آگ ہونے پر عقل حاکم ہے مگر دھواں جس چیز کا نام ہے وہ نہ لفظ ہے نہ آگ کی طبیعت دھواں نکالنے پر آگ کو مجبور کرتی ہے پس دلالت کی کل چھ قسمیں ہو گئیں لفظیہ وضعیہ لفظیہ طبعیہ لفظیہ عقلیہ غیر لفظیہ وضعیہ غیر لفظیہ طبعیہ غیر لفظیہ عقلیہ اور منطقی لوگ صرف دلالت لفظیہ وضعیہ سے بحث کرتے ہیں کیونکہ دوسری دلالتوں میں سمجھنا اور سمجھانا آسان نہیں۔ **قولہ هٰذا** احفظ فعل محذوف کا مفعول ہے یعنی اے طالب علم تو اس فصل کے تمام باتوں کو خوب یاد کرلو **نوٹ** دال کے اعتبار سے دلالت کی دو قسمیں ہیں لفظیہ اور غیر لفظیہ پھر نفس دلالت کے اعتبار سے دلالت کی تین قسمیں ہیں وضعیہ طبعیہ عقلیہ پھر مدلول کے اعتبار سے دلالت کی تین ۳

فصل ینبغی ان یعلم ان الدلالۃ اللفظیۃ الوضعیۃ التی لھا العبرۃ فی المحاورات والعلوم علی ثلثۃ انحاء احدھا المطابقیۃ وھی ان یدل اللفظ علی تمام ما وضع لہ ذلک اللفظ کدلالۃ الانسان علی مجموع الحیوان والناطق وثانیھا التضمنیۃ وھی ان یدل اللفظ علی جزء المعنی الموضوع لہ کدلالتہ علی الحیوان وثالثھا الدلالۃ الالتزامیۃ وھی ان لا یدل اللفظ علی الموضوع لہ ولا علی جزئہ بل علی معنی خارج لازم للموضوع لہ واللازم ھو ما ینتقل الذھن من الموضوع لہ الیہ کدلالۃ الانسان علی قابل العلم وصنعۃ الکتابۃ وکدلالۃ اللفظ العمی علی البصر۔

ترجمہ اور مناسب ہے کہ جان لیا جائے اس بات کو کہ وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس کا اعتبار ہے روز و شب کی باہمی گفتگو اور علوم میں وہ تین قسموں پر ہے ایک دلالت مطابقی یعنی لفظ اپنے پورے موضوع لہ پر دلالت کرنا جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق کے مجموعہ پر اور دوسری قسم دلالت تضمنی یعنی لفظ اپنا موضوع لہ کے جزء پر دلالت کرنا جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان یا صرف ناطق پر اور تیسری دلالت التزامی یعنی لفظ اپنا پورا موضوع لہ اور جزء موضوع لہ پر دلالت کرے جو معنی موضوع لہ سے خارج ہو کر موضوع لہ کیلئے لازم ہے اور لازم وہ خارج موضوع لہ ہے جس کی طرف ذہن موضوع لہ سے منتقل ہو کر جاوے جیسے انسان کی دلالت قابل علم اور صنعت کتابت پر اسی طرح لفظ عمی کی دلالت بصر پر۔

تشریح یعنی منطقی لوگ جس دلالت لفظیہ وضعیہ کے ساتھ بحث کرتے ہیں اس کی کل تین قسمیں ہیں کیونکہ لفظ یا تو پورا موضوع لہ پر دلالت کریگا یا جزء موضوع لہ پر دلالت کریگا یا موضوع لہ کے ایسے خارج پر دلالت کرے گا جو موضوع لہ کے لئے لازم ہے پس اول کو مطابقی اور ثانی کو تضمنی اور ثالث کو التزامی کہا جاتا ہے (وجہ تسمیہ) مطابقت کے معنی موافقت ہے اور تضمن کے معنی ضمن اور پہلو میں ہو جانا ہے اور التزام کے معنی لازم ہو جانا ہے پس مطابقی میں لفظ موضوع اور اس کے مدلول کے مابین موافقت ہونیکی وجہ اس کو مطابقی کہا جاتا ہے اور تضمنی میں معنی مدلول لفظ کے معنی موضوع لہ کے جزء ہونے کی وجہ سے اسکو تضمنی کہا جاتا ہے کیونکہ جزء کل کے ضمن میں ہوتا ہے اور التزامی میں معنی مدلول لفظ کے معنی موضوع لہ کیلئے لازم ہونے کی وجہ سے اسکو التزامی کہا جاتا ہے مثلاً لفظ انسان جب اس کے پورے موضوع لہ حیوان ناطق پر دلالت کرے تو یہ دلالت مطابقی ہے اور جب اسکا لحاظ کیا جائے کہ لفظ انسان مجموعہ حیوان ناطق پر دلالت کرتے وقت صرف حیوان اور صرف ناطق پر دال ہے تو صرف اس ایک جزء پر دلالت کو تضمنی کہا جاتا ہے اور لفظ انسان حیوان ناطق پر دال ہونے کے ساتھ ساتھ استعداد علم و کتابت پر بھی دال ہے کیونکہ مفہوم حیوان ناطق کیلئے علم و کتابت کا استعداد ضروری ہے کہ کوئی حیوان ناطق ایسا نہیں جو بعد کوشش کے علم و کتابت حاصل نہ کر سکتا ہو لہذا لفظ انسان علم کی قابلیت اور صنعت کتابت کے استعداد پر دال ہونا دلالت التزامی ہے اسی طرح لفظ شمس جسم آفتاب کے لئے موضوع ہے اور روشنی اس جسم کیلئے لازم ہے پس لفظ شمس جسم آفتاب پر دلالت کرنا دلالت مطابقی ہے اور روشنی پر دلالت کرنا دلالت التزامی ہے کیونکہ روشنی لفظ شمس کا نہ تمام موضوع لہ ہے نہ جزء موضوع لہ ہے اور لفظ عمی بصر پر دلالت کرنا بھی دلالت التزامی ہے کیونکہ عمی کے معنی عدم البصر عما من شانہ ان یکون بصیرا ہے یعنی جسکو آنکھ نہ ہونا چاہیے ہونے کو عمی کہا جاتا ہے پس عمی کے معنی مطلق عدم نہیں بلکہ وہ عدم ہے جو قید بصر کے ساتھ مقید ہے اور مقید کے تصور کیلئے قید کا تصور ضروری ہے جو بابت ظاہر ہے۔ نوٹ لزوم کی دو قسمیں ہیں عرفی یعنی وہ

لازم جو ... [illegible]

فصل الدلالة التضمنية والالتزامية لا توجدان بدون المطابقة وذلك لأن الجزء لا يتصور بدون الكل وكذا اللازم بدون الملزوم والتابع لا توجد بدون المتبوع والمطابقة قد توجد بدونهما لجواز ان يوضع اللفظ لمعنى بسيط لا جزء له ولا لازم له فان قلت لا نسلم ان يوجد معنى لا لازم له فان لكل معنى لازمًا البتة واقله انه ليس غيره قلنا المراد باللازم البيّن الذي ينتقل الذهن من الملزوم اليه وقولك ليس غيره ليس من اللوازم البينة لانا كثيرا ما نتصوّر المعاني ولا يخطر بالنا معنى الغير فضلًا عن كونه ليس غيره ؛

ترجمہ دلالت تضمنی اور التزامی نہیں پائے جاسکتے ہیں بغیر مطابقی کے اور یہ اسلئے کہ جزء کا تصور نہیں ہوسکتا بغیر کل کے اسی طرح لازم و تابع نہیں پائے جاتے بغیر ملزوم و متبوع کے اور دلالت مطابقی کبھی پائی جاتی ہے بغیر تضمنی و التزامی کے بوجہ ممکن ہونے اس بات کے کہ لفظ کو وضع کیا جاوے ایسے معنی بسیط کیلئے جس کا کوئی جزء اور لازم نہیں اگر اعتراض کرے تو کہ ہم نہیں مانتے ایسے معنی پائے جانے کو جس کا کوئی لازم نہیں اس لئے کہ ہر معنی کیلئے ضرور لازم ہوتا ہے اور کم درجہ کا لازم یہ ہے کہ وہ معنی اس کا غیر نہیں ہم جواب دیں گے کہ یہاں لازم سے مراد وہ لازم بین ہے جس کی طرف ذہن ملزوم سے منتقل ہوکر جاوے اور تیرا قول کہ وہ معنی اسکا غیر نہ ہونا لازم ہے یہ لازم لوازم بینہ سے نہیں اسلئے کہ ہم بسا اوقات معانی کے تصور کرتے ہیں اور ہمارے دل میں معنی غیر کا خیال نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کا خیال آوے کہ وہ معنی اس کا غیر نہیں۔ **تشریح** یعنی دلالت تضمنی میں لفظ جزء موضوع لہ پر اور دلالت التزامی میں لفظ خارج موضوع لہ پر دال ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ لفظ تمام موضوع لہ پر دلالت کئے بغیر جزء پر دلالت کرے یا ملزوم پر دلالت × کیونکہ کل پر دلالت ممکن نہیں اسی کو مصنف نے بیان فرمایا ہے کہ دلالت تضمنی اور التزامی نہیں پائی جاتی بغیر مطابقی کے کیونکہ جزء کا تصور کل کے تصور کے بغیر اسی طرح لازم کا تصور ملزوم کے تصور کے بغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ لازم تابع اور ملزوم متبوع ہوا کرتا ہے اور تابع کا تصور متبوع کے بغیر نہ ہونا بہت ہی ظاہر ہے البتہ دلالت مطابقی تضمنی و التزامی کے بغیر پائی جاسکتی ہے کیونکہ لفظ کو اگر ایسے معنی کے لئے وضع کیا جاوے جس کا جزء اور لازم نہیں تو اس لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ پر مطابقی ہوگی اور یہ دلالت مطابقی تضمنی و التزامی کے بغیر پائی جائے گی کیونکہ بغیر جزء تضمنی اور بغیر لازم التزامی نہ ہوسکنا پہلے مذکور ہوچکا ہے پس اگر تو اعتراض کرے کہ معنوں میں ایسے کوئی معنی بسیط نہیں جس کا کوئی لازم نہ ہو کیونکہ ہر معنی کیلئے کم از کم یہ لازم ہے کہ وہ اسکا غیر نہ ہو لہذا دلالت التزامی کے بغیر دلالت مطابقی پائی جانا مسلم نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ دلالت التزامی کیلئے لازم بین پر دلالت کرنا ضروری ہے اور ہر معنی کیلئے وہ اس کا غیر نہ ہونا گو لازم ہے مگر لازم بین نہیں لہذا ایسے لازم پر دلالت التزامی نہ ہوگی پس بغیر التزامی مطابقی کا تحقق ہوا۔ نوٹ ، اولاً لازم کی دو قسمیں ہیں (۱) لازم باعتبار عقل جیسے مفہوم عمی کیلئے مفہوم بصر عقلاً لازم ہے کیونکہ مفہوم بصر کے تصور کے بغیر مفہوم عمی کے تصور کو عقل محال سمجھتی ہے (۲) لازم باعتبار عرف جیسے مفہوم حاتم کیلئے معنی سخاوت کہ عرف عام ضروری سمجھتا ہے پھر لازم کی دو قسمیں ہیں بین اور غیر بین اور لازم بین کی بھی دو قسمیں ہیں لازم بین بالمعنی الاعم اور لازم بین بالمعنی الاخص لازم بین بالمعنی الاعم یہ ہے کہ جب ملزوم و لازم کا تصور کریں تو لازم و ملزوم کے درمیان لزوم کا یقین ہوجاوے اور لازم غیر بین یہ ہے کہ لازم ملزوم کے تصور سے دونوں کے درمیان لزوم کا یقین نہ ہو جائے اور لازم بین بالمعنی الاخص یہ ہے کہ جب ملزوم کا تصور کریں تو ملزوم سے لازم کی طرف ذہن خود بخود منتقل ہوجاوے اور لازم غیر بین وہ لازم ہے کہ جس کی طرف ملزوم سے ذہن منتقل نہ ہوجائے اور دلالت التزامی کیلئے لازم بین بالمعنی الاخص کی ضرورت ہے پس تیرا قول کہ ہر معنی کیلئے لازم ہے کہ وہ اس کا غیر نہ ہو گو لازم ہے لازم بین بالمعنی الاخص نہیں کیونکہ ہم بسا اوقات ہم

معنوں کا تصور کرتے ہیں اس وقت معنی غیر کا خیال تک نہیں آتا چہ جائیکہ یہ خیال آوے کہ وہ معنی اس کا غیر نہیں ۱۲

فصل اللفظ الدال اما مفرد واما مرکب فالمفرد ما لا یقصد بجزئہ الدلالۃ علی جزء معناہ کدلالۃ ہمزۃ الاستفہام علی معناہ ودلالۃ زید علی مسماہ ودلالۃ عبد اللہ علی المعنی العلمی والمرکب ما یقصد بجزئہ الدلالۃ علی جزء معناہ کدلالۃ زید قائم علی معناہ ودلالۃ رامی السہم علی فحواہ ثم المفرد علی انحاء ثلثۃ لانہ ان کان معناہ مستقلا بالمفہومیۃ ای لم یکن فی فہمہ محتاجا الی ضم ضمیمۃ فہو اسم ان لم یقترن ذلک المعنی بزمان من الازمنۃ الثلثۃ وکلمۃ ان اقترن بہ وان لم یکن معناہ مستقلا فہو اداۃ فی عرف المیزانیین وحرف فی اصطلاح النحویین ہذا۔ ❖ ❖

ترجمہ لفظ دال مفرد ہوگا یا مرکب پس مفرد وہ لفظ ہے کہ نہ مقصود ہو اس کے جزء کی دلالت معنی کے جزء پر جیسے ہمزہ استفہام کی دلالت اس کے معنی پر اور زید کی دلالت اس کے مسمّٰی پر اور عبد اللہ کی دلالت اس کے معنی علمی پر اور مرکب وہ لفظ ہے اس کے جزء کی دلالت معنی کے جزء پر مقصود ہو جیسے زید قائم کی دلالت اس کے معنی پر اور رامی السہم کی دلالت اس کے مضمون پر پھر مفرد تین قسم پر ہے اس لئے کہ اس کے معنی اگر مستقل بالمفہومیۃ ہو یعنی اس کے سمجھنے میں دوسرے کو ملانے کی حاجت نہ ہو پس وہ اسم ہے اگر اس کے معنی تین زمانوں سے کسی زمانہ کے ساتھ مقترن نہ ہو[*] اور اگر لفظ مفرد کے معنی مستقل نہ ہو تو وہ اداۃ ہے منطقیوں کے اصطلاح میں اور حرف ہے نحویوں کے اصطلاح میں اس کو خوب یاد کرو

تشریح لفظ دال سے مراد وہ لفظ ہے جو معنی مطابقی پر دلالت کرنے کیلئے موضوع ہو کیونکہ منطقیوں کے نزدیک دلالت لفظیہ وضعیہ میں صرف مطابقی کا اعتبار ہے اور اقسام دلالت سے صرف لفظیہ وضعیہ معتبر ہونا پہلے معلوم ہو چکا ہے اور لفظ مفرد لفظ مرکب کا جزء ہونا وجہ ہے لفظ مفرد کی تشریح کو لفظ مرکب کی تشریح پر مقدم کیا گیا کیونکہ جزء کل پر طبعاً مقدم ہوتا ہے اور لفظ مفرد کی چار قسمیں ہیں (۱) لفظ مفرد کا جزء نہ ہو جیسے ہمزہ استفہام ایک مفرد لفظ ہے اور اس کا کوئی جزء نہیں (۲) لفظ مفرد کا جزء ہو مگر ان اجزا کے معانی نہ ہوں لہذا لفظ کے اجزا معنی کے اجزاء پر دال نہ ہو جیسے زید کہ اس کے اجزا ز ی د ہیں اور ان اجزا کے کوئی معنی نہیں لہذا اس لفظ کے اجزاء معنی کے اجزاء پر دال نہیں (۳) وہ لفظ مفرد جس کے اجزا ہوں اور ان اجزا سے ہر ہر جزء کے معنی بھی ہوں مگر وہ معنی معنی مقصود کا جزء نہ ہوں جیسے عبد اللہ حالت علم میں لفظ مفرد ہے اور عبد اور اللہ اس لفظ کے اجزا ہیں اور ان اجزا سے ہر جزء کے معنی ہیں مگر معنی مقصود کا جزء نہیں کیونکہ حالت علم میں عبد اللہ سے مراد شخص خاص ہے معنی اضافی یعنی بندۂ خاص خدا مراد نہیں۔ وہ لفظ مفرد جس کے اجزا ہوں اور اجزا کے معانی بھی ہوں اور وہ معانی معنی مقصود کے بھی اجزا ہوں مگر اجزا معنی مقصود پر دلالت کرنا مقصود نہ ہو جیسے حیوان ناطق کے ساتھ کسی کا نام رکھا جائے تو اس لفظ مفرد کے اجزا حیوان اور ناطق ہیں اور ہر ایک کے معنی معنی مقصود کا بھی جزء ہے کیونکہ حیوان ناطق انسان ہی کا نام رکھا جاتا ہے مگر حالت علم میں حیوان ناطق سے شخص خاص مراد ہوتا ہے وہ شخص حیوان ناطق کا فرد ہونا ملحوظ نہیں۔ اور لفظ مرکب وہ لفظ ہے جس کا اجزا معنی مقصود کا اجزاء پر دلالت کرنا مقصود ہو جیسے زید قائم ایک مرکب لفظ ہے اس سے جزء کی گئی اس کے ایک جزء پر زید دال ہے[**] اور رامی السہم بھی ایک مرکب لفظ ہے اور اس کے معنی تیر پھینکنے والا پر[***] اور سہم تیر پر دال ہے پھر لفظ مفرد کی تین قسمیں ہیں اسم، کلمہ، اداۃ۔ اسم وہ مفرد ہے جو ایسے معنی مستقل پر دلالت کرے جو کسی زمانہ کے ساتھ مقترن نہ ہو اور اداۃ وہ لفظ مفرد ہے جو معنی مستقل پر دال نہ ہو اور اس اداۃ کو نحوی اصطلاح میں حرف کہا جاتا ہے ۱۲

[***] پس رامی پھینکنے والا پر ۱۲ [**] اور ایک جزء پر قائم دال ہے ۱۲

[*] ... معنی مستقل پر دلالت کرے جو کسی زمانے کے ساتھ مقترن ہے ۱۲

فصل اعلم انه قد ظن بعضهم ان الكلمة عند اهل الميزان هي ما يسمى في علم النحو بالفعل وليس هذا الظن بصواب فان الفعل اعم من الكلمة الا ترى ان نحو اضرب نضرب وامثاله فعل عند النحاة وليس بكلمة عند المنطقيين لان الكلمة من اقسام المفرد ونحو اضرب مثلاً ليس بمفرد بل هو مركب لدلالة جزء اللفظ على جزء المعنى فان الهمزة تدل على المتكلم و "ض، ر، ب" على معنى الحدث "

ترجمہ تم جان لو کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ منطقیوں کا کلمہ وہ ہے جس کا نام نحوی اصطلاح میں فعل رکھا جاتا ہے حالانکہ یہ خیال ٹھیک نہیں کیونکہ فعل اپنے اعم ہے کلمہ سے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ مثلاً اضرب اور نضرب صیغہ مضارع اور اس کے مانند (مضارع حاضر کے صیغے) نحویوں کے نزدیک فعل ہیں لیکن منطقیوں کے نزدیک کلمہ نہیں کیونکہ کلمہ لفظ مفرد کے اقسام سے ہے اور اضرب کے مانند کوئی لفظ مفرد نہیں بلکہ مرکب ہے بوجہ دلالت کرنے جزء لفظ کے جزء معنی پر چنانچہ علامت مضارع ہمزہ متکلم پر دال ہے اور ض، ر، ب معنی حدثی پر دال ہے ۱۲

تشریح یعنی منطقی کلمہ اور نحوی فعل کے مابین عام و خاص مطلق کی نسبت ہے نحوی فعل اعم مطلق اور منطقی کلمہ اخص مطلق ہے پس منطقی ہر کلمہ نحوی فعل ہے مگر نحوی فعل منطقی کلمہ نہیں کیونکہ منطقی کلمہ لفظ مفرد ہونے کی وجہ سے اس کے جزء لفظ جزء معنی جزء پر دلالت نہیں کرتا ہے حالانکہ مضارع کے مذکورہ صیغے جزء معنی پر دلالت کرتا ہے چنانچہ متکلم کے صیغوں میں ہمزہ اور نون متکلم پر اور حاضر کے صیغوں میں تاء حاضر پر اور دونوں قسم کے صیغوں میں ض، ر، ب معنی حدثی پر دال ہے نیز اضرب وغیرہ صیغے صدق و کذب کا محتمل ہونے کی وجہ سے مرکب ہیں کیونکہ لفظ مفرد صدق و کذب کا محتمل نہیں ہوتا اسی طرح امر حاضر کے کل صیغے اور ماضی متکلم و حاضر کے آٹھ صیغے بھی منطقی کلمہ نہیں ہے۔

نوٹ : لفظ مفرد کے معنی میں اگر زمانہ بالکل نہ ہو جیسے تجرد و حجر یا زمانہ ہو مگر معین زمانہ نہ ہو جیسے لفظ زمان اور وقت یا زمانہ معین بھی ہو مگر باعتبار وضع نہ ہو جیسے اسم فاعل اور اسم مفعول تو ان تمام صورتوں میں لفظ مفرد کو اسم کہا جائے گا نیز یاد رہے کہ لفظ مفرد کی یہ تقسیم اس کے معنی مستقل ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے تھی اور آنے والی تقسیم مفرد کے معنی ایک اور زیادہ ہونے کے اعتبار سے ہے اور لفظ مفرد سے اسم کلمہ اور اداۃ میں منحصر ہونا حصر عقلی سے ہے ۱۲ —

فصل قد ينقسم المفرد بتقسيم آخر وهو ان المفرد اما ان يكون معناه واحداً او يكون كثيراً والذى له معنى واحد على ثلثة اضرب لانه لايخلوا اما ان يكون ذلك المعنى متعيناً مشخصاً او لم يكن والاول يسمى علماً كزيد وهذا وهو والاولى ان يسمى هذا القسم بالجزئى الحقيقى والثانى اى ما لايكون معناه الواحد مشخصاً بل يكون له افراد كثيرة هو ضربان احدهما ان يكون صدق ذلك المعنى على سائر افراده على سبيل الاستواء من غير ان يتفاوت باولية او اولوية او اشدية او ازيدية ويسمى هذا القسم بالمتواطى لتواطؤ افراده وتوافقها فى تصادق ذلك المعنى العام كالانسان بالنسبة الى زيد وعمرو وبكر۔

ترجمہ کبھی مفرد منقسم ہوتا ہے دوسری تقسیم سے اور وہ یہ ہے کہ مفرد یا تو اس کے ایک معنی ہیں یا زیادہ اور وہ مفرد جس کے ایک معنی ہوں۔ وہ تین قسم پر ہے اس لئے کہ وہ مفرد خالی نہ ہوگا دو حال سے یا تو ایک معنی متعین و مشخص ہوں گے۔ وضع کے اعتبار سے یا متعین نہیں ہوں گے اور اول نام علم رکھا جاتا ہے جیسے زید اور ہذا اور ہو اور بہتر یہ ہے کہ کہا جائے اس قسم کا جزئی حقیقی اور ثانی یعنی جس کے معنی حسب الوضع ایک متعین نہ ہوں بلکہ اس کے بہت سے افراد ہوں جس کا نام کلی ہے وہ دو قسم پر ہے ان دو قسموں سے ایک قسم یہ ہے کہ یہ معنی اپنے تمام افراد پر برابر سرابر صادق آتے ہوں بلا تفاوت اولیت یا اولویت یا اشدیت یا ازیدیت کے اور کلی کی اس قسم کا نام متواطی رکھا جاتا ہے بوجہ موافق ہونے ان افراد کے اس معنی عام کے صادق آنے میں جیسے مفہوم انسان ہے (اس کے افراد) زید عمرو وبکر کے لحاظ سے

تشریح: اس تقسیم کا حاصل یہ ہے کہ لفظ مفرد کے معنی ایک ہوں گے یا زیادہ اگر ایک ہو تو اسکی تین قسمیں ہیں علم متواطی مشکک اور اگر لفظ مفرد کے معنی زیادہ ہوں اس کی چار قسمیں ہیں (۱) مشترک (۲) منقول (۳) حقیقت (۴) مجاز پس اس تقسیم میں مفرد کی کل سات قسمیں ہوئیں (تفصیل) جس لفظ مفرد کے اعتبار سے معنی ایک ہو کے وضع کے اعتبار سے متعین و مشخص ہوں اس لفظ مفرد کو علم کہا جاتا ہے جیسے زید، ہذا، ہو کہ ان میں سے اول علم ثانی اسم اشارہ اور ثالث ضمیر غائب ہے اور ثانی و ثالث کو اگرچہ اصطلاحات میں علم نہیں کہا جاتا مگر علم کے مانند ان دونوں کے موضوع لہ بھی خاص ہونے کی وجہ سے یہ دونوں علم میں داخل ہیں لہذا مصنفؒ نے ان کو علم میں داخل کیا ہے لیکن اصطلاح کا خیال کرکے فرمایا ہے کہ لفظ مفرد کے اس قسم کا نام جزئی حقیقی رکھا جانا زیادہ مناسب ہے کیونکہ ضمیر غائب اور اسم اشارہ کو اصطلاح میں علم نہیں کہا جاتا لیکن جزئی حقیقی نام رکھنے کی صورت میں اختلاف اصطلاح ہونے کا اعتراض بھی نہیں پڑیگا۔ **نوٹ**: علم وہ اسم ہے کہ جس کے معنی وضع کے اعتبار سے واحد شخصی ہوں جس کو واضع نے ایک خاص چیز کیلئے وضع کیا ہو ضمائر غائب اور اسمائے اشارات بھی ایک ایک خاص چیز کیلئے موضوع ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ علم میں وضع کے وقت کسی مفہوم عام کا لحاظ نہیں کیا گیا اور ضمائر و اشارات میں مفہوم عام کا لحاظ کیا گیا ہے مثلاً اسم اشارہ کو وضع کیا گیا اس کے ہر مشار الیہ کیلئے اس حیثیت سے کہ یہ مشار الیہ مفہوم کلی عام موجود محسوس کے افراد سے ہیں اور ضمائر غائب ان کے ہر ہر مرجع کیلئے وضع کیا گیا ہے اس حیثیت سے کہ وہ مرجع مفہوم عام مذکور غائب کے افراد سے ہیں پس اس تشریح سے معلوم ہوا کہ علم کے مانند اسم اشارہ اور ضمیر غائب کے معنی موضوع لہ بھی متعین و مشخص ہیں لفظ مفرد کی دوسری قسم وہ ہے جس کے معنی متعین و مشخص نہ ہو بلکہ اس کے معنی اور افراد

وثانيهما ان لا يكون صدق ذلك المعنى العام في جميع افراده على وجه الاستواء بل يكون صدق ذلك المعنى على بعض الافراد بالاولية او الاشدية او الاولوية وصدقها على البعض آخر باضداد ذلك كالوجود بالنسبة الى الواجب جل مجده وبالنسبة الى الممكن وكالبياض بالنسبة الى الثلج والعاج ويسمى هذا القسم مشككا لانه يوقع الناظر في الشك في كونه متواطيا او مشتركا۔۔

بقیہ گذشتہ صفحہ :۔

کثیر پر صادق آتا ہو اور اس لفظ مفرد کو کلی کہا جاتا ہے پھر اسکی دو قسمیں ہیں متواطی، مشکک، متواطی وہ کلی ہے جو تمام افراد پر برابری کے ساتھ صادق آوے اولیت اولویت اشدیت اور ازیدیت کا تفاوت نہ ہو جیسے انسان کہ اس کا مفہوم حیوان ناطق اس کے تمام افراد پر برابری کے ساتھ صادق ہے یہ تفاوت نہیں کہ اس کا صدق کسی فرد پر اولاً ہو اور کسی فرد پر ثانیاً ہو یا کسی فرد پر زیادہ صادق آوے اور کسی فرد پر کم کیونکہ جس طرح ایک ہوشیار انسان حیوان ناطق ہے اسی طرح ایک بے وقوف انسان بھی حیوان ناطق ہے ۱۲

ترجمہ دوسری قسم یہ ہے کہ اس کے معنی تمام افراد پر برابری کے ساتھ صادق نہ آتے ہوں بلکہ اس معنی کا صدق بعض افراد پر اولیت، اولویت، اشدیت، ازیدیت کے ساتھ ہوں اور بعض افراد پر اس کے اضداد کے ساتھ ہوں جیسے "وجود" ہے واجب تعالیٰ اور ممکن کی نسبت سے اور سفیدی ہے برف اور ہاتھی کی دانت کی نسبت ہے اور کلی کی اس قسم کا نام مشکک رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ کلی غور کرنے والے کو شک میں ڈال دیتی ہے اس بارے میں کہ وہ کلی متواطی ہے یا مشترک ہے۔

تشریح علماء نے تشکیک یعنی کلی کے صدق اپنے افراد پر مختلف ہونے کو چار صورتوں میں منحصر بتایا ہے (۱) اولیت اس کی ضد ثانویت ہے (۲) اولویت اس کی ضد دنائیت ہے (۳) اشدیت اس کی ضد اضعفیت ہے (۴) ازیدیت اسکی ضد نقیصیت ہے اور اولویت کے معنی یہ ہے کہ کلی کا صادق آنا بعض افراد پر دوسرے بعض افراد پر صادق آنے کے لئے علت ہو یعنی جب تک وہ بعض افراد پر صادق نہ آوے دوسرے بعض پر صادق آنا محال ہو (۲) اولویت کا مطلب یہ ہے کہ کلی کا صدق بعض افراد پر ذاتی ہو یعنی اس فرد پر کلی صادق آنے میں کسی امر خارج کا واسطہ نہ ہو اور دوسرے بعض میں کلی کا صدق عرضی ہو یعنی صادق آنے میں امر خارج کا واسطہ ہو مثلاً وجود ایک کلی ہو اس کے افراد واجب الوجود اور ممکن الوجود دونوں ہیں مگر وجود واجب الوجود باری تعالیٰ پر اولاً صادق ہے اور ممکن الوجود مخلوقات پر ثانیاً صادق ہے کیونکہ وجود واجب علت ہے وجود ممکن کیلئے اور علت پائی جانے سے پہلے معلول پایا جانا محال ہے لہذا واجب الوجود پایا جانے کے پہلے ممکن الوجود پایا جانا محال ہے اسی طرح واجب الوجود خالق پر بلا واسطہ صادق ہے اور ممکن الوجود مخلوق پر بالواسطہ صادق ہے کیونکہ ہر مخلوق وجود میں خالق کا محتاج ہے لہذا واجب الوجود کیلئے وجود ذاتی ہے اور ممکن الوجود کیلئے وجود عرضی ہے (۳) اشدیت کا مطلب یہ ہے کہ کلی کا ظہور بعض فرد میں بہ نسبت دوسرے افراد کے شدید اور سخت ہو اور بعض فرد میں ضعیف اور کمزور ہو (۴) ازیدیت کا مطلب یہ ہے کہ کلی کا ظہور بعض فرد میں کم ہو جیسے سفیدی ایک کلی ہے اسکا ظہور برف میں شدید ہے اور ہاتھی دانت میں ضعیف ہے کیونکہ ہاتھی دانت کی سفیدی سے برف کی سفیدی دوگنہ سہ گنہ سے بھی زائد ہے اور گز ایک کلی ہے اس کے افراد ایک گز اور دس گز وغیرہ ہیں اور گز کا صدق ایک پر ناقص اور دس گز پر زائد ہے اشدیت اور اضعفیت کا تعلق کیفیات کے ساتھ ہے اور ازیدیت و انقصیت کا تعلق۔ باقی

فصل

المتکثر المعنیٰ له اقسام عدیدة وجه الحصر ان اللفظ الذی کثر معناه ان وضع ذٰلك اللفظ لکل معنی ابتداءً باوضاع متعددة علیٰ حدة یسمّٰی مشترکًا کالعین وضع تارةً للذهب وتارةً للباصرة وتارةً للرکبة وان لم یوضع لکل ابتداءً بل وضع اوّلًا لمعنی ثم استعمل فی معنی ثانٍ لاجل مناسبة بینهما ان اشتهر فی الثانی وترك موضوعه الاول یسمّٰی منقولًا ؎ ؎

بقیہ گذشت: — کیفیت کے ساتھ ہے اس کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں لہٰذا مصنفؒ نے دونوں کی مثال میں سفیدی کو پیش کیا ہے کیونکہ برف کی سفیدی شدید اور زائد ہے اور ہاتھی کی دانت کی سفیدی ضعیف اور ناقص ہے کیونکہ ہاتھی دانت کی سفیدی خالص سفیدی نہیں ہے اور مصنفؒ نے مشکک کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ غور کرنے والا جب مشکک کو متحد المعنی دیکھتا ہے تو متواطی سمجھ لیتا ہے اور جب اس کے صدق علی الافراد میں اختلاف دیکھتا ہے تو اس کو مشترک خیال کرنے لگتا ہے ۱۲

ترجمہ جس لفظ مفرد کے معنی زیادہ ہوں اسکی چند قسمیں ہیں وجہ حصر یہ ہے جس لفظ کے معنی کثیر ہوں اگر یہ لفظ ہر ایک معنی کیلئے ابتداءً متعدد اوضاع سے وضع کیا گیا ہو تو اس کا نام مشترک ہے* جیسے لفظ عین کہ ایک دفعہ سونا کیلئے وضع کیا گیا ہے* اور ایک دفعہ گھٹنا کیلئے اور اگر ہر معنی کے لئے ابتداءً موضوع نہ ہو بلکہ ایک معنی کیلئے وضع کیا گیا پھر دوسرے معنی میں استعمال کر لیا گیا ہو ان دونوں معنوں میں کسی مناسبت کی وجہ سے پس اگر ثانی معنی میں یہ لفظ مشہور ہو گیا ہو اور اول معنی موضوع لہ چھوڑ گیا ہو تو اس کا نام منقول ہے —

× اور ایک دفعہ وضع کیا گیا ہے ۔

تشریح **قوله المتکثر المعنی:** — یہاں معنی سے مراد معنی مستعمل فیہ ہے یعنی جس لفظ مفرد کے معنی مستعمل زیادہ ہوں اس کا چار قسمیں ہیں، مشترک، منقول، حقیقت، مجاز،

دلیل حصر

جس معنی میں لفظ مفرد مستعمل ہوتا ہو ان میں سے ہر ایک کے لئے اگر اسکو مستقل طور پر وضع کیا گیا ہو تو مشترک کہا جاتا ہے جیسے عین* ایکدفعہ اسکو سونا کے لئے وضع کیا گیا ہے اور ایکدفعہ گھٹنا کے لئے وضع کیا گیا ہے اور اگر لفظ مفرد کو اولاً ایک معنی کیلئے وضع کرکے پھر اسی معنی موضوع لہ کی مناسبت سے دوسرے معنی میں استعمال کیا گیا ہو تو دو صورت سے خالی نہیں یا تو معنی موضوع لہ میں لفظ کا استعمال متروک ہو جائے گا یعنی بلا قرینہ موضوع لہ میں مستعمل نہ ہوگا یا متروک نہ ہوگا اگر معنی اول متروک ہو گیا ہو تو اس لفظ مفرد کا نام منقول رکھا جاتا ہے —

والمنقول بالنظر الى الناقل ينقسم الى ثلثة اقسام احدها المنقول العرفي باعتبار كون الناقل عرفا عامًا وثانيها المنقول الشرعي باعتبار كونه ارباب الشرع وثالثها المنقول الاصطلاحي باعتبار كونه عرفا خاصًا وطائفة مخصوصة مثال الاول كلفظ الدابة كان في الاصل موضوعًا لما يدب على الارض ثم نقله العامة للفرس اولذوات القوائم الاربع ومثال الثاني كلفظ الصلوٰة كان في الاصل بمعنى الدعاء ثم نقله الشارع الى اركان مخصوصة مثال الثالث كلفظ الاسم كان في اللغة بمعنى العلو ثم نقله النحاة الى كلمة مستقلة في الدلالة غير مقترنة بزمان من الازمنة الثلثة ۔

ترجمہ

اور منقول ناقل کے لحاظ سے تین قسموں میں منقسم ہے ایک ان کا منقول عرفی ہے باعتبار ہونے ناقل کے عرف عام اور ثانی ان کا منقول شرعی ہے باعتبار ہونے ناقل کے ارباب شرع اور تیسرا ان کا منقول اصطلاحی ہے باعتبار ہونے ناقل کے عرف خاص اور مخصوص جماعت منقول عرفی کی مثال جیسے لفظ دابہ ہے کہ لغت میں زمین پر چلنے والا ہر جانور کے لئے موضوع تھا پھر نقل کیا ہے اس کو عرف عام نے گھوڑا یا چوپایا کیلئے اور منقول شرعی کی مثال لفظ صلوٰۃ ہے جو لغت میں دعا کے معنی میں تھا پھر شارع علیہ السلام نے اس کو نقل کیا ارکان مخصوصہ کی طرف اور منقول اصطلاحی کی مثال لفظ اسم ہے کہ لغت میں بلندی کے معنی میں تھا پھر نحویوں نے اس کو اس کلمہ کیطرف نقل کیا ہے جس کے معنی مستقل ہو کے تین زمانوں سے کسی زمانہ کے ساتھ مقترن نہ ہو ۔

شرح

پھر یہ منقول ناقل کے اعتبار سے تین قسموں پر ہے منقول عرفی ۔ منقول شرعی ۔ منقول اصطلاحی ۔
منقول عرفی وہ لفظ ہے جس کو معنی موضوع لہ سے دوسرے معنی کیطرف عرف عام نے نقل کیا ہو ۔
جیسے دابہ کہ اولا یہ لفظ موضوع ہوا زمین پر چلنے والے جانور سمجھانے کیلئے خواہ وہ کوئی جانور ہو پھر عرف عام نے اسکو گھوڑا یا چوپایہ کے معنی کیطرف نقل کیا ہے کہ اب بلا قرینہ لفظ دابہ مستعمل ہونے کی صورت میں اس سے زمین پر چلنے والا جانور کوئی نہیں سمجھتا ۔ منقول شرعی وہ لفظ مفرد ہے جس کو معنی موضوع لہ سے معنی ثانی کیطرف ارباب شرع نے نقل کیا ہو جیسے لفظ صلوٰۃ کہ لغت میں یہ لفظ دعا کے لئے موضوع تھا ارباب شرع نے اسکو ارکان مخصوصہ قیام قرأت رکوع سجدہ وغیرہ کے معنی میں استعمال کیا ہے منقول اصطلاحی وہ لفظ مفرد ہے جس کو معنی موضوع لہ سے معنی ثانی کیطرف کسی خاص اصطلاح والوں نے نقل کیا ہو جیسے لفظ اسم کہ لغت میں بلندی کے معنی میں تھا نحویوں نے اس کلمہ کو اسم کہا جس کے معنی مستقل ہو کے کسی زمانہ کے ساتھ مقترن نہ ہو ۔ اور یاد رہے کہ منقول شرعی بھی منقول اصطلاحی میں داخل ہے مگر ارباب شرع دوسرے اصطلاح والوں سے افضل و اشرف ہونے کے اعتبار سے منقول شرعی کو الگ قسم شمار کیا گیا ہے ۱۲

وان لم یشتھر فی الثانی و لم یترك الاول بل یستعمل فی موضوع الاول مرۃ ۔ وفی الثانی اخریٰ یسمّٰی بالنسبۃ الی الاول حقیقۃ وبالنسبۃ الی الثانی مجازًا ۔ کالاسد بالنسبۃ الی الحیوان المفترس والرجل الشجاع فھو بالنسبۃ الی الاول حقیقۃ وبالنسبۃ الی الثانی مجازاً ۔

فصل

ان کان اللفظ متعددًا والمعنی واحدًا یسمّٰی مرادفًا کالاسد واللیث والمطر والغیث ۔

ترجمہ

اور جس لفظ مفرد کے معنی زیادہ ہوں اگر وہ ثانی معنی میں مشہور نہ ہوا ہو اور معنی موضوع لہ متروک نہ ہوا ہو بلکہ کبھی وہ لفظ معنی موضوع لہ میں مستعمل ہوتا ہو اور کبھی معنی ثانی میں تو اس لفظ کا معنی موضوع لہ کے اعتبار سے حقیقت اور معنی ثانی کے اعتبار سے مجاز نام رکھا جاتا ہے جیسے لفظ اسد کہ معنی موضوع لہ حیوان مفترس کے اعتبار سے حقیقت اور معنی مستعمل فیہ مرد بہادر کے اعتبار سے مجاز ہے۔ فصل ۔ اگر لفظ متعدد ہو اور معنی ایک ہو تو اس کا نام مرادف ہے جیسے اسد اور لیث کہ دونوں کے معنی شیر ہیں اور مطر و غیث کہ دونوں بمعنی بارش ہیں ۔

تشریح

یعنی مفرد کثیر المعنی اگر معنی ثانی میں مشہور نہ ہو بلکہ معنی ثانی میں مستعمل ہونے کے لئے قرینہ کی ضرورت ہو تو وہ لفظ جب معنی اول یعنی موضوع لہ میں مستعمل ہو تو حقیقت ہے اور جب معنی ثانی میں مستعمل ہو تو مجاز ہے ۔ وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ اول صورت میں چونکہ اصل معنی موضوع لہ کو باقی اور ثابت رکھا گیا ہے اس لئے اسکو حقیقت کہتے ہیں اور بصورت ثانی چونکہ معنی موضوع لہ سے تجاوز کیا گیا ہے اسلئے اس صورت میں مجاز کہا جاتا ہے جیسے لفظ اسد شیر اور مرد بہادر کے لحاظ سے پس یہ لفظ معنی اول میں حقیقت اور معنی ثانی میں مجاز ہے پس حقیقۃ ۔ فعیلۃ کے وزن پر ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے پس اسم فاعل کے معنی میں ہونے کی صورت یہ ماخوذ ہے قول عرب حق الشئی بمعنی ثبت سے چونکہ حقیقت اپنے معنی موضوع لہ پر ثابت رہتی ہے لہذا اسکو حقیقت کہا جاتا ہے اور اسم مفعول کے معنی میں ہونے کی صورت میں قول عرب حقیقت الشئی بمعنی اثبتہ سے ماخوذ ہے کیونکہ جو لفظ اپنے معنی حقیقی پر مستعمل ہو گویا اس کو اپنی جگہ ثابت رکھا گیا ہے اور لفظ مجاز مصدر میمی ہے اسم فاعل کے معنی میں یعنی تجاوز کرنے والا پھر منقول ہوا اس لفظ کی طرف جو معنی اول سے تجاوز کر کے معنی ثانی میں مستعمل ہو رہا ہو ۔ یا وہ ظرف مکان ہے بمعنی جائے تجاوز یعنی لفظ اس لفظ میں معنی اول سے تجاوز کر کے معنی ثانی کی طرف جا چکا ہے ۔ اکثر نسخوں میں بجائے مطر و غیث کے غیم و غیث لکھا ہوا ہے یہ کاتب کی غلطی ہے کیونکہ غیم بمعنی ابر اور غیث بمعنی بارش لہذا ایک دوسرے کا مرادف نہیں ہو سکتا ۔ نوٹ منقول کے اندر مرتجل داخل ہونے نہ ہونے میں علماء مختلف ہیں لیکن منقول میں داخل ہونا ہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ مرتجل وہ لفظ ہے جس کو اولا ایک معنی کے لئے وضع کر کے پھر بلا مناسبت دوسرے معنی میں استعمال کیا جاوے جیسے لفظ جعفر کہ اولا وہ نہر صغیر کے معنی میں تھا پھر ایک شخص کا علم ہو گیا ہے حالانکہ دونوں میں کوئی مناسبت نہیں بخلاف مشترک کے کیونکہ وہ ابتداً متعدد معنوں کے لئے موضوع ہوتا ہے بنابریں مرتجل مشترک کے اندر داخل نہیں ہو سکتا ہے ÷ ÷ ÷ ÷

فصل المركب قسمان احدهما المركب التام وهو ما يصح السكوت عليه كزيد قائم۔ وثانيهما المركب الناقص وهو ما ليس كذلك ؛

فصل المركب التام ضربان يقال لاحدهما الخبر والقضية وهو ما قصد به الحكاية فيحتمل الصدق والكذب ويقال لقائله انه صادق او كاذب نحو السماء فوقنا والعالم حادث فان قيل قولنا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قضية وخبر مع انه لا يحتمل الكذب قلت بمجرد اللفظ يحتمله وان كان نظرًا الى خصوصية الحاشيتين غير محتمل للكذب ويقال الثاني القسمين الانشاء۔ والانشاء اقسام امرٌ ونهيٌ، وتمنٍ وترجٍ، واستفهام ونداء :۔

ترجمہ مرکب کی دو قسمیں ہیں ایک ان کا مرکب تام ہے یعنی وہ مرکب جس پر سکوت صحیح ہو جیسے زید قائم اور دوسرا ان کا مرکب ناقص ہے یعنی وہ مرکب جس پر سکوت صحیح نہ ہو جیسے غلام زید۔ مرکب تام کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم کو خبر اور قضیہ کہا جاتا ہے اور خبر وہ مرکب ہے جس سے حکایت مقصود ہو اور صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہو اور اس کے قائل کو صادق یا کاذب کہا جا سکتا ہے جیسے السماء فوقنا والعالم حادث اگر کہا جاوے کہ ہمارے قول لا الٰہ الا اللہ قضیہ اور خبر ہے اس کے باوجود وہ صدق و کذب کا احتمال نہیں رکھتا ہے یہ جواب دوں گا کہ محض لفظ محتمل کذب ہے، اگرچہ حاشیتین یعنی محکوم علیہ اور محکوم بہ کی خصوصیت کے لحاظ سے محتمل کذب نہ ہو۔ اور مرکب تام کی دوسری قسم کو انشاء کہا جاتا ہے اور انشاء کی چند قسمیں ہیں۔ امر نہی تمنی ترجی استفہام ندا

تشریح | سکوت صحیح ہونے کا مطلب سامع کو اس مرکب کے سننے کے بعد کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ اصطلاح منطق میں مفہوم قضیہ کو حکایت اور مصداق قضیہ کو محکی عنہ کہا جاتا ہے پس قضیہ کی تعریف یہ ہوگی کہ وہ ایسا مرکب تام ہے جس کا مفہوم مقصود ہو کر صدق وکذب کا احتمال رکھے اور اس کے قائل کو صادق بھی کہا جا سکے اور کاذب بھی۔ قولہ قولنا فان قیل۔ حاصل اعتراض یہ ہے کہ ہمارے قول لا الٰہ الا اللہ خبر اور قضیہ ہے مگر اسمیں احتمال کذب نہیں کیونکہ اس کا صادق ہونا یقینی ہے پس بعض خبر محتمل کذب نہیں ہوا جس سے معلوم ہوا کہ خبر کی تعریف ما یحتمل الصدق والکذب کے ساتھ صحیح نہیں ہوا۔ جواب یہ ہے کہ ہمارے قول لا الٰہ الا اللہ بھی خبر ہونے کے لحاظ سے محتمل کذب ہے البتہ خصوصیت متکلم اور ان دلائل کا لحاظ کرتے ہی یہ احتمال زائل ہو جائے گا جن سے توحید باری ثابت ہے پس مصنف نے دلائل و متکلم کی خصوصیت کو خصوصیۃ الحاشیتین فرمایا ہے قولہ امر یاد رہے کہ صیغہ انشاء باعتبار وضع طلب فعل پر دال ہو کے ترفع کا مقارن ہو وہ امر ہے اور ترفع کا مراد اپنے آپ کو مامور کا مساوی سمجھ کر یہ صیغہ استعمال کرے تو وہ التماس ہے اور اگر اپنے آپ کو مامور سے کم تر سمجھ کر یہ صیغہ استعمال کرے تو وہ عرض ہے اور اگر صیغہ انشاء ترک فعل کے طلب پر دال ہو تو وہ بھی یا نہی ہو گی یا التماس یا عرض اور جو صیغہ انشاء طلب پر دال نہ ہو وہ تنبیہ ہے پس تمنی، ترجی، ندا تعجب، استفہام فعل مدح و ذم سب کے سب اصطلاحا تنبیہ میں داخل ہے ۱۲

فصل المرکب الناقص علی انحاء منہا المرکب الاضافی کغلام زید ومنہا المرکب التوصیفی کالرجل العالم ومنہا المرکب الغیر التقییدی کفی الدار وھٰھنا قد تم بحث الالفاظ والاٰن نرشدك الی بحث المعانی ۱۲

فصل المفہوم ای ما حصل فی الذہن قسمان احدہما جزئی والثانی کلی۔ اما الجزئی فہو ما یمتنع نفس تصورہ عن صدقہ علی کثیرین کزید وعمرو وھٰذا الفرس وھٰذا الجدار واما الکلی فہو ما لا یمنع نفس تصورہ عن وقوع الشرکۃ فیہ وعن صدقہ علی کثیرین کالانسان والفرس ۱۲

ترجمہ مرکب ناقص کی چند قسمیں ہیں جسمیں سے بعض مرکب اضافی ہے جیسے غلام زید اور بعض مرکب توصیفی ہے جیسے الرجل العالم اور بعض مرکب غیر تقییدی ہے جیسے فی الدار اور یہاں بحث الفاظ پوری ہوگئی اور اب ہم معانی کیطرف تمہاری رہبری کرتے ہیں۔ **فصل**۔ مفہوم یعنی جو کچھ لفظ سے ذہن میں حاصل ہوتا ہے اسکی دو قسمیں ہیں ایک قسم جزئی دوسری قسم کلی بہرحال جزئی وہ مفہوم ہے کہ صرف اس کا حصول کثیرین پر صادق آنے سے روکے جیسے مفہوم زید، مفہوم عمرو ایک معین گھوڑا اور معین دیوار کا مفہوم۔ اور کلی وہ مفہوم ہے جس کا مفہوم تصور اسمیں شرکت واقع ہونیکا اور وہ کثیرین پر صادق آنے کو منع نہ کرے جیسے مفہوم انسان اور مفہوم فرس ؛

تشریح اکثر نسخوں میں مرکب غیر تقییدی کی بجائے مرکب تقییدی لکھا ہوا ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ دار فی کی قید نہیں لہذا مرکب تقییدی کی مثال میں فی الدار کو پیش کرنا صحیح نہیں پس حاصل یہ ہوا کہ مرکب اضافی اور مرکب توصیفی اور مرکب غیر تقییدی یہ سب مرکب ناقص کے افراد ہیں۔ قولہ المفہوم جو چیز لفظ سے مستفاد ہو وہ لفظ سے سمجھ میں آنے کے اعتبار سے مفہوم اور لفظ کا مقصود ہونے کے اعتبار سے معنی اور لفظ اسپر دال ہونے کے اعتبار سے مدلول ہے پس معلوم ہوا کہ مفہوم معنی مدلول یہ تینوں متحد بالذات اور متغایر بالاعتبار ہیں اور یہاں مفہوم سے مراد وہ معنی ہیں جو ذہن میں حاصل ہوجائے پس جس مفہوم کا نفس تصور وہ مفہوم افراد کثیرہ پر صادق آنے کو عقلاً جائز رکھے وہ کلی ہے اور جس مفہوم کا نفس تصور وہ افراد کثیرہ پر صادق آنے کو عقل جائز نہ رکھے وہ مفہوم جزئی ہے پس کلی بمعنی منسوب الی الکل اور جزئی بمعنی منسوب الی الجزء ہے یعنی کلی اس جزئی کیطرف منسوب ہے جو کلی ہے مثلاً حیوان ایک کلی ہے جو انسان کیطرف منسوب ہے، جو حیوان کے لحاظ سے کل ہے کیونکہ انسان حیوان ناطق کے مجموعہ کا نام ہے بس جسم ایک کلی ہے جو اس حیوان کیطرف منسوب ہے جو کل ہے کیونکہ حیوان جوہر جسم نامی حساس متحرک بالارادہ کے مجموعہ کا نام ہے اور جزئی بمعنی منسوب الی الجزء ہے کیونکہ کسی مفہوم کا جزئی ہونا کلی کے اعتبار سے ہے اور ابھی گزر چکا کہ وہ کلی خود جزء ہے فرد کا پس کلی کی طرف منسوب ہوا گویا کہ جزء فرد خود کلی ہے اور وہ جزء فرد کیطرف منسوب ہوتا ہے۔ قولہ نفس تصورہ پس تعریف کلی میں اس قید سے تمام کلی داخل ہوگیا جو باعتبار خارج مانع عن الشرکۃ ہیں جیسے واجب الوجود وغیرہ اور تعریف جزئی میں نفس تصورہ کی قید سے وہ تمام کلی خارج ہوگئیں جو خارج کے اعتبار سے مانع عن الشرکۃ ہیں نفس تصور کے لحاظ سے مانع عن الشرکۃ نہیں غرض کلی کی تعریف جامع الافراد اور جزئی کی تعریف مانع عن دخول الغیر ہونے کیلئے نفس تصور کی قید کی ضرورت ہے ۱۲

وقد يفسر الكلي والجزئي بتفسيرين اٰخرين اما الكلي فهو ما جوّز العقل تكثره من حيث تصوره واما الجزئي فهو ما لا يكون كذلك۔

فصل الكلي اقسام احدها[1] ما يمتنع وجود افراده في الخارج كاللاشي واللاممكن واللاموجود وثانيها[2] ما امكن افراده ولم توجد كالعنقاء وجبل من الياقوت وثالثها[3] ما امكنت افراده ولم توجد من افراده الا فرد واحد كالشمس والواجب تعالى ورابعها[4] ما وجدت له افراد كثيرة اما متناهية كالكواكب السيارة فانها سبع۔ الشمس[1] والقمر والمريخ[2] والزهرة وزحل وعطارد والمشتري او غير متناهية كافراد الانسان والفرس والغنم والبقر:۔

ترجمہ اور کلی اور جزئی دونوں کی تعریف کی جاتی ہے بہر حال کلی وہ مفہوم ہے جس کے تکثر کو عقل جائز رکھے تصور کے لحاظ سے اور جزئی وہ مفہوم ہے جو کلی کی طرح نہ ہو یعنی جس کے نفس تصور کو جائز نہ رکھے **فصل**۔ کلی کی چند قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ کلی ہے جس کے افراد کا وجود خارج میں ناممکن اور محال ہو جیسے لاشی لاممکن لاموجود دوسری قسم وہ کلی ہے جس کے افراد خارج میں ممکن ہو کر نہ پایا جاتا ہو جیسے عنقا اور یاقوتی پہاڑ جیسے۔ تیسری قسم وہ کلی ہے جس کے افراد خارج میں ممکن ہو کر ایک فرد سے زیادہ نہ پایا جاتا ہے جیسے آفتاب اور واجب تعالی چوتھی قسم وہ کلی ہے جس کے افراد خارج میں بہت پائے جاتے ہو یا تو متناہی ہوں جیسے کواکب سیارہ اس لئے کہ وہ سات ہیں شمس، قمر، مریخ، زہرہ، زحل، عطارد، مشتری، یا غیر متناہی ہوں جیسے انسان، فرس، غنم، یا بقر کے افراد،

تشریح قولہ الکلی اقسام آہ یعنی کلی کے افراد خارج میں پائے جانے کے اعتبار سے کلی کی کل چند قسمیں ہیں ایک وہ کلی جس کا کوئی فرد خارج میں نہ پایا جا سکتا ہو جیسے مفہوم لاشی، مفہوم لاممکن، مفہوم لاموجود کہ تینوں کلی ہیں لیکن کسی کا فرد خارج میں نہیں پایا جا سکتا کیونکہ خارج میں جو چیزیں ہیں ان کو شی ممکن اور موجود کہا جاتا ہے پس اگر لاشی، لاممکن، لاموجود بھی خارج میں پایا جاوے تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا جو محال ہے دوسری قسم وہ کلی جس کے افراد خارج میں پایا جانا ممکن ہو کر نہ پایا جاتا ہو جیسے مفہوم عنقاء اور مفہوم یاقوتی پہاڑ کیونکہ عنقاء کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایک ایسا پرندہ ہے جس کے چار پاؤں ہیں اور ایک بازو اس کا مشرق میں ایک بازو مغرب میں ہے ایسا پرندہ خارج میں پایا جا سکتا ہے مگر اب تک نہیں پایا گیا اسی طرح یاقوتی پہاڑ بھی خارج میں پایا جانا ممکن ہے مگر اب تک نہیں پایا گیا تیسری قسم وہ کلی جس کے افراد خارج میں پایا جانا ممکن ہو کر ایک فرد سے زیادہ نہ پایا جاتا ہو پھر اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ کلی جس کے ایک فرد سے زیادہ خارج میں پایا جانا ممکن نہ ہو جیسے واجب تعالی کا صرف ایک فرد یعنی باری تعالی خارج میں موجود ہے اس کے علاوہ اور کوئی فرد خارج میں نہیں پایا جا سکتا ہے ورنہ شریک باری تعالی لازم آئیگا جو محال ہے دوسری قسم وہ کلی جس کا صرف ایک فرد خارج میں پایا جاتا ہو مگر زیادہ پایا جانا بھی ممکن ہو جیسے مفہوم آفتاب گو خارج میں ایک فرد کے اندر منحصر ہے مگر زیادہ پایا جانے میں عقلا کوئی اشکال نہیں۔ چوتھی قسم وہ کلی جس کے افراد خارج میں بہت پائے جاویں پھر اسکی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ کلی جس کے افراد خارج میں متناہی ہوں جیسے کواکب سیارہ کہ اس کے افراد خارج میں بہت زیادہ ہونے کی تقدیر پر عقلا کوئی اشکال نہیں مگر خارج میں قمر، عطارد، زہرہ، شمس، مریخ،

وقد اورد علی تعریف الکلی والجزئی سوال تقریرہ ان الصورۃ الحاصلۃ من البیضۃ المعینۃ والشیخ المرئی من بعید ومحسوس الطفل فی مبدأ الولادۃ کلہا جزئیات مع انہ یصدق علیہا تعریف الکلی لان فی ھذہ الصورۃ فرض صدقہا علی کثیرین غیر ممتنع۔ والجواب ان المراد بصدق المفہوم فی تعریف الکلی ھو الصدق علی وجہ الاجتماع وھذہ الصور اعنی صورۃ البیضۃ المعینۃ وغیرھا انما یصدق علی کثیرین بدلا لا اجتماعا فان الوحدۃ ماخوذۃ فی ھذہ الصور ضرورۃ انہا ماخوذۃ من مادۃ معینۃ جزئیۃ ولولا فیہا اعتبار التوحد لکانت کلیۃ من غیر لزوم اشکال ھذا۔

مشتری، زحل ان سات ستاروں کو کواکب سیارہ کہا جاتا ہے دوسری قسم وہ کلی جس کے افراد خارج میں غیر متناہی ہوں جیسے انسان فرس غنم اور بقر کے افراد خارج میں علماء کے مسلک پر غیر متناہی ہیں کیونکہ وہ لوگ عالم قدیم مانتے ہیں اور جو لوگ عالم کو حادث مانتے ہیں انکے مسلک پر افراد انسان وغیرہ بھی متناہی ہیں۔ **ترجمہ** اور بلاشبہ کلی اور جزئی کی تعریف پر ایک اعتراض کیا گیا ہے اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ وہ صورت جو بیضۂ معینہ سے حاصل ہوئی ہے اور وہ صورت جو دور سے دیکھا گیا ہے اور جو بچہ کو بچہ ولادت کے ابتدائی زمانہ میں دیکھے کل کے کل جزئیات ہیں اور اس کے باوجود سب پر کلی کی تعریف صادق ہے اس لئے کہ ان چیزوں کا افراد کثیرہ پر صادق آنا محال نہیں جواب یہ ہے کہ کلی کی تعریف میں افراد کثیرہ پر صادق آنے کا مطلب علی الاجتماع صادق آنا ہے اور مذکورہ صورتوں میں افراد کثیرہ پر صادق آنا علی وجہ البدلیت ہے نہ اجتماعی طور پر اس لئے کہ ان صورتوں میں وحدت ماخوذ ہے بوجہ بدیہی ہونے اس بات کے کہ مذکورہ تینوں صورتوں میں وہ وحدت مادۂ معینہ سے ماخوذ ہے اگر مذکورہ صورتوں میں وحدت کا اعتبار نہ ہوتا تو بلاشبہ تینوں کلی ہوتے اور کوئی اشکال لازم نہیں آتا خذ ہذا ۔

تشریح حاصل اعتراض یہ ہے کہ کسی معین بیضہ سے جو صورت کسی کے ذہن میں حاصل ہو جائے اسکی بے خبری میں اسکو ہٹا کر اگر دوسرا بیضہ اس کے سامنے کر دیا جائے تو اس کا ذہن کا صورت حاصلہ اس دوسرے بیضہ پر صادق ہے پھر اگر اس دوسرے بیضہ کو بے خبری میں ہٹا کر تیسرا بیضہ سامنے کر دیا جائے تو اسپر بھی یہ صورت حاصلہ صادق ہے بنا بریں بیضۂ معینہ کی یہ صورت حاصلہ جزئی ہونے کے باوجود افراد کثیرہ پر صادق آتی اسی طرح دور سے انسان کی جو صورت نظر آتے کبھی اس کو زید معلوم ہوتا ہے اور کبھی عمرو معلوم ہوتا ہے اور کبھی بکر معلوم ہوتا ہے پس یہ صورت بھی جزئی ہونے کے باوجود افراد کثیرہ پر صادق ہے اسی طرح بچہ پیدا ہو جانے کے بعد دل میں اپنی ماں کی کوئی خاص صورت ہوتی ہے پھر جو صورت اس بچہ کے سامنے آتی ہے اسکو وہ اپنی ماں خیال کرتا ہے پس بچہ کے دل کی صورت ماخوذ جزئی ہے مگر وہ افراد کثیرہ پر صادق آرہی ہے لہذا تعریف جزئی اپنے افراد کیلئے جامع نہیں رہی کیونکہ مذکورہ جزئیوں پر جزئی کی تعریف صادق نہیں اور تعریف کلی دخول غیر سے مانع نہیں رہی کیونکہ ان جزئیوں پر بھی تعریف کلی صادق ہے لہذا جزئی اور کلی دونوں کی تعریف غلط ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ کلی کلی ہونے کیلئے افراد کثیرہ پر علی وجہ الاجتماع یعنی ایک ہی ساتھ صادق آنا ضروری ہے اور سوال کے مذکورہ جزئیات علی سبیل البدلیت یعنی یکے بعد دیگرے افراد کثیرہ پر صادق ہیں مگر علی سبیل الاجتماع صادق نہیں کیونکہ صورت مذکورہ سے ہر ایک معین مادہ سے ماخوذ ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے اندر وحدت ماخوذ ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کوئی صورت ایک ہی ساتھ دو فرد پر صادق نہیں آتی بنا بریں مذکورہ جزئیات سے کسی جزئی پر کلی کی تعریف صادق نہیں آئی لہذا دخول غیر سے مانع اور جزئی کی تعریف اپنے افراد کے لئے جامع ہو کر دونوں تعریفیں صحیح رہیں فلا اشکال احفظ ہذا البحث ولا تکن من المتغافلین ۔

فصل في النسبة بين الكليين اعلم ان النسبة بين الكليين تتصور على انحاء اربعة لانك اذا اخذت كليين فاما ان يصدق كل منهما على ما يصدق عليه الاخر فهما متساويان كالانسان والناطق لان كل انسان ناطق وكل ناطق انسان او يصدق احدهما على ما يصدق عليه الأخر ولا يصدق الأخر على جميع افراد احدهما فبينهما عموم وخصوص مطلقاً كالحيوان والانسان فيصدق الحيوان على كل ما يصدق عليه الانسان ولا يصدق الانسان على كل ما يصدق عليه الحيوان بل على بعضه :۔

ترجمہ یہ فصل اس نسبت کے بیان میں جو دو کلی کے درمیان ہوتی ہے تم جان لو کہ دو کلی کے درمیان چار قسم کی نسبت متصور ہو سکتی ہے اس لئے جب تم دو کلی کو لوگے پس یا تو ان دونوں کلیوں سے ہر ایک کلی ان تمام افراد پر صادق آئے گی جن پر دوسری کلی صادق آتی ہے پس یہ دونوں کلی متساوی ہیں جیسے انسان اور ناطق اس لئے کہ ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق انسان ہے یا ان دونوں کلیوں میں سے ایک کلی ان تمام افراد پر صادق آئیگی جن پر دوسری کلی صادق آتی ہے۔ مگر دوسری کلی پہلی کلی کے کل افراد پر صادق نہ آئے گی۔ پس ایسی دو کلیوں کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے جیسے حیوان اور انسان چنانچہ حیوان ان تمام افراد پر صادق ہے جن پر انسان صادق آتا ہے اور ان تمام افراد پر صادق نہیں آتا جن پر حیوان صادق آتا ہے بلکہ حیوان کے بعض افراد پر انسان صادق آتا ہے :

نسبت تساوی

تشریح یہاں مصنف رحمہ اللہ کا مقصد چاروں نسبتیں بتانا ہے یعنی نسبت تباین، نسبت عموم وخصوص مطلق، نسبت عموم وخصوص من وجہ، ظاہر ہے کہ دو جزئیوں کے مابین نسبت تباین کے سوا اور کوئی نسبت نہیں ہو سکتی ہے اور ایک جزئی اور کلی کے مابین یا عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے یا نسبت تباین ہوتی ہے کیونکہ وہ جزئی اگر اسی کلی کا فرد ہے تو نسبت عموم وخصوص مطلق ہے اور اگر کسی دوسری کلی کا فرد ہے تو نسبت تباین ہے یہی وجہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے دو کلیوں کے مابین نسبت ذکر کیا ہے دو مفہوم کے مابین نسبت نہیں بتایا کیونکہ ہر دو مفہوم کے مابین چاروں نسبتیں متحقق نہیں ہو سکتی پس جن دو کلیوں کے درمیان نسبت تساوی ہو ان کو متساویان کہا جاتا ہے اور جن دو کلیوں کے مابین نسبت تباین ہو ان کو متباینان کہا جاتا ہے اور جن دو کلیوں کے مابین نسبت عموم وخصوص مطلق ہو ان میں سے جو عام ہو اسکو اعم مطلق اور جو خاص ہو اس کو اخص مطلق کہا جاتا ہے اور جن دو کلیوں کے مابین عموم وخصوص مطلق ہو ان میں سے جو عام ہو اس کو ان میں سے ہر ایک کو اعم من وجہ اور اخص من وجہ کہا جاتا ہے اور دو کلیوں کے مابین نسبت تساوی ہونے کا مدار ان دو کلیوں سے دو موجبہ کلیہ صادق آنے پر ہے جیسے کل انسان ناطق وکل ناطق انسان دو موجبہ کلیہ صادق ہیں لہذا ہم انسان وناطق کے مابین نسبت تساوی بتاتے ہیں اور دو کلیوں کے مابین نسبت عموم وخصوص مطلق ہونے کا مدار ان سے ایسا ایک موجبہ کلیہ صادق آنے پر ہے جس کا موضوع اخص مطلق ہو اور ایسا ایک سالبہ جزئیہ صادق آنے پر ہے جس کا موضوع اعم مطلق ہو جیسے کل انسان حیوان وبعض الحیوان لیس بانسان دونوں صادق ہیں اور دونوں سے اول موجبہ کلیہ اور ثانی سالبہ جزئیہ ہے لہذا ہم انسان اور حیوان کے

3/1

اولا یصدق شئ منھما علی شئ مما یصدق علیہ الآخر فھما متباینان کالانسان والفرس او یصدق بعض کل واحد منھما علی بعض ما یصدق علیہ الآخر فبینھما عموم وخصوص من وجہ کالابیض والحیوان ففی البط یصدق کل منھما وفی الفیل یصدق الحیوان فقط وفی الثلج والعاج یصدق الابیض فقط فھذہ اربع نسب التساوی والتباین والعموم والخصوص مطلقا والعموم والخصوص من وجہ فاحفظ ذلک ۔

ترجمہ یا دو کلیوں سے کوئی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آوے پس یہ دونوں متباینان ہیں جیسے انسان اور فرس یا دو کلیوں سے ہر ایک دوسرے کے بعض افراد پر صادق آوے پس ان دونوں کلیوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے جیسے ابیض اور حیوان چنانچہ دونوں بط میں صادق ہیں اور ہاتھی میں صرف حیوان صادق ہے اور برف اور ہاتھی دانت میں صرف ابیض صادق ہے پس یہ چار نسبتیں ہیں تساوی، تباین، عموم خصوص مطلق، عموم وخصوص من وجہ اسکو یاد کر لو ۔

تشریح :- دو کلیوں کے مابین نسبت تباین ہونے کا مدار دونوں سے دو سالبہ کلیہ صادق آنے پر ہے جیسے لاشئ من الانسان بفرس ولاشئ من الفرس بانسان دونوں سالبہ کلیہ صادق ہیں لہذا ہم انسان وفرس کے مابین نسبت تباین بتاتے ہیں اور دو کلیوں کے مابین نسبت عموم وخصوص من وجہ ہونے کا مدار دونوں سے ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیہ صادق آنے پر ہے جیسے بعض الحیوان ابیض وبعض الحیوان لیس بابیض وبعض الابیض لیس بحیوان ان تینوں قضیے صادق ہیں جن سے اول پر موجبہ جزئیہ اور ثانی وثالث سالبہ جزئیہ ہیں لہذا ہم حیوان وابیض کے مابین نسبت عموم وخصوص من وجہ بتاتے ہیں نیز یاد رہے کہ جن دو کلیوں کے مابین نسبت تساوی ہوتی ہے وہاں مادہ افتراقی نہیں ہوتا ہے یعنی ایسا کوئی فرد نہیں پایا جاتا جس پر ایک کلی صادق آتی ہو اور دوسری کلی صادق نہ آتی ہو جیسے انسان ناطق کہ ہر ایک کے ہر ہر فرد پر دوسری کلی صادق ہے ایسا کوئی فرد نہیں جس پر ایک صادق آتی ہو دوسری صادق نہیں آتا اور جن دو کلیوں کے مابین نسبت تباین ہو وہاں مادہ اجتماعی نہیں ہوتا یعنی ایسا کوئی فرد نہیں پایا جاتا جس پر دونوں صادق آتے ہوں جیسے انسان وفرس کہ انسان کا کوئی فرد ایسا نہیں جس پر فرس صادق آتا ہو اور فرس کا کوئی فرد ایسا نہیں جس پر انسان صادق آتا ہو اور جن دو کلیوں کے مابین نسبت عموم وخصوص مطلق ہو وہاں مادہ اجتماعی اور ایک مادہ افتراقی بھی ہوتا ہے جیسے انسان وحیوان کہ زید انسان بھی ہے اور حیوان بھی اور گائے حیوان ہے انسان نہیں اور جن کلیوں کے مابین نسبت عموم وخصوص من وجہ ہوتی ہے وہاں مادہ اجتماعی ایک اور مادہ افتراقی دو ہوتے ہیں جیسے حیوان وابیض کہ سفید گائے حیوان بھی ہے اور ابیض بھی اور سیاہ گائے حیوان ہے ابیض نہیں اور برف ابیض ہے حیوان نہیں

3/2
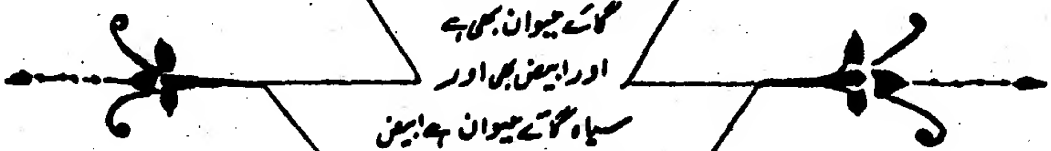
فصل قد يقال للجزئي معنى أخر وهو ما كان اخص تحت الاعم فالانسان على هذا التعريف جزئي لدخوله تحت الحيوان وكذا الحيوان لدخوله تحت الجسم النامي وكذا الجسم النامي لدخوله تحت الجسم المطلق وكذا الجسم المطلق لدخوله تحت الجوهر ۔ والنسبة بين الجزئي الحقيقي وبين هذا الجزئي المسمى بالجزئي الاضافي عموم وخصوص مطلقاً لاجتماعهما في زيد مثلاً وصدق الاضافي بدون الحقيقي في الانسان فانه جزئي اضافي وليس بجزئي حقيقي لان صدقه على كثيرين غير ممتنع :۔

ترجمہ اور جزئی کے کبھی دوسرے ایک معنی بیان کئے جاتے ہیں اور وہ ہر ایسا خاص ہے جو عام کے ماتحت ہو پس انسان اس تعریف جزئی ہے کیونکہ انسان حیوان کے تحت میں داخل ہے اسی طرح حیوان جزئی ہے کیونکہ جسم نامی کے تحت میں داخل ہے اسی طرح جسم نامی جزئی ہے جسم مطلق کے تحت میں داخل ہونے کی وجہ سے اسی طرح جسم مطلق جزئی ہے جوہر کی تحت میں داخل ہونے کیوجہ سے ۔

اور جزئی حقیقی اور جزئی کے درمیان جس کا نام جزئی اضافی ہے عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے دونوں کے جمع ہونے کیوجہ سے زید میں مثلاً یعنی مثال کے طور پر زید ہے کہ جزئی حقیقی اور جزئی اضافی دونوں اس زید میں پائے جاتے ہیں اور انسان میں بغیر جزئی حقیقی کے جزئی اضافی صادق ہے کیونکہ افراد کثیرہ پر اس کا صادق آنا ممنوع نہیں ۔۔

تشریح یعنی جزئی اضافی ہر وہ خاص ہے جو کسی عام کے تحت داخل ہو پس اس تعریف کے مطابق ہر وہ کلی بھی جزئی ہے جو کسی عام کلی کے ماتحت داخل ہو جیسے انسان، حیوان، جسم نامی، جسم مطلق اس تعریف کے مطابق جزئی ہیں کیونکہ انسان حیوان کے ماتحت اور حیوان جسم نامی کے ماتحت اور جسم نامی جسم مطلق کے ماتحت اور جسم مطلق جوہر کے ماتحت داخل ہیں پس دونوں جزئی کے مابین عام وخاص مطلق کی نسبت ہے کیونکہ مثلاً زید جزئی حقیقی ہے کیونکہ اس کا نفس تصور وقوع شرکت کا مانع ہے اور جزئی اضافی بھی ہے کیونکہ یہ زید انسان کے ماتحت داخل ہے اور انسان حیوان کے ماتحت داخل ہونے کیوجہ سے جزئی اضافی ہے مگر جزئی حقیقی نہیں بوجہ مانع ہونے اس کا نفس تصور وقوع شرکت ــــ سے

فصل الکلیات خمس الاول الجنس وھو کلی مقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ماھو کالحیوان فانہ مقول الانسان و والفرس والغنم اذا سئل عنھا بماھی ویقال الانسان والفرس ماھما فالجواب حیوان ـــ

ترجمہ کلیات پانچ ہیں پہلی کلی جنس ہے اور جنس وہ کلی ہے جو افراد کثیرہ مختلف بالحقائق پر ماھو سوال کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان اس لئے کہ حیوان انسان، فرس، غنم پر محمول ہوتا ہے جب ان سے سوال کیا جائے کہ یہ کیا ہیں تو جواب میں حیوان محمول ہوتا ہے ۔

تشریح یعنی کلی کی وہ اپنے افراد کی عین ماہیت یا جزء ماہیت یا خارج از ماہیت ہونے کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام،
دلیل حصر یہ ہے کہ کلی اپنے افراد کی ماہیت کا عین ہوگی یا جزء ہوگی اگر عین ہو تو وہ نوع ہے جیسے انسان کہ یہ انسان اپنے افراد زید، عمر، بکر وغیرہم کی ماہیت (حیوان ناطق) کا عین ہے اور اگر کلی اپنے افراد کی ماہیت کا عین نہیں ہے بلکہ جزء ہے پس یہ جزو اگر اس ماہیت اور دوسری ماہیت میں تمام مشترک ہے تو جنس ہے اور تمام مشترک سے مراد وہ جزو داخلی ہے جس سے بڑھ کر جزو مشترک نہ نکل سکے بلکہ اس کے علاوہ جو جزو مشترک نکالا جاوے وہ اسی تمام مشترک کے جزو ہو جیسے حیوان کہ یہ ماہیت انسان، حیوان ناطق کا جزو ہے اور ماہیت انسان اور ماہیت فرس میں تمام مشترک ہے کیونکہ انسان و فرس میں جوہر، جسم مطلق، جسم نامی، حیوان یہ چاروں اجزا مشترک ہیں مگر حیوان کے علاوہ بقیہ تینوں اجزا تمام مشترک نہیں کیونکہ یہ تینوں اجزا حیوان میں تو داخل ہیں مگر حیوان نہ جسم نامی میں داخل ہے نہ جسم مطلق میں نہ جوہر میں لہٰذا جوہر، جسم مطلق، جسم نامی حیوان کا جزو ہے مگر حیوان ان کا جزو نہیں اور اگر کلی اپنے افراد کی حقیقت کا جزو ہو کر تمام مشترک نہ ہو تو فصل ہے

اور اگر کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو کر ایک حقیقت کے ساتھ مخصوص ہو تو خاصہ ہے ورنہ عرض عام ہے ⁂

اور جنس وہ کلی ہے جو محمول ہو ماھو سوال کے جواب میں ایسے امور کے متعلق جن کی حقیقتیں مختلف ہیں جیسے انسان فرس کی حقیقت میں مختلف ہیں پس جب افراد انسان اور افراد فرس کو ملا کے سوال کیا جاوے تو جواب میں جو قضیہ واقع ہوگا یہ جنس اس قضیہ کا محمول ہوگا مثلاً کہا جاوے زید و ہذا الفرس ماھما جواب دیا جائیگا ھما حیوان پس ھما حیوان ایک قضیہ ہے جس کا موضوع ھما اور محمول حیوان ہے ۱۲

فصل الثانی النوع وهو کلی مقول علی کثیرین متفقین بالحقائق فی جواب ماهو وللنوع معنیً اٰخر ویقال له النوع الاضافی وهو ماهیة یقال علیها وعلی غیرها الجنس فی جواب ماهو وبین النوع الحقیقی و النوع الاضافی عموم وخصوص من وجه لتصادقهما علی الانسان وصدق الحقیقی بدون الاضافی فی النقطة وصدق الاضافی بدون الحقیقی فی الحیوان ـ

ترجمہ کلیات خمسہ میں سے دوسری قسم نوع ہے اور نوع وہ کلی ہے جو افراد کثیرہ متفقۃ الحقائق پر ماہو کے جواب میں محمول ہو اور نوع کے دوسرے ایک معنی ہیں اور اس معنی کے رو سے نوع کو نوع اضافی کہا جاتا ہے اور وہ نوع اضافی وہ ماہیت ہے کہ اسپر اور اس کے غیر پر ماہو کے جواب میں جنس محمول ہو اور نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ انسان پر دونوں صادق ہیں اور نقطہ پر نوع حقیقی صادق ہے ـ نوع اضافی صادق

تشریح یعنی ہر وہ کلی ذاتی جو کسی جنس کے ماتحت ہو جب اسکو کسی دوسرے کے ساتھ ملاکر ماہو کے ساتھ سوال کریں تو جواب میں اگر جنس محمول ہو تو اس کے کلی ذاتی کو نوع اضافی کہا جاتا ہے جیسے انسان ایک کلی ذاتی ہے جو حیوان ـ جسم نامی جسم مطلق جوہر کے ماتحت داخل ہے پس جب انسان کے ساتھ فرس کو ملا کے ماہو کے ذریعہ سوال کریں تو جواب میں حیوان واقع ہوگا ـ اور جب انسان کے ساتھ شجر کو ملا کے سوال کریں تو جواب میں جسم نامی واقع ہوگا اور جب انسان کے ساتھ عقل کو ملا کے سوال کریں تو جواب میں جوہر واقع ہوگا لہذا انسان مذکورہ چاروں جنسوں سے ہر ایک کی نوع اضافی ہے اور حیوان نوع اضافی ہے جسم نامی، جسم مطلق اور جوہر کی اور جسم مطلق نوع اضافی ہے صرف جوہر کی ـ اور متأخرین مناطقہ نوع اضافی اور نوع حقیقی کے مابین عموم وخصوص من وجہ کی نسبت بتاتے ہیں اور مثال میں انسان لفظ حیوان پیش کرتے ہیں کہ انسان نوع حقیقی بھی ہے اور نوع اضافی بھی اور نقطہ صرف نوع حقیقی ہے نوع اضافی نہیں کیونکہ یہ لفظ کسی جنس کے ماتحت داخل نہیں اور حیوان نوع اضافی ہے نوع حقیقی نہیں کیونکہ یہ حیوان افراد مختلفۃ الحقائق سے ماہو کے سوال کے جواب میں محمول ہوتا ہے افراد متفقۃ الحقائق سے ماہو کے سوال کے جواب میں محمول نہیں ہوتا البتہ جسم نامی کے ماتحت داخل ہے جو جسم نامی جنس متوسط ہے لہذا نوع اضافی ہے ـ

نیز یاد رہے کہ جنس جزء نوع ہونے کی وجہ سے مناطقہ جنس کو نوع پر مقدم کرتے ہیں کیونکہ جزء کل پر مقدم ہوتا ہے اور نوع کو دوسری کلیات پر اس لئے مقدم کرتے ہیں کہ نوع بمرتبۂ کل اور فصل بمرتبۂ جزء ہے اور تصور اجمالی میں کل جزء پر مقدم ہوتا ہے گو تصور تفصیلی میں جزء مقدم ہو کل پر نیز نوع عین ماہیت اور خاصہ عام خارج از ماہیت ہیں پس ماہیت خارج از ماہیت پر مقدم ہونا چاہیئے ۱۲

فصل في ترتيب الاجناس الجنس اما سافل وهو ما لا يكون تحته جنس ويكون فوقه جنس بل انما يكون تحته النوع كالحيوان فان تحته الانسان وهو نوع وفوقه الجسم النامي وهو جنس فالحيوان جنس سافل واما متوسط وهو ما يكون تحته جنس وفوقه ايضا كالجسم النامي فان تحته الحيوان وفوقه الجسم المطلق واما عال وهو ما لا يكون فوقه جنس ويسمى جنس الاجناس ايضا كالجوهر فانه ليس فوقه جنس وتحته الجسم المطلق والجسم النامي والحيوان :۔

ترجمہ یہ فصل جنسوں کی ترتیب کے بیان میں ہے جنس یا تو سافل ہے اور جنس سافل وہ جنس ہے جس کے نیچے کوئی جنس نہ ہو بلکہ اس کے نیچے صرف نوع ہو جیسے حیوان ہے کیونکہ اس حیوان کے نیچے انسان ہے اور انسان نوع ہے اور اس حیوان کے اوپر جسم نامی ہے اور جسم نامی جنس ہے پس حیوان جنس سافل ہے اور یا تو وہ جنس جنس متوسط ہے اور وہ جنس ہے جس کے نیچے جنس ہو اور اوپر بھی جنس ہو جیسے جسم نامی اس لئے کہ اس کے نیچے حیوان ہے اور اوپر جسم مطلق ہے یا تو وہ جنس جنس عالی ہے اور وہ وہ جنس ہے جس کے اوپر کوئی جنس نہ ہو اور جنس عالی کا نام جنس الاجناس بھی رکھا جاتا ہے جیسے جوہر اس لئے کہ جوہر کے اوپر کوئی جنس نہیں اور اس کے نیچے جسم مطلق جسم نامی اور حیوان ہے ۔

تشریح جنس کی ترتیب سافل سے عالی کی طرف متصاعدۃ یعنی نیچے سے اوپر کی طرف چڑھتی ہوتی ہے اور اس جنس کے تین درجے ہیں جنس سافل، جنس متوسط، جنس عالی، جنس سافل وہ جنس ہے جس کے اوپر جنس ہو اور نیچے جنس نہ ہو صرف نوع ہو جیسے حیوان کہ اس کے اوپر جسم نامی وغیرہ اجناس ہیں۔ مگر نیچے انسان نوع ہے کوئی جنس نہیں۔ اور جنس متوسط وہ جنس ہے جس کے اوپر بھی جنس ہو اور نیچے بھی جیسے جسم نامی کہ اس کے اوپر جسم مطلق ہے اور نیچے حیوان ہے اور جنس عالی وہ جنس ہے جس کے نیچے جنس ہو اور اوپر جنس نہ ہو جیسے جوہر کہ اس کے اوپر کوئی جنس نہیں اور نیچے جسم مطلق، جسم نامی اور حیوان سب اجناس ہیں پس جسم نامی، جسم مطلق دونوں جنس متوسط ہیں اور حیوان صرف جنس سافل اور جوہر صرف جنس عالی ہے اور جنس عالی کو جنس الاجناس بھی کہا جاتا ہے اور جوہر کو عقل کا اگر جنس نہ مانا جاوے تو یہ عقل جنس مفرد کی مثال ہو جاویگی کیونکہ اس جنس کے اوپر کوئی جنس نہیں اور نیچے بھی جنس نہیں اور ایسے جنس کو جنس مفرد کہا جاتا ہے اور جنس عالی سب سے عام اور جنس سافل سب سے خاص اور جنس متوسط بعض سے عام اور بعض سے خاص ہے

فصل الاجناس العالیة عشرة ولیس فی العالم شیٔ خارج عن هٰذه الاجناس ویقال لهٰذه الاجناس العالیة المقولات العشر ایضا احدها الجوهر والباقی المقولات التسع للعرض والجوهر هو الموجود لا فی موضوع ای محل بل قائم بنفسه کالاجسام والعرض هو الموجود فی موضوع ای محل والمقولات العرضیة هی الکم والکیف والاضافة والاین والملك والفعل والانفعال والمتی والوضع یجمعها هٰذا البیت الفارسی ؎

مردے دراز نیکو دیدم بشہر امروز ❊ باخواستہ نشستہ از کرد خویش فیروز ❊

ترجمہ جنس عالی دس ہے اور جہاں میں کوئی چیز ان اجناس سے خالی نہیں اور ان اجناس عالیہ کو مقولات عشر بھی کہا جاتا ہے اور ان دس مقولات سے ایک جوہر اور باقی نو مقولے عرض کے ہیں اور جوہر موجود ہے جو بذات خود موجود ہو یعنی وجود میں محل کا تابع نہ ہو جیسے اجسام اور عرض وہ موجود ہے جو بذات خود قائم نہ ہو یعنی وجود میں محل کا تابع ہو اور مقولات عرضیہ کم اور کیف اضافت، این، ملک، فعل، انفعال متی اور وضع ہیں مقولات عشر کو یہ شعر فارسی ؎ مردے دراز نیکو دیدم بشہر امروز ❊ باخواستہ نشستہ از کرد خویش فیروز ❊ جامع ہے ❊

تشریح یعنی دنیا کی تمام چیزیں کسی نہ کسی مقولہ کے ماتحت ضرور داخل ہیں خواہ مقولہ جوہر کے ماتحت ہو یا مقولات عرض کے اور جوہر کی مثال اجسام ہیں کہ ہر جسم اپنا وجود میں مستقل ہی کسی محل کا تابع نہیں اور مقولات عرض کم وغیرہ کی تشریح کرتا ہوں (۱) کم وہ عرض ہے جو بلا واسطہ تقسیم کو قبول کرتا ہے اور کم کی دو قسمیں ہیں کم متصل جیسے مقدار اور کم منفصل جیسے عدد وغیرہ (۲) کیف وہ عرض ہے جو بذات خود قسمت کو قبول کرتا ہے نہ نسبت کو اور اسکی چار قسمیں ہیں اول کیفیات محسوسہ یعنی وہ کیفیات جن کا احساس حواس خمسہ ظاہرہ سے ہو جیسے شہد کی حلاوت وغیرہ دوم کیفیات نفسانیہ یعنی وہ حالات و ملکات جن کا تعلق صرف حیوانات کے ساتھ ہو جیسے کتابت اور علم وغیرہ سوم کیفیات مخصوصہ بالکمیات یعنی وہ کیفیات جو کم متصل اور کم منفصل کے ساتھ مخصوص ہو جیسے جسم سطح مثلث یا مربع ہونا اور عدد کا جوڑ یا بے جوڑ ہونا۔ چہارم کیفیات استعدادیہ یعنی وہ کیفیات جن کا تعلق غیر کی تاثیر قبول کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے ہو جیسے سخت ہونا اور نرم ہونا وغیرہ (۳) اضافت یعنی دو چیزوں کے مابین کی ایسی نسبت کہ ہر ایک کا تصور دوسرے پر موقوف ہو جیسے اُبُوّة اور بُنُوّة کہ ایک کا تصور دوسرے پر موقوف ہے۔

(۴) این وہ ہیئت ہے جو شئی کے ساتھ عارض ہوتی ہے باعتبار ہونے اسی شئی کے ساتھ عارض ہوتی ہے بسبب ہونے اس شئی کے کسی مکان میں
(۵) متی وہ ہیئت ہے جو شئی کے ساتھ عارض ہو بسبب ہونے اسی شئی کے کسی زمانہ میں
(۶) ملک وہ حالت ہے جو عارض ہوتی ہے کسی چیز کو بسبب احاطہ کرنے اسکو دوسری چیز جیسے انسان کی حالت دستار باندھے ہوئے ہونے کی صورت میں (۷) فعل وہ حالت ہے جو حاصل ہوتی ہے شئی کو بسبب مؤثر ہونے اس کے غیر میں جیسے کاٹنے والی چیز کی وہ حالت جو اسکو عارض ہو تحریکات کی حالت
(۸) انفعال وہ حالت ہے جو شئی کو حاصل ہوتی ہو غیر سے اثر قبول کرتے وقت جیسے گرم پانی کی وہ حالت جو گرم ہوتے وقت حاصل ہو (۹) وضع وہ حالت ہے جو شئی کے ساتھ حاصل ہو اس کے بعض اجزاء کو بعض کیطرف یا امور خارجیہ کی طرف نسبت لگانے سے جیسے وہ حالت جو قیام و قعود میں انسان کو ہوتی ہے (ترجمہ شعر) ایک اچھا دراز مرد کو آج میں نے دیکھا شہر میں کہ اپنا مال و زر کے ساتھ بیٹھا ہے اپنا کام سے کامیاب ہو کر م

پس مرد مقولہ جوہر ہے اور دراز مقولہ کم ہے اور نیکو مقولہ کیف ہے اور دیدم مقولہ انفعال ہے اور شہر مقولہ این ہے اور امروز مقولہ متی ہے اور

فصل في ترتيب الانواع اعلم ان الانواع قد تترتب متنازلة فالنوع قد يكون تحته نوع ولا يكون فوقه نوع فهو النوع العالي وقد يكون تحته نوع وفوقه نوع وهو النوع المتوسط وقد لا يكون تحته نوع ويكون فوقه نوع وهو النوع السافل ويقال له نوع الانواع :۔

فصل الثالث الفصل وهو كلي مقول على اي شيء هو في ذاته كما اذا سئل الانسان اي شيء هو في ذاته فيجاب بانه ناطق وهو قسمان قريب وبعيد فالقريب هو المميز عن المشاركات في الجنس القريب والبعيد هو المميز عن المشاركات في الجنس البعيد فالاول كالناطق للانسان والثاني كالحساس له :۔

ترجمہ یہ فصل انواع کی ترتیب میں ہے تم جان لو کہ انواع کی ترتیب نیچے کی طرف ترقی ہوتی ہے پس نوع کبھی اس کے نیچے نوع ہوتا ہے اور اس کے اوپر نوع نہیں ہوتا پس وہ نوع عالی ہے اور کبھی اس کے نیچے بھی نوع ہوتا ہے اور اوپر بھی اور وہ نوع متوسط ہے اور کبھی اس کے نیچے نوع نہیں ہوتا اور وہ نوع سافل ہے اور اسی کو نوع الانواع بھی کہا جاتا ہے۔ فصل یہ تیسری فصل ہے اور فصل وہ کلی ہے جو کسی چیز پر ای شئ ہو فی ذاتہ کے جواب میں محمول ہو جیسے جب سوال کیا جائے الانسان ای شئ ہو فی ذاتہ تو جواب دیا جائیگا کہ الانسان ناطق پس ناطق انسان کیلئے فصل ہوا اور فصل کی دو قسمیں ہیں قریب، وبعید فصل قریب وہ فصل ہے جو ماہیت کو جنس قریب کے شرکاء سے تمیز دینے والا ہو اور فصل بعید وہ فصل ہے جو ماہیت کو جنس بعید کے شرکاء سے تمیز دینے والا ہو پس فصل قریب جیسے ناطق انسان کیلئے اور فصل بعید جیسے حساس انسان کیلئے :۔

تشریح انواع کی یہ ترتیب اجناس کی ترتیب کا برعکس ہے کیونکہ جنس میں عموم ہوتا ہے اور نوع میں خصوص پس اس اعتبار سے نوع الانواع سافل کو کہا جائیگا کیونکہ وہی زیادہ اخص اور سب سے زیادہ نیچے ہے جیسے انسان اور نوع متوسط وہ نوع ہے جس کے اوپر بھی نوع ہو اور نیچے بھی جیسے حیوان اور جسم نامی کہ ان دونوں کے اوپر جسم مطلق ہے نوع عالی اور نیچے انسان نوع سافل ہے اور نوع عالی وہ نوع اضافی ہے جس کے اوپر نوع نہ ہو بلکہ جنس ہو جیسے جسم مطلق کہ اس کے اوپر جوہر جنس عالی ہے پس معلوم ہوا کہ نوع کے دو معنوں کے لحاظ سے انسان نوع اور جوہر جنس ہے اور انواع کی یہ ترتیب صرف انواع اضافیہ میں جاری ہے۔ لفظ ای موضوع ہے اس تمیز کو طلب کرنے کیلئے جو شئ کو جنس کے شرکاء سے تمیز دے پس انسان کیلئے حیوان ہونے کے اعتبار سے جتنے شرکاء ہیں ان سے ناطق تمیز دیتا ہے لہذا اسی ناطق کو انسان کا فصل کہا جاتا ہے پس تعریف فصل میں لفظ کلی جنس ہے اور فی جواب ای شئ فصل اول ہے اس سے جنس نوع عرض عام خارج ہو گئے کیونکہ جنس و نوع ما ہو کے جواب میں محمول ہوتے ہیں اور عرض عام کسی سوال کے جواب میں محمول نہیں ہوتا اور فی ذاتہ فصل ثانی ہے اسی سے خاصہ خارج ہو گیا کیونکہ خاصہ کلی عرضیہ ہے کلی ذاتی نہیں پھر فصل کی دو قسمیں ہیں قریب و بعید پس جو فصل نوع کو جنس قریب کے شرکاء سے تمیز دیتا ہو وہ فصل قریب ہے جیسے ناطق کہ انسان کو حیوانیت کے شرکاء سے تمیز دیتا ہے اور جو فصل نوع کو جنس بعید کے شرکاء سے تمیز دیتا ہے وہ فصل بعید ہے جیسے حساس کہ انسان کو تمام ان شرکاء سے تمیز دیتا ہے جو جسم نامی ہونے کے سے ہیں

وللفصل نسبة الى النوع فيسمّٰى مقوماً لدخوله فى قوام النوع وحقيقته ونسبة الى الجنس فيسمّٰى مقسماً لانه يقسم الجنس ويحصل قسماً له كالناطق فهو مقوم للانسان لان الانسان هو الحيوان الناطق ومقسم للحيوان لان الناطق حصل للحيوان قسمين احدهما الحيوان الناطق والأخر الحيوان الغير الناطق ۔

فصل كل مقوم للعالى مقوم للسافل كالقابل للابعاد فانه مقوم للجسم ومقوم للجسم النامى والحيوان والانسان وكالنامى فانه كما انه مقوم للجسم النامى مقوم للحيوان ومقوم للانسان ايضاً وكالحساس والمتحرك بالارادة فانهما مقومان للحيوان كذالك مقومان للانسان وليس كل مقوم للسافل مقوماً للعالى فان الناطق مقوم للانسان وليس مقوماً للحيوان

ترجمہ فصل کی ایک نسبت نوع کیطرف ہے اس اعتبار سے اسکا نام مقوم ہے اس لئے کہ فصل نوع کے قوام و حقیقت میں داخل ہے اور فصل کی ایک نسبت جنس کیطرف ہے اس اعتبار سے فصل کا نام مقسم ہے اس لئے کہ ناطق حیوان کو تقسیم کر دیتا ہے اور اس کا ایک قسم ظاہر کر دیتا ہے پس ناطق انسان کا مقوم ہے کیونکہ انسان حیوان ناطق کو کہا جاتا ہے اور یہی ناطق حیوان کا مقسم ہے کیونکہ ناطق ہی کے ذریعہ ان کی دو قسمیں ہو گئیں حیوان ناطق اور غیر ناطق ۔ فصل ثانی ۔ ہر وہ فصل جو نوع عالی کا مقوم ہے وہ نوع سافل کا بھی مقوم ہے جیسے قابل ابعاد ثلثہ یعنی طول عرض عمق جسم کیلئے مقوم ہے جو نوع عالی ہے اور یہی قابل ابعاد ثلثہ جسم نامی حیوان اور انسان کیلئے مقوم ہے اور جیسے نامی، کہ جیساکہ وہ مقوم جسم نامی کا ہے (جو عالی ہے حیوان اور انسان سے) اسی طرح وہ حیوان و انسان کیلئے بھی مقوم ہے جو کہ سافل ہے جسم نامی سے اور حساس اور متحرک بالارادہ ہے اس لئے کہ یہ دونوں جس طرح حیوان کیلئے مقوم ہیں اسی طرح انسان کیلئے بھی مقوم ہیں اور ہر ایک فصل جو مقوم نوع سافل کا ہے وہ مقوم نوع عالی کا نہیں کیونکہ ناطق انسان کیلئے مقوم ہے اور حیوان کیلئے مقوم نہیں بلکہ مقسم ہے

تشریح یعنی نوع کے اعتبار سے فصل کا نام مقوم رکھا جاتا ہے کیونکہ فصل نوع کو نوع بنا دیتا ہے چنانچہ ناطق ہی نے انسان کو نوع بنا دیا ہے اور جنس کے اعتبار سے فصل کا نام مقسم ہوتا ہے کیونکہ وہ جنس کو تقسیم کر دیتا ہے مثلاً ناطق ہی نے حیوان کو دو قسم بنا دیا ہے حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق ۔ (قولہ کل مقوم للعالی الخ) یعنی ہر نوع عالی کا مقوم نوع سافل کا بھی مقوم ہے جیسے قابل ابعاد ثلثہ یعنی طول، عرض، عمق، کو قبول کرنے والا کہ یہ فصل جس طرح نوع عالی جسم مطلق کا مقوم ہے اسی طرح جسم نامی حیوان اور انسان کا بھی مقوم ہے اور نامی کہ یہ فصل جسطرح جسم نامی کا مقوم ہے اسی طرح حیوان اور انسان کا بھی مقوم ہے اور حساس و متحرک بالارادہ کہ جسطرح یہ دونوں فصل حیوان کا مقوم ہیں اسی طرح انسان کا بھی مقوم ہیں دلیل یہ کہ نوع عالی نوع سافل کا مقوم بنتا ہے جیسے جسم مطلق جسم نامی حیوان سب کے سب انسان کے مقومات ہیں پس جس فصل سے نوع عالی کی تقویم ہوگی اس سے نوع سافل کی بھی تقویم ہوگی کیونکہ شئی کے مقوم کا مقوم خود شئی کا مقوم ہونا قاعدہ مسلمہ ہے مگر نوع سافل کا ہر مقوم عالی کا مقوم نہیں بنتا جیسے ناطق کہ انسان کا مقوم تو ہے مگر حیوان کا مقوم نہیں بلکہ مقسم ہے کیونکہ نوع سافل ہے نوع عالی کی حقیقت میں داخل نہیں ہوتا لہٰذا جو فصل نوع سافل کا مقوم ہے وہ نوع عالی کی حقیقت میں داخل نہیں پس کسطرح وہ نوع عالی کا مقوم ہوگا ؎

فصل كل فصل مقسم للسافل مقسم للعالى فالناطق كما يقسم الحيوان الى الناطق وغير الناطق كذلك يقسم الجسم المطلق اليهما وليس كل مقسم للعالى مقسمًا للسافل فان الحساس مثلاً يقسم الجسم النامى الى الجسم النامى الحساس والى الجسم النامى الغير الحساس وليس يقسم الحيوان اليهما فان كل حيوان حساس ولا يوجد حيوان غير حساس -

فصل الكلى الرابع الخاصة وهو كلى خارج عن حقيقة الافراد محمول على افراد واقعة تحت حقيقة واحدة فقط كالضاحك للانسان والكاتب له -

فصل الخامس من الكليات العرض العام وهو الكلى الخارج المقول على افراد حقيقة واحدة وعلى غيرها كالماشى المحمول على افراد الانسان والفرس

ترجمہ ہر ایک فصل جو مقسم جنس سافل ہے وہ مقسم جنس عالی ہے اس لئے کہ ناطق جیسا کہ حیوان کو تقسیم کر دیتا ہے حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق کیطرف اسی طرح جسم مطلق کو تقسیم کر دیتا ہے جسم مطلق ناطق اور غیر ناطق کیطرف اور یہ بات نہیں کہ ہر فصل جو جنس عالی کا مقسم ہوگا وہ جنس سافل کا بھی مقسم ہوگا اس لئے کہ حساس جسم نامی کو تقسیم کر دیتا ہے جسم نامی غیر حساس کیطرف اور حساس حیوان کو تقسیم نہیں کرتا حیوان حساس اور حیوان غیر حساس کیطرف کیونکہ ہر حیوان حساس ہوتا ہے کوئی حیوان غیر حساس نہیں ہو سکتا۔ (فصل ثانی) چوتھی کلی خاصہ ہے اور خاصہ وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہو اور صرف ایک حقیقت و ماہیت سے خارج ہو اور صرف ایک حقیقت کے افراد پر محمول ہو جیسے ضاحک اور کاتب انسان کے خاصہ ہیں فصل ثالث کلیات سے پانچویں قسم عرض عام ہے اور عرض وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہو اور ایک حقیقت سے زیادہ کے افراد پر محمول ہو جیسے ماشی بمعنی چلنے والا جو محمول ہے انسان و فرس کے افراد پر۔

تشریح جو فصل جنس سافل کا تقسیم ہو وہ جنس عالی کا بھی مقسم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جنس سافل جنس عالی کی قسم ہے لہذا جو فصل سافل کو تقسیم کریگا کیونکہ قسم کی قسم اپنی قسم ہوتی ہے مثلاً ناطق حیوان کی قسم ہے پس جو فصل حیوان کا مقسم ہوگا وہ بواسطہ حیوان نامی کا بھی مقسم ہوگا مگر جو فصل جنس عالی کا مقسم ہو وہ جنس سافل کا مقسم ہونا ضروری نہیں جیسے حساس کہ جسم نامی کو حساس و غیر حساس کیطرف تقسیم کر دیتا ہے مگر حیوان کو حساس و غیر حساس کیطرف تقسیم نہیں کرتا۔ قولہ الخاصہ یعنی خاصہ وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو کر ایک ہی حقیقت کے ساتھ مخصوص ہو جیسے ضاحک اور کاتب کہ ان کے افراد وہی ہیں جو انسان کے ہیں مگر افراد انسان کی حقیقت (حیوان ناطق) سے ضاحک و کاتب دونوں خارج ہو کر حقیقت انسان کے ساتھ مخصوص ہیں کیونکہ غیر انسان میں نہ ضاحک ہے نہ کاتب۔ قولہ (العرض العام) یعنی عرض عام وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو کر مختلف حقیقتوں کے افراد پر محمول ہو جیسے ماشی بمعنی چلنے والا عرض عام ہے اور اس کے افراد وہ ہیں جو حیوان کے افراد ہیں مگر ان افراد کی حقیقت میں ماشی داخل نہیں نہ حیوان کے کسی خاص نوع کے ساتھ یہ ماشی مخصوص ہے کیونکہ حیوان کے تمام انواع ماشی ہیں اور یہ ماشی گو نفس حیوان کیلئے خاصہ ہے مگر انواع حیوان کیلئے عرض عام ہے اسی کو بتانے کیلئے مصنف نے المحمول علی افراد الانسان والفرس فرمایا ہے ۱۲

فائدہ واذ قد علمت مما ذکرنا ان الکلیات خمس الاول الجنس والثانی النوع والثالث الفصل والرابع الخاصة والخامس العرض العام فاعلم ان الثلثة الاول یقال لها الذاتیات ویقال للاخیرین العرضیات وقد یختص اسم الذاتی بالجنس والفصل فقط ولا یطلق علی النوع بهذا الاطلاق الذاتی ـ

فصل والعرضی اعنی الخاصة والعرض العام ینقسم الی اللازم ومفارق فاللازم مایمتنع انفکاکه عن الشئ المعروض امابالنظر الی الماهیة کالزوجیة للاربعة والفردیة للثلثة فان انفکاك الزوجیة عن الاربعة والفردیة عن الثلثة مستحیل واما بالنظر الی الوجود کالسواد للحبشی فان انفکاك السواد عن وجود الحبشی مستحیل لا عن ماهیة لان ماهیة الانسان فظاهر ان السواد لیس بلازم للانسان والعرض المفارق مالو یمتنع انفکاکه عن الملزوم کالکتابة للانسان والمشی بالفعل له

ترجمہ اور جب تم نے معلوم کرلیا ہماری بتائی ہوئی باتوں سے کہ کلیات پانچ ہیں پہلا جنس دوسرا نوع تیسرا فصل چوتھا خاصہ پانچویں عرض عام پس جان لو کہ اول تینوں کلیوں کو ذات اور آخر دونوں کلیوں کو عرضیات کہا جاتا ہے اور کبھی ذاتی کا نام صرف جنس وفصل کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اور اس استعمال کے مطابق نوع پر ذاتی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ کلی عرضی یعنی خاصہ و عرض عام لازم و مفارق کیطرف منقسم ہوتا ہے پس لازم وہ کلی عرضی ہے جس کا معروض سے جُدا ہونا محال ہو ماہیت کے لحاظ سے جیسے چار کا زوج ہونا اور تین کا اطلاق ہونا لازم ہے کیونکہ چار سے زوجیت کا جُدا ہونا اور تین سے فردیت کا جدا ہونا محال ہے یا تو یہ لزوم وجود کے لحاظ سے ہوگا جیسے سیاہی حبشی کیلئے کیونکہ حبشی کے وجود سے سیاہی کا جدا ہونا محال ہے حبشی کی ماہیت سے کیونکہ ماہیت حبشی انسان ہے اور ظاہر ہے کہ سیاہی انسان کیلئے لازم نہیں اور عرض مفارق وہ کلی عرضی ہے جس کا ملزوم سے جُدا ہونا محال نہ ہو جیسے انسان کیلئے کتابت بالفعل اور مشی بالفعل ہے

تشریح ذاتی کی تفسیر دو ہیں (۱) جو اپنی جزئیات کی حقیقت میں داخل ہو (۲) جو ذات سے خارج نہ ہو پہلی تفسیر پر نوع کو ذاتی نہیں کہا جائیگا کیونکہ نوع عین ماہیت ہے داخل ماہیت نہیں اور ثانی تفسیر پر نوع کو ذاتی کہا جائیگا کیونکہ نوع ماہیت سے خارج نہیں کیونکہ شئ جسطرح اپنے نفس میں داخل نہیں ہوتا اپنے نفس سے خارج بھی نہیں ہوتا اور مناطقہ جس طرح نوع جنس اور فصل کو ذاتیات کہا کرتے ہیں اسی طرح ان کے مقابلہ میں خاصہ اور عرض عام کا نام عرضیات رکھتے ہیں پس عرضی کا اطلاق بھی ذاتی کے مقابلہ میں دو معنوں پر ہوتا ہے (۱) عرضی وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی حقیقت میں داخل نہ ہو (۲) عرضی وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی حقیقت سے خارج ہو۔ اور خاصہ و عرض عام کی دو دو قسمیں ہیں۔ (۱) خاصہ لازمہ (۲) خاصہ مفارقہ (۱) عرض عام لازم (۲) عرض عام مفارق پھر لازم کی دو قسمیں ہیں لازم ماہیت اور لازم وجود لازم ماہیت وہ عرض لازم ہے جس کا جدا ہونا ملزوم کی ماہیت سے ممنوع ہو مثلاً جوڑ ہونا جدا نہیں ہوسکتا چار کی ماہیت سے اور بے جوڑ ہونا جُدا نہیں ہوسکتا تین کی ماہیت سے اور لازم وجود وہ عرض لازم ہے جس کا جدا ہونا ملزوم کے وجود سے ممنوع ہو ماہیت سے ممنوع نہ ہو جیسے سیاہ ہونا حبشی کے وجود کیلئے لازم ہے مگر ماہیت حبشی یعنی حیوان ناطق کیلئے سیاہ ہونا

فصل والعرض اللازم قسمان الاول مایلزم تصورہ من تصور الملزوم کالبصر للعمی والثانی مایلزم من تصور الملزوم واللازم الجزم باللزوم کالزوجیۃ للاربعۃ فان من تصور الاربعۃ وتصور مفھوم الزوجیۃ یجزم بداھۃ ان الاربعۃ زوج منقسمۃ بمتساویین ـ

فصل العرض المفارق اعنی مایمکن انفکاکہ عن المعروض ایضا قسمان احدھما یدوم عوضہ للملزوم کالحرکۃ والثانی مایزول عنہ امابسرعۃ کحمرۃ الخجل وصفرۃ الوجل اوببطوء کالشیب والشباب ؛

بقیۃ صـ ۴۱ ضروری نہیں اور عرض مفارق وہ عرض ہے جس کا انفکاک معروض سے ممنوع نہ ہو جیسے کتابت بالفعل اور مشی بالفعل انسان کے عرض مفارق ہے کیونکہ انسان کیلئے نہ ہروقت کتابت ثابت ہے نہ مشی مثلا جب انسان ہوتا ہے اسوقت نہ وہ چلتا ہے نہ لکھتا ہے ـ

ترجمہ منہ ہذا ـ عرض لازم کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ لازم جس کا تصور ملزوم کے تصور سے ہو جائے یعنی ملزوم کا تصور لازم کے تصور کے بغیر نہ ہو سکے جیسے تصور بصر لازم ہے تصور عمی کیلئے اور دوسری قسم وہ لازم جس کے تصور اور ملزوم کے تصور سے لزوم کا یقین ہو جاوے جیسے جوڑ ہونا چار کیلئے کیونکہ جو شخص چار کا تصور کیا اور جوڑ ہونے کے مفہوم کو سمجھا اور یقین کرے گا بدیہی طور پر اس بات کو کہ چار جوڑ ہے اور وہ برابر حصوں کی طرف منقسم ہے ـ عرض مفارق یعنی جس کا جدا ہونا معروض سے ممکن ہو اسکی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ عرض جس کا عروض ملزوم کے لئے دائمی ہو جیسے حرکت فلک کیلئے دیگر وہ عرض جو ملزوم سے جلد زائل ہو جاتا ہو جیسے شرمندہ کی سرخی اور خوفزدہ کی زردی یا ملزوم سے دیر میں زائل ہو جاتا ہو جیسے بڑھاپا اور جوانی ـ

تشریح : یعنی عرض لازم کی پھر دو قسمیں ہیں ـ لازم بین اور لازم غیر بین ـ پھر لازم بین کے دو معانی ہیں بین بالمعنی الاخص اور بین بالمعنی الاعم لازم بین بالمعنی الاخص وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور کے ساتھ ساتھ ہو جائے یعنی جس کے تصور کے بغیر ملزوم کا تصور نہ ہو سکے مثلا تصور بصر لازم بین بالمعنی الاخص ہے تصور عمی کیلئے کیونکہ عمی کا تصور بغیر بصر کے بالکل محال اور ناممکن ہے پس اس کے مقابلہ میں لازم غیر بین وہ لازم ہے جس کے تصور کے بغیر ملزوم کا تصور ہو سکے جیسے کتابت بالقوۃ لازم غیر بین ہے انسان کیلئے اور لازم بین بالمعنی الاعم وہ لازم ہے جس لازم و ملزوم اور آپس کی نسبت کے تصور سے لزوم کا یقین ہو جائے جیسے اربعہ کیلئے زوجیت کا لازم ہونا کیونکہ جب عقل مفہوم زوجیت اور معنی ربعیت اور اس نسبت کا تصور کر لیتی ہے جو زوجیت اور اربعیت کے مابین حاصل ہے تب عقل کو یقین ہو جاتا ہے اس لزوم کا جو زوجیت اربعہ کے مابین حاصل ہے پس اس کے مقابلہ میں لازم غیر بین وہ لازم ہوگا جس لازم و ملزوم اور آپس کی نسبت کے تصور سے لزوم کا یقین نہ ہو جیسے حدوث کا لازم ہونا عالم کے لئے اور عرض مفارق کی بھی دو قسمیں ہیں عرض مفارق دائم عرض مفارق زائل پس دائم وہ عرض مفارق ہے جس کا جدا ہونا معروض سے ممکن ہو کر بنایا جاوے جیسے حرکت آسمان کیلئے ـ اور عرض زائل کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ عرض

فصل :- فی التعریفات معرّف الشئ مایحمل علیہ لافادۃ تصوّرہ وھو علیٰ اربعۃ اقسام الحد التام الحد الناقص والرسم التام والرسم الناقص فالتعریف ان کان بالجنس القریب والفصل القریب یُسمّٰی حدًّا تامًّا کتعریف الانسان بالحیوان الناطق وان کان بالجنس البعید والفصل القریب اوبہ وحدہٗ یسمّٰی حدًّا ناقصًا وان کان بالجنس القریب والخاصۃ یسمّٰی رسمًا تامًّا وان کان بالجنس البعید والخاصۃ وحدھا یسمّٰی رسمًا ناقصًا۔

مابقیہ صفحۂ ۴۲ : جو ملزوم سے جلد جدا ہو جاوے جیسے شرمندہ کی سُرخی اور خوفزدہ کی زردی دیگر وہ عرض جو ملزوم سے جلد جدا نہ ہو جیسے بڑھاپا اور جوانی کہ اوّل بڑھاپے اور ثانی جوان سے ایک عرصہ کے بعد الگ ہو جاتا ہے ۱۲

ترجمہ :- شئ کا معرف وہ ہے جو شئ پر اس لئے محمول ہو کہ اس کے تصور کا فائدہ بخشے اور معرف کی چار قسمیں ہیں حد تام حد ناقص رسم تام رسم ناقص پس تعریف اگر جنس قریب سے اور فصل قریب سے ہو تو اس کا نام حد تام رکھا جاتا ہے جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے اور اگر جنس بعید و فصل قریب سے تعریف ہو تو اس کا نام حد ناقص رکھا جاتا ہے اگر جنس قریب و خاصہ سے تعریف ہو تو اس کا نام رسم تام رکھا جاتا ہے اور اگر جنس بعید اور خاصہ سے تعریف ہو تو اس کا نام رسم ناقص رکھا جاتا ہے :—

تشریح : چونکہ منطق کا اصل مقصد قول شارح و حجت سے بحث کرنا ہے اس لئے قول شارح کے مقدمات بیان کرنے کے بعد مصنفؒ اب قول شارح کو بیان کرتے ہیں یاد رہے کہ اصطلاح منطق میں مطلوب تصوری کو معرَّف بالفتح اور جس سے اس کو معلوم کیا جاتا ہے اس کو معرِّف بالکسر اور قول شارح کہا جاتا ہے اور معرف کیلئے شرط ہے کہ عموم و خصوص میں وہ معرف کے مساوی ہو کر معرف سے زیادہ واضح اور ظاہر ہو کیونکہ ہر چیز کی تعریف کا مقصد اصلی یا اس کی حقیقت معلوم کرنی ہیں یا اس کو اس طور پر معلوم کر لینا ہے کہ وہ اسکی جمیع ماسوا سے ممتاز ہو جائے پس معلوم ہوا کہ معرّف اور معرَّف سے عام نہیں ہو سکتا کیونکہ عام ہونے کی صورت میں نہ معرّف سے معرَّف کی حقیقت معلوم ہو سکے گی نہ معرَّف اسکی جمیع ماسواے ممتاز ہو سکے گا لہذا معرف معرف سے عام نہ ہونا چاہیے اور خاص بھی نہ ہونا چاہیے کیونکہ خاص اعم سے اخفی اور غیر مشہور ہوتا ہے حالانکہ معرّف معرَّف سے اجلی ہونا شرط ہے پس جب معرّف معرَّف سے عام اور خاص ہونے کی صورتیں ہو گئیں تو مباین ہونے کی صورت بطریق اولیٰ باطل ہو گئی کیونکہ ایک مباین سے دوسرے مباین کی حقیقت معلوم ہو سکتی نہ وہ دوسرے سے ممتاز ہو سکتا ہے اور معرف معرف کا عین بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس صورت میں تعریف الشئ بنفسہ لازم آئے گی جو تقدم الشئ علیٰ نفسہ کا مستلزم ہے نیز یاد رہے کہ معرِّف و تعریف ایک ہے پس تعریف میں اگر فصل قریب مذکور ہو تو اس کا حد اور خاصہ مذکور ہو تو اس کو رسم کہا جاتا ہے پھر اگر فصل قریب وخاصہ کے ساتھ جنس قریب مذکور ہو تو تام ورنہ ناقص کہا جاتا ہے پس حد تام وہ تعریف ہے جو فصل قریب اور جنس قریب سے مرکب ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق ہے اور حد ناقص وہ تعریف ہے جو فصل قریب اور جنس بعید سے ہو یا صرف فصل قریب ہو جیسے انسان کی تعریف جسم ناطق یا صرف ناطق ہے اور رسم تام وہ تعریف ہے جو خاصہ اور جنس قریب سے ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے اور رسم ناقص وہ تعریف ہے جو خاصہ اور جنس بعید سے ہو یا صرف خاصہ سے ہو جیسے ۔

مثال الحد الناقص تعريف الانسان بالجسم الناطق او بالناطق فقط ومثال الرسم التام تعريف الانسان بالحيوان الضاحك ومثال الرسم الناقص تعريفه بالجسم الضاحك او بالضاحك وحده ولا دخل فى التعريفات للعرض العام لانه لا يفيد التميز ؛ فصل التعريف قد يكون حقيقيا كما ذكرنا وقد يكون لفظيا وهو ما يقصد به تفسير مدلول اللفظ كقولهم سعدانة نبت و الغضنفر الاسد وههنا قد تم بحث التصورات اعنى القول الشارح ؛

ترجمہ: ۔ حد ناقص کی مثال انسان کی تعریف جسم ناطق یا فقط ناطق سے اور رسم تام کی مثال انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے اور رسم ناقص کی مثال انسان کی تعریف جسم ضاحک سے یا فقط ضاحک سے فقط تعریفات میں عرض عام کا کوئی دخل نہیں کیونکہ وہ معرف کو اس کے غیر سے تمیز نہیں دیتا فصل ثانی تعریف کبھی حقیقی ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے بتایا اور کبھی لفظی ہوتی ہے اور تعریف لفظی وہ تعریف ہے جس کے ساتھ معرف کے لفظ کی تفسیر مقصود ہو جیسے منطقیوں کا قول سعدانہ گھاس ہے اور غضنفر شیر ہے ۔ یہاں بحث تصورات ختم ہوئی ۔

تشریح: ۔ حد تام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حد لغت میں منع کے معنی میں ہے اور یہ حد مانع بنتا ہے معرف میں غیر معرف داخل ہوجانے سے اور اسی حد تام معرف بالفتح کی تمام حقیقت ہونے کی وجہ سے تام کہا جاتا ہے اور حد ناقص میں تمام ذاتیات مذکور نہ ہونے کی وجہ سے اس کو ناقص کہا جاتا ہے اور تعریف کو رسم کہا جانے کی وجہ یہ ہے کہ رسم لغت میں اثر کو کہا جاتا ہے اور شئی کا خاصہ بھی شئی کا ایسا اثر ہے جو شئی کی حقیقت سے خارج ہے اور تام اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مشابہ ہے حد تام کا پس چونکہ رسم ناقص حد تام کا مشابہ نہیں لہٰذا ناقص کہا جاتا ہے ۔ اور تعریفوں میں تنہا عرض عام کا کوئی دخل نہیں کیونکہ اس سے نہ معرّف کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے : وہ معرّف کو جمیع ماسوا سے ممتاز بنا سکتا ہے اور ابھی گذر چکا ہے کہ تعریف کا مقصد اصلی بھی دو چیزیں ہیں لیکن عرض عام اگر خاصہ کے ساتھ ذکر کیا جاوے تو اس تعریف کو بھی رسم ناقص کہا جاوے گا جیسے انسان کی تعریف ماشی ضاحک کے ساتھ اور تعریف لفظی کا حاصل ایک غیر مشہور مشکل لفظ کی تفسیر کر دینا ہے دوسرے ایک مشہور و آسان لفظ کے ساتھ جیسے غضنفر کی تفسیر اسد اور سعدانہ کے تفسیر نبت کے ساتھ کر دی گئی پس تعریف لفظی عام لفظ سے بھی ہو سکے گی کیونکہ اس تعریف میں غیر حاصل صورت کی تحصیل مقصود نہیں بلکہ صورت حاصلہ کا استحضار مقصود ہوتا ہے اور لفظ عام سے خاص کے مفہوم کا استحضار ہوسکتا ہے جیسے سعدانہ کی تفسیر نبت کے ساتھ حالانکہ نبت بمنزلہ جنس اور سعدانہ بمنزلہ نوع ہے ۱۲ ۔

الباب الثاني في الحجة وما يتعلق بها

فصل في القضايا القضية قول يحتمل الصدق والكذب وقيل هو قول يقال لقائله انه صادق فيه او كاذب وهي قسمان حملية وشرطية امّا الحملية فهو ما حكم فيها بثبوت شيء لشيء او لنفيه عنه كقولك زيد قائم و زيد ليس بقائم واما الشرطية فما لايكون فيها ذلك الحكم وقيل الشرطية ماينحل الى قضيتين كقولنا ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود وليس البتة اذا كانت الشمس طالعة فالليل موجود فاذا حذفت الادوات بقي الشمس طالعة والنهار موجود

ترجمہ: دوسرا باب حجت اور متعلق حجت میں (فصل) قضیوں کے متعلق۔ قضیہ وہ قول ہے جو صدق وکذب کا احتمال رکھے اور بعضوں نے کہا کہ قضیہ وہ قول ہے جس کے قائل کو صادق یا کاذب کہا جا سکے اور قضیہ کی دو قسمیں ہیں حملیہ اور شرطیہ حملیہ وہ قضیہ ہے جسمیں ایک چیز کو دوسری چیز کیلئے ثابت یا ایک چیز کو دوسری چیز سے سلب اور نفی کرنے کا حکم دیا جائے جیسے تیرے قول زید قائم اور زید لیس بقائم ہے اور شرطیہ وہ قضیہ ہے جسمیں یہ حکم ہو (یعنی ایک چیز کو دوسرے چیز کیلئے ثابت کرنے کے یا ایک چیز سے دوسری چیز کو نفی کرنے کا حکم نہ ہو) اور بعضوں نے کہا کہ شرطیہ وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں کیطرف منحل ہو جیسے ہمارے قول ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود موجبہ اور لیس البتۃ اذا کانت الشمس طالعۃ فاللیل موجود سالبہ پس جب ادوات کو حذف کر دیا جائے تو الشمس طالعۃ النہار موجود" باقی رہے گا ؛

تشریح: حجت وہ تصدیق معلوم ہے جس سے تصدیق مجہول حاصل ہو جاوے پھر حجت کی تین قسمیں ہیں۔ قیاس، استقراء، تمثیل، اور متعلق حجت سے مراد عکس اور نقیض قضایا وغیرہ ہیں پس مصنف موصوف کے بیان سے فارغ ہو کر حجت کا بیان شروع فرماتے ہیں اور چونکہ حجت قضیوں سے اس طرح بنتی ہے جس کا معرف کلیات سے ؛ لہٰذا بحث قضیہ کو اوّلاً شروع فرمایا اور قضیہ کی دو تعریفیں کیں۔ اول قضیہ وہ مرکب ہے جس میں صدق وکذب کا احتمال ہو دوم قضیہ وہ مرکب ہے جس کے قائل کو صادق اور کاذب کہا جا سکے پس دونوں تعریف میں فرق یہ ہے کہ تعریف اوّل میں صدق وکذب مرکب کی صفت اور تعریف ثانی میں صدق وکذب متکلم کی صفت ہے اور صدق کے معنی واقع کے مطابق ہونا اور کذب کا معنی واقع کا مخالف ہونا ہے اور قضیہ کی دونوں تعریف میں لفظ قول بمرتبہ جنس ہو کر مرکب ناقص اور مرکب تام سب کو شامل ہے اور تعریف اوّل میں "یحتمل الصدق والکذب" اور تعریف ثانی میں یقال لقائلہ انہ صادق فیہ او کاذب" بمرتبہ فصل ہے اس لئے تمام مرکبات ناقص اور انشاء کے جملہ اقسام خارج ہو گئے کیونکہ وہ صدق وکذب کا محتمل نہیں اور قضیہ اوّلاً حملیہ وشرطیہ کی طرف منقسم ہے لہٰذا حملیہ وشرطیہ کو قضیہ کے اقسام اولیہ کہا جاتا ہے اور قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں موجبہ اور سالبہ پس قضیہ حملیہ موجبہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک شئ کے ثبوت کا حکم ہو وے دوسرے شئ کیلئے جیسے زید لیس بقائم کہ اسمیں نفی قیام کا حکم ہوا زید سے اور قضیہ شرطیہ وہ قضیہ ہے جسمیں ثبوت شئ لشئ یا سلب شئ عن شئ کا حکم نہ ہو باقی

والحملية مالا ينحل الى قضيتين بل ينحل اما الى مفردين كقولك زيد هو قائم فانك اذا حذفت الرابطة اعني هو بقي زيد وقائم وهما مفردان واما الى مفرد وقضية كما في قولك زيد ابوه قائم فاذا حللته بقي زيد وهو مفرد وابوه قائم وهو قضية

فصل الحملية ضربان موجبة وهي التي حكم فيها بثبوت شئ لشئ وسالبة وهي التي حكم فيها بنفي شئ عن شئ نحو الانسان حيوان والانسان ليس بفرس

بقیہ گزشتہ صفحہ: یا قضیہ شرطیہ وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں کی طرف منحل ہو اور انحلال قضیہ کا مطلب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ سے ادات اتصال وانفصال مثلاً ان، فا، اما، او کو حذف کر دیا جائے پس اس انحلال کے بعد اگر دو قضیہ حملیہ ہو جاوے تو وہ قضیہ شرطیہ ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں شرطیہ موجبہ، شرطیہ سالبہ۔ شرطیہ موجبہ وہ شرطیہ ہے جسمیں ایک نسبت کے ثبوت کا حکم ہو۔ دوسرے تقدیر کے ثابت ہونے کی تقدیر جیسے ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود" طلوع شمس کی تقدیر پر وجود نہار کا حکم ہوا ہے اور اس سے ادات اتصال "ان کانت" اور فا کو اگر حذف کر دیا جائے تو الشمس طالعۃٌ النہار موجودٌ دو قضیئے ہو جائیں گے اور شرطیہ سالبہ وہ قضیہ ہے جسمیں ایک نسبت کی تقدیر پر دوسری نسبت کی نفی کا حکم ہو جیسے لیس البتۃ اذا کانت الشمس طالعۃ فاللیل موجود کہ اسمیں طلوع شمس کی تقدیر پر وجود لیل کی نفی کا حکم ہوا ہے اور اس سے لیس البتۃ اور اذا کانت" اور فا کو حذف کر دیا جائے تو دو قضیئے ہو جائیں گے "الشمس طالعۃٌ النہار موجودٌ"

ترجمہ: حملیہ وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں کی طرف منحل نہ ہو (یعنی ادات ربط حذف کرنے کے بعد دو قضیئے نہ نکلیں) بلکہ دو مفرد کی طرف منحل ہو جیسے تیرا قول "زید قائم" اس لئے کہ جب تم رابط یعنی ہو کو حذف کردوگے تو زید اور قائم باقی رہے گا اور یہ دونوں مفرد ہیں ایک مفرد اور ایک قضیہ کی طرف منحل ہوگا جیسے تیرے قول زید ابوہ قائم میں جب اس کی تحلیل کر دوگے زید باقی رہے گا اور یہ مفرد ہے اور ابوہ قائم باقی رہے گا اور یہ جملہ ہے (فصل ثانی) حملیہ کی دو قسمیں ہیں (یعنی باعتبار نسبت) موجبہ اور سالبہ موجبہ وہ قضیہ ہے جسمیں ثبوت شئ لشئ کا حکم ہوا اور سالبہ وہ قضیہ ہے جسمیں نفی شئ عن شئ کا حکم ہو۔ (مثال اول) الانسان حیوان اور مثال ثانی الانسان لیس بفرس۔

تشریح: حملیہ کی تعریف دونوں طرف مفرد ہونے سے مراد عام ہے خواہ بالفعل مفرد ہو یا بالقوۃ اور مفرد بالقوۃ وہ ہے جس کو لفظ مفرد کے ساتھ بیان کیا جا سکے پس الحیوان الناطق ینتقل بنقل قدمیہ زید عالم یضادہ زید لیس بعالم الشمس طالعۃ یلزمہ النہار موجود ان قضایا حملیہ کے ساتھ حملیہ کی تعریف ثانی پر اعتراض نہیں پڑیگا کیونکہ اول قضیہ میں الحیوان الناطق ایک طرف اور ینتقل بنقل قدمیہ دوسری طرف ہے اور اول طرف کو ہٰذا اور ثانی طرف کو ذاک سے بیان کیا جا سکتا ہے اور ہٰذا ذاک دونوں مفرد ہے اسی پر دوسری اور تیسری مثال کو قیاس کر لیا جائے۔

قولہ الحملیۃ ضربان: — قضیہ کی پہلی تقسیم طرفین کے لحاظ سے تھی کہ قضیہ کی دونوں طرف اگر قضیہ ہو تو قضیہ کو شرطیہ اور اگر دونوں طرف قضیہ نہ ہو تو قضیہ کو حملیہ کہا جاتا ہے اور حملیہ کی یہ تقسیم نسبت حکمیہ کے اعتبار سے ہے اگر قضیہ حملیہ کی نسبت ایجابی ہو تو ایجابی ہو تو حملیہ کو موجبہ اور اگر نسبت سلبی ہو تو حملیہ کو سالبہ کہا جاتا ہے

فصل الحملية تلتئم من اجزاء ثلثة احدها المحكوم عليه ويسمّى موضوعًا والثاني المحكوم به ويسمّى محمولًا والثالث الدال على الرابط ويسمّى رابطة ففي قولك زيد هو قائم زيد محكوم به ومحمول ولفظة هو نسبة و رابطة وقد تحذف الرابطة في اللفظ دون المراد فيقال زيد قائم :

(محکوم علیہ وموضوع و قائم ۱۲)

فصل للشرطية ايضا اجزاء ويسمّى الجزء الاوّل منها مقدمًا والجزء الثاني منها تاليًا ففي قولك ان كانت الشمس طالعة كان النهار موجودًا قولك ان كانت الشمس طالعة مقدم و قولك كان النهار موجودًا تالٍ والرابط هي الحكم بينهما :—

ترجمہ قضیہ حملیہ تین اجزاء سے مرکب ہوتا ہے ایک جز محکوم علیہ جس کا نام موضوع رکھا جاتا ہے اور دوسرا جزء محکوم بہ ہے جس کا نام محمول رکھا جاتا ہے اور تیسرا جزو وہ ہے جو ربط و نسبت پر دلالت کرے اور اسکا نام رابطہ رکھا جاتا ہے پس تیرے قول زید ہو قائم میں زید محکوم علیہ اور موضوع ہے اور قائم محکوم بہ اور محمول ہے اور لفظ ہو نسبت اور رابطہ ہے، اور کبھی رابطہ کو لفظ سے حذف کر دیا جاتا ہے نہ مراد میں پس کہا جاتا ہے " زید قائم "

(فصل ثانی) قضیہ شرطیہ کے لئے بھی حملیہ کیطرح تین جزو ہیں شرطیہ کے جزو اول کا نام مقدم اور جزو ثانی کا نام تالی رکھا جاتا ہے پس تیرے قول " ان کانت الشمس طالعة کان النہار موجودًا " میں ان کانت الشمس طالعة مقدم اور کان النہار موجودًا تالی ہے اور رابطہ وہ حکم ہے جو دونوں کے درمیان واقع ہے ۔

تشریح : اجزاء قضیہ کے بارے میں مناطقہ متقدمین اور متأخرین کے درمیان اختلاف ہے متقدمین تین بتلاتے ہیں (۱) موضوع (۲) محمول (۳) نسبت حکمیہ اور متأخرین چار بتاتے ہیں تین تو وہ جن کو متقدمین بتاتے ہیں اور چوتھا جزو نسبت تقیدیہ ہے جس کے ساتھ اذعان کا تعلق ہوتا ہے پس ہمارے قول " زید قائم " زید پہلا جزو، قائم دوسرا جزو اور قیام زید تیسرا جزو اور ربط پر دلالت کرنے والا ہو چوتھا جزو ہے ۱۲

(قولہ موضوعا) موضوع اس لئے کہا جاتا ہے کہ واضع نے اسکو وضع کیا ہے اسپر کوئی حکم کرنے کے لئے لہذا اسکو محکوم علیہ بھی کہا جاتا ہے اور جو موضوع و محمول کے مابین ربط قائم کر دیتا ہے اسکو رابطہ کہا جاتا ہے جو لفظ اس نسبت پر دال ہو مجازًا اسکو بھی رابطہ کہا جاتا ہے اور جب قضیہ سے رابطہ حذف کر دیا جاتا ہے تو قضیہ کو ثنائیہ اور جب ذکر کیا جاتا ہے تو قضیہ کو ثلاثیہ کہا جاتا ہے کیونکہ حذف کے وقت قضیہ کے دو جزو اور ذکر کے وقت تین جزو ہوتے ہیں ۔ (قولہ فصل للشرطیہ اھ) قضیہ شرطیہ کے جزو اول پہلے ہونے کیوجہ سے اس کو مقدم اور جزو ثانی پیچھے ہونے کیوجہ سے اسکو تالی کہا جاتا ہے ۱۲

4/1

فصل وقد تقسم القضية باعتبار الموضوع فالموضوع ان كان جزئيا و شخصا معينا سميت القضية شخصية ومخصوصة كقولك زيد قائم وان لم يكن جزئيا بل كان كليا القضية طبعية نحو الانسان نوع والحيوان جنس وان كان على افرادها فلا يخلوا اما يكون كمية الافراد فيها مبنيا او لم يكن فان بين كمية الافراد تسمى القضية محصورة كقولك كل انسان حيوان وبعض الحيوان انسان وان لم يبين تسمى القضية مهملة نحو الانسان في خسر ١٢

× نحو على الكلي الافراد الا انها ان كان الحكم على الكلي مبنيا على نفس الطبيعة تسمى

ترجمہ اور کبھی موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم کیجاتی ہے پس اگر حملیہ کا موضوع جزئی حقیقی اور شخص معین ہو تو قضیہ کا نام شخصیہ اور مخصوصہ رکھا جاتا ہے جیسے تیرے قول زید قائم اور اگر موضوع جزئی حقیقی نہ ہو بلکہ کلی ہو تو وہ چند طرح پر ہیں اس لئے اگر اسمیں نفس ماہیت پر حکم ہے تو اس کا نام قضیہ حملیہ طبعیہ ہے جیسے الانسان نوع والحیوان جنس (کہ نوع ہونے کا حکم انسان کی ماہیت اور جنس ہونے کا حکم حیوان کی ماہیت پر ہوا ہے) اور اگر حکم افراد پر ہو دو حال سے خالی نہیں یا افراد کی مقدار بیان کی جاوے یا افراد کی مقدار بیان نہ کیجاوے پس اگر افراد کی مقدار بیان کیجاوے تو قضیہ کا نام محصورہ رکھا جاتا ہے جیسے تیرے قول کل انسان حیوان وبعض الحیوان انسان اور اگر مقدار نہ بیان کیا جاوے تو اس کا نام قضیہ مہملہ ہے جیسے الانسان فی خسر

تشریح ۔ یعنی موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں شخصیہ، طبعیہ، محصورہ، مہملہ، شخصیہ وہ قضیہ ہے جسمیں جزئی حقیقی پر حکم ہو جیسے زید قائم میں قیام کا حکم جزئی حقیقی زید پر ہوا ہے اور طبعیہ وہ قضیہ ہے جسمیں موضوع کلی ہو اور اسی کلی کی طبیعت پر حکم ہو جیسے الانسان نوع میں انسان کلی کی ماہیت پر نوع ہونے کا حکم ہوا ہے اور الحیوان جنس میں حیوان کلی کی ماہیت پر جنس ہونے کا حکم ہوا ہے اور محصورہ وہ قضیہ ہے جسمیں حکم موضوع کے افراد کی مقدار بھی بیان کر دیجائے جیسے کل انسان حیوان میں موضوع کے کل افراد پر حیوان ہونے کا حکم ہوا ہے اور بعض الحیوان انسان میں انسان ہونے کا حکم حیوان موضوع کے بعض افراد پر ہوا ہے اور مہملہ وہ قضیہ ہے جس میں حکم موضوع کے افراد پر ہو مگر مقدار افراد نہ بتائی جائے جیسے الانسان لفی خسر کہ اسمیں خسارہ میں ہونے کا حکم انسان کے افراد پر ہوا ہے مگر کل انسان خسارہ میں ہے یا بعض انسان خسارہ میں ہے اسکو نہیں بتایا گیا پس مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ صرف قضیہ شخصیہ کا موضوع جزئی اور شخص خاص ہوتا ہے ۔ اور قضیہ طبعیہ قضیہ محصورہ قضیہ مہملہ تینوں میں موضوع کلی اور عام ہے
فرق اتنا ہے کہ طبعیہ میں حکم کلی کی طبیعت پر
اور محصورہ میں اور مہملہ میں
حکم کلی کے افراد پر ہوتا ہے مگر
محصورہ میں مقدار افراد بتائی جاتی ہے اور مہملہ میں
مقدار افراد نہیں بتائی جاتی اور مقدار افراد کو بیان نہ کرنے کو اہمال کہا جاتا ہے ١٢

فصل المحصورات اربعٌ احدها الموجبة الكلية كقولك كل انسان حيوان و الثانية الموجبة الجزئية نحو بعض الحيوان اسود والثالثة السالبة الكلية نحو لا شئ من الزنجي بابيض والرابعة السالبة الجزئية نحو بعض الانسان ليس باسود ؛

فصل الذي يبين به كمية الافراد من الكلية والبعضية يسمّى سورًا وهو ماخوذ من سور البلد وسور الموجبة الكلية ولام الاستغراق وسور الموجبة الجزئية بعض وواحد نحو بعض وواحد من الجسم جماد وسور السالبة الكلية لا شئ ولا واحد نحو لا شئ من الغراب بابيض ولا واحد من النار ببارد و وقوع النكرة تحت النفي نحو ما من ماء الا وهو رطب وسور السالبة الجزئية ليس بعض كقولك ليس بعض الحيوان بحمار وبعض ليس كما تقول بعض الفواكه ليس بحلو -

ترجمہ قضیہ محصورہ چار ہیں ایک موجبہ کلیہ جیسے تیرے قول کل انسان حیوان دوسرے موجبہ جزئیہ جیسے بعض الحیوان اسود تیسرے سالبہ کلیہ جیسے لاشئ من الزنجی بابیض چوتھے سالبہ جزئیہ جیسے بعض الانسان لیس باسود (فصل ثانی) وہ شئ جس سے افراد کی مقدار یعنی کلیت اور بعضیت بیان کیجاوے اس کا نام سور رکھا جاتا ہے اور یہ سور سور البلد سے ماخوذ ہے اور موجبہ کلیہ کا سور لفظ کل اور الف لام استغراقی ہے اور موجبہ جزئیہ کا سور لفظ بعض اور واحد ہے جیسے بعض الجسم جماد اور سالبہ کلیہ کا سور لاشئ اور لا واحد ہے جیسے لاشئ من الغراب بابیض ولا واحد من النار ببارد اور نکرہ نفی کے تحت میں واقع ہونا (بھی سالبہ کلیہ کا سور ہے) جیسے ما من ماء الا وہو رطب اور سالبہ جزئیہ کا سور لیس بعض اور بعض لیس ہے جیسے بعض الحیوان بحمار و بعض الفواکہ لیس بحلو —

تشریح :- بحث تصدیقات میں مقصد اصلی محصورات اربعہ کی تحقیقات ہیں کیونکہ معرفت حجت محصورات اربعہ پر موقوف ہے لہٰذا طلبہ کی آسانی کیلئے محصورات اربعہ کو ایک نقشہ میں پیش کر رہا ہے :

اسامی	تعریفات	امثلة
موجبہ کلیہ	وہ قضیہ حملیہ ہے جسمیں موضوع کے کل افراد کے لئے ثابت ہو	کل انسان حیوان
سالبہ کلیہ	وہ قضیہ حملیہ ہے جسمیں موضوع کے کل افراد سے محمول کو سلب کیا جاوے	لاشئ من الزنجی بابیض
موجبہ جزئیہ	وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد کیلئے محمول ثابت ہو،	بعض الحیوان اسود
سالبہ جزئیہ	وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد سے محمول سلب کیا جاوے	بعض الحیوان لیس باسود

قولہ سورا ۔ یعنی محصورات اربعہ جس لفظ کے ساتھ مقدار افراد بیان کیا جاتا ہے اس لفظ کو سور کہا جاتا ہے (باقی آئندہ صفحہ ۵۰ میں

اعلم ان فی کل لسان سورًا یخصھا ففی الفارسیۃ لفظ ھر سور الموجبۃ الکلیۃ کقول الشاعر (بیت) ہر آنکس کہ در بند حرص او فتاد ؛ دہد خرمن زندگانی بباد ۔

فصل قد جرت عادۃ المیزانیین انھم یعبرون عن الموضوع بج وعن المحمول بب فمتی ارادوا التعبیر عن الموجبۃ الکلیۃ یقولون کل ج، ب، ومقصودھم من ذلک الایجاز ودفع توھم الانحصار ؛

ترجمہ : تم جان لو کہ ہر زبان و لغت میں سور ہے اس زبان کے ساتھ ہے چنانچہ فارسی میں لفظ موجبہ کلیہ کا سور ہے جیسے شاعر کا قول ؎ ہر آنکس کہ در بند حرص او فتاد ؛ دہد خرمن زندگانی بباد ۔ یعنی جو شخص کہ قید حرص میں پڑا اس نے گویا اپنی تمام زندگانی برباد کی (فصل ثانی) منطقیوں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ لوگ (ج) کہہ کر موضوع اور ب کہہ کر محمول مراد لیتے ہیں چنانچہ جب موجبہ کلیہ کے بیان کا ارادہ کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کل ج، ب اور منطقیوں کا مقصد اس سے اختصار اور وہم انحصار کو دفع کرنا ہے ؛

بقیہ گذشتہ صفحہ : اور یہ لفظ سور سور البلد سے ماخوذ ہے یعنی اس ترکیب میں لفظ سور جس طرح محیط کے معنی میں مستعمل ہے اسی طرح سور المحصورات میں بھی لفظ سور محیط کے معنی میں مستعمل ہے پس موجبہ کلیہ کا سور دو ہیں (۱) لفظ کل (۲) الف لام استغراقی یا وہ لفظ جو لفظ کل کے معنی کو ادا کرے خواہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو جیسے کل انسان حیوان اور الانسان حیوان دونوں موجبہ کلیہ ہیں اول میں سور کل اور ثانی میں لام استغراقی ہے اور موجبہ جزئیہ کے سور بھی دو ہیں لفظ بعض اور لفظ واحد جیسے بعض الجسم جماد وواحد من الجسم جماد اور سالبہ کلیہ کے سور تین چیزیں ہیں (۱) لاشئ (۲) لا واحد (۳) نکرہ نفی کے تحت میں واقع ہونا جیسے لاشئ من الغراب بابیض لا واحد من النار ببارد، ما من رجل فی الدار کہ ان مثالوں سے اول میں لاشئ اور ثانی میں لا واحد اور ثالث میں رجل کا نکرہ کا مانافیہ کی تحت میں واقع ہونا سور ہے اور سالبہ جزئیہ کے سور دو ہیں لیس بعض اور بعض لیس جیسے لیس بعض الحیوان بجماد و بعض الفواکہ لیس بحلو کہ مثال اول میں لیس بعض اور مثال ثانی میں بعض لیس سور واقع ہوا ہے **تنبیہ** مصنف رح کی مثال ما من ماء الا وھو رطب گو ما نکرہ ما نافیہ کے تحت میں واقع ہوا ہے مگر وہ سالبہ کلیہ نہیں بلکہ موجبہ کلیہ ہے کہ پانی کے ہر ہر فرد کے لئے تر ہونے کو ثابت کیا گیا ہے لہٰذا بندہ نے مثال میں ما من رجل فی الدار کو پیش کردیا ہے ؛

تشریح :۔ اسی طرح فارسی زبان میں موجبہ جزئیہ کا سور لفظ برخے ہے بمعنی تھوڑا۔ اور سالبہ کلیہ کا سور لفظ ہیچ نیست ہے اور سالبہ جزئیہ کا سور لفظ برخے نیست ہے اسی طرح اردو بنگلہ ہر زبان میں موجبہ کلیہ سالبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ جزئیہ ہر ایک کا سور ہے پس عربی میں ہر ایک کا جو سور بتایا گیا ہے اسکے معنی اردو و بنگلہ میں جس لفظ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے وہی لفظ بنگلا اردو زبان کا سور ہے یہ مطلب نہیں کہ سور صرف عربی زبان میں ہوتا ہے۔ اور کسی زبان میں نہیں ہوتا ہے۔ یعنی منطقیوں نے دو وجہ سے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے کہ کل انسان حیوان کے بجائے کل ج ب کہتے ہیں پہلی وجہ اختصار ہے کہ کل انسان حیوان سے کل ج، ب مختصر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کل انسان حیوان کہے تو ممکن ہے کہ سننے والے صرف اسی مثال کو موجبہ کلیہ سمجھیں حالانکہ اس کے علاوہ موجبہ کلیہ بہت ہیں چنانچہ کل انسان ناطق بھی موجبہ کلیہ ہے پس موضوع کو ج اور محمول کو ب سے بیان کر دینے کے بعد انحصار کا یہ شبہ نہ ہوگا۔ اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ حرف ہجائیہ میں سے صرف ج اور ب کو کیوں اختیار کیا گیا ہے جواب یہ ہے کہ حرف ہجائیہ میں پہلا حرف الف ہے اور وہ ہمیشہ ساکن ہونے کی وجہ سے تنہا اس کے ساتھ تلفظ نہیں ہوسکتا ہے اور ب ت ث یہ تینوں من حیث الخط مشابہ ہونے کی وجہ سے ان تینوں سے اول یعنی ب اختیار کیا ہے اور ان تینوں کے بعد حرف ہجائیہ میں ج ہے لہٰذا اسی کو

فصل: الحمل في اصطلاحهم اتحاد المتغايرين في المفهوم بحسب الوجود في قولك زيد كاتب وعمرو شاعر مفهوم زيد مغائر لمفهوم كاتب لكنهما موجودان بوجود واحد وكذا مفهوم عمرو وشاعر متغايران وقد اتحدا في الوجود ثم الحمل على قسمين لانه ان كان بواسطة في او ذو او اللام كما في قولك زيد في الدار والمال لزيد وخالد ذو مال يسمى الحمل بالاشتقاق وان لم يكن كذلك بل يحمل شيء على شيء بلا واسطة هذه الوسائط يقال له الحمل بالمواطاة نحو عمرو طبيب وبكر فصيح۔

بقیہ گذشتہ صفحہ:۔ اس طرف اشارہ کرنا کہ یہاں ج، ب سے مراد حرف ہجائیہ نہیں بلکہ موضوع و محمول ہے (۲) ج کی عدد تین ہے اور موضوع میں بھی تین چیزیں ہوتی ہیں (۱) ذات موضوع (۲) وصف عنوانی (۳) اتصاف ذات موضوع وصف عنوانی اور ب کا عدد دو ہیں اور محمول دو چیزیں ہوتی ہیں (۱) وصف محمول (۲) اتصاف بوصف محمول مثلاً کل انسان حیوان میں موضوع کی جانب تین چیزیں ہیں ذات انسان، انسانیت اور ذات انسان انسانیت کے ساتھ متصف ہو اور حیوان محمول کی جانب میں دو چیزیں ہیں حیوانیت اور ذات حیوان حیوانیت کے ساتھ متصف ہونا اور اس جانب میں ذات حیوان ملحوظ نہیں کیونکہ ذات محمول نہیں بنتی موضوع بنتی ہے ۱۲

ترجمہ: حمل منطقیوں کے اصطلاح میں وجود کے اعتبار سے ایسی دو چیز کا متحد ہونا ہے جو مفہوم کے اعتبار سے متغائر ہوں پس تیرے قول زید کاتب اور عمرو شاعر میں ہر دو قضیہ شخصیہ ہے زید کے مفہوم کاتب کے مفہوم کے متغائر ہے لیکن خارج میں زید اور کاتب کا وجود ایک ہے اسی طرح عمرو کا مفہوم شاعر کے مفہوم کے متغائر ہے لیکن عمرو و شاعر وجود خارجی میں ایک ہے پھر حمل کی دو قسمیں ہیں اس لئے کہ اگر محمول کا حمل موضوع پر فی یا ذو یا لام کے واسطے سے ہے تو اس حمل کا نام حمل بالاشتقاق ہے جیسے تیرے قول زید فی الدار خالد ذو مال۔ المال لزید میں اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ ایک شئی کا حمل ایک شئی پر ان وسائط (یعنی فی، ذو، لام) کے بغیر ہو تو اسکو حمل بالمواطاۃ کہا جاتا ہے جیسے عمرو طبیب اور بکر فصیح میں ؛

تشریح: تعریف حمل میں مصنف کا قول فی المفہوم اس کے قول متغائرین کے ساتھ اور اس کا قول بحسب الوجود اس کے قول اتحاد کے ساتھ متعلق ہے اور حمل کا مطلب مفہوم کے لحاظ سے دو الگ الگ چیزیں وجود کا اعتبار سے ایک ہونا ہے اور یہ حمل ایجابی کی تعریف ہے اور حمل سلبی کے مطلب مفہوم کے لحاظ سے دو الگ چیزوں سے ایک کو دوسرے سے اس طرح نفی کرنا ہے کہ دونوں وجود کے اعتبار سے ایک نہ ہونے کی تصریح ہو جائے اور محمول بالواسطہ ہونے کی صورت میں حمل بالاشتقاق اور بلا واسطہ ہونے کی صورت میں حمل بالمواطاۃ ہے پھر حمل بالمواطاۃ کی دو قسمیں ہیں (۱) حمل اولی (۲) حمل متعارف اگر محمول کو موضوع پر ذاتاً اور وجوداً دونوں اعتبار سے حمل کیا گیا ہو تو وہ حمل اولی ہے جیسے الانسان انسان میں اگر محمول کا حمل موضوع پر صرف وجود کے اعتبار سے ہو تو وہ حمل متعارف ہے جو اپنے کثرت استعمال کی وجہ سے علوم میں معتبر اور شائع ہے۔ **سوال** حمل اولی کی مثال الانسان انسان میں موضوع و محمول دونوں من حیث المفہوم متغائر نہیں حالانکہ حمل کیلئے دونوں متغائر ہیں اور ہونا ضروری ہے۔ **جواب** حمل اولی میں تغائر اعتباری ہوتا ہے باقی ص/۲

فصل تقسیم اخر للحملیۃ موضوع الحملیۃ ان کان موجوداً فی الخارج وکان الحکم فیہا باعتبار تحقق الموضوع ووجودہ فی الخارج کانت القضیۃ خارجیۃ نحو الانسان کاتب وان کان موجوداً فی الذھن وکان الحکم باعتبار خصوص وجودہ فی الذھن کانت ذھنیۃ نحو الانسان کلی وان کان الحکم باعتبار تقررہ فی الواقع مع عزل النظر عن خصوصیۃ ظرف الخارج والذھن سمیت القضیۃ حقیقیۃ نحو الاربعۃ زوج والستۃ ضعف الثلثۃ ـ

فصل القضیۃ الموجبۃ وکذا السالبۃ تنقسمان الی معدولۃ وغیر معدولۃ فالمعدولۃ ما یکون فیہ حرف السلب جزءً من الموضوع او من المحمول او کلیہما مثال الاول اللاحی جماد مثال الثانی زید لاعالم مثال الثالث اللاحی لاعالم ھذا فی الایجاب ـ

بقیہ صفحہ ۔ اور حمل کیلئے کافی ہے اور تغایر اعتباری اس اعتبار سے ہے کہ مثلاً انسان موضوع کا تصور پہلے ہوا ہے اور کاتب محمول کا تصور بعد میں ہوا ہے اور موضوع و محمول سے ایک کا تصور اولاً تصور دوسرے کا تصور ثانیاً ہوا صرف یہ تغایر حمل کیلئے کافی ہے پھر حمل متعارف کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) حمل متعارف بالذات (۲) حمل متعارف بالعرض اگر محمول ذات ہو تو حمل متعارف بالذات ہے جیسے الانسان حیوان اور اگر محمول عرض ہو تو حمل متعارف بالعرض ہے جیسے الانسان کاتب ـ

ترجمہ :۔ قضیہ حملیہ کی اور ایک تقسیم ہے (یعنی حکم کی غرض کے اعتبار سے حملیہ کے موضوع کے افراد اگر خارج میں موجود ہوں اور حکم اسمیں تحقق اور وجود خارجی کے اعتبار سے ہو تو قضیہ خارجیہ ہے جیسے الانسان کاتب اور اگر موضوع ذہن میں موجود ہوا اور حکم وجود ذہنی کے اعتبار سے ہو تو قضیہ ذہنیہ ہے جیسے الانسان کلی اور اگر قضیہ میں حکم موضوع کے افراد کے نفس الامر میں موجود ہونے کے اعتبار سے ہو عام اس سے کہ خارج میں موجود ہو یا ظرف ذہن میں تو قضیہ کا نام حقیقیہ رکھا جاتا ہے جیسے الاربعۃ زوج والستۃ ضعف الثلثۃ (کہ ذات اربعہ کے لئے جوڑ ہونا اور ذات ستہ کیلئے تین کا ڈبل ہونا ثابت ہے خواہ چار یا چھ خارج میں پایا جاوے یا ذہن میں) (فصل ثانی) قضیہ موجبہ اور سالبہ قضیہ معدولہ اور غیر معدولہ کیطرف منقسم ہے معدولہ وہ قضیہ ہے جسمیں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء ہو اول کی مثال اللاحی جماد ثانی کی مثال زید لاعالم ثالث کی مثال اللاحی لاعالم ـ

تشریح :۔ قضیہ خارجیہ کی مثال الانسان کاتب ہے کہ اسمیں انسان کے جو افراد خارج میں موجود ہیں ان پر کاتب ہونے کا حکم ہوا ہے کیونکہ انسان کے جو افراد ابھی تک خارج میں نہیں آئے ان سے کتابت صادر نہیں ہو سکتی اور قضیہ ذہنیہ کی مثال الانسان کلی ہے کہ اسمیں مفہوم انسان پر کلی ہونے کا حکم ہوا ہے اور مفہوم کا وجود صرف ذہن میں ہوتا ہے خارج میں نہیں ہوتا لہٰذا اسی قضیہ کو ذہنیہ کہا جاتا ہے اور قضیہ حقیقیہ کی مثال الاربعۃ زوج والستۃ ضعف الثلثۃ ہے کہ ان میں زوج اور ضعف ثلثہ ہونے کا حکم چار اور چھ پر ہوا ہے عام اس سے کہ چار اور چھ ذہن میں پایا جاوے تو بھی جوڑ ہے اور جو ذہن میں پایا جاوے وہ بھی اسی طرح جو خارج میں پایا جاوے وہ بھی تین کا ڈبل ہے اور ذہن میں پایا جاوے وہ بھی قضیہ حملیہ میں حرف سلب اگر صرف موضوع کا جزء ہو تو اس کو معدولۃ الموضوع کہا جاتا ہے جیسے اللاحی جماد اور اگر حرف سلب موضوع و محمول دونوں کا جزء ہو تو اسکو قضیہ معدولۃ الطرفین کہا جاتا ہے جیسے اللاحی لاعالم میں اللاحی موضوع کا بھی لا حرف سلب جزء ہوا ہے اور لاعالم محمول کا بھی پس

واما فی السلب فمثال الاول اللاحی لیس بعالم ومثال الثانی العالم لیس بلاحی ومثال الثالث اللاحی لیس بلاجماد وغیر المعدولة بخلافها ویسمّٰی غیر المعدولة فی الموجبة بالمحصلة وفی السالبة بالبسیطة ۔

فصل وقد یکون تذکر الجهة فی القضیة فیسمّٰی موجهة ورباعیة ایضًا والموجهات خمسة عشر ثمانیة منها بسیطة وسبعة منها مرکبة

ترجمہ: — اور سلب میں اوّل کی مثال اللاحی لیس بعالم اور ثانی کی مثال العالم لیس بلاحی اور ثالث کی مثال اللاحی لیس بلاجماد اور قضیہ غیر معدولہ معدولہ کے برخلاف ہے یعنی جسمیں حرف سلب موضوع ومحمول کسی کا جزء نہ ہو اور غیر معدولہ موجبہ کو محصلہ اور سالبہ کو بسیطہ کہا جاتا ہے (فصل) اور کبھی قضیہ میں جہت ذکر کر دیجاتی ہے تو اس کا نام موجہہ نیز رباعیہ کہا جاتا ہے اور موجہات پندرہ ہیں آٹھ بسائط ہیں اور مرکبات سات ہیں۔ تنبیہ نحوی قاعدہ کے رو سے خمس عشر ہونا چاہیئے خمسۃ عشر صحیح نہیں ہے —

تشریح: — معدولۃ الموضوع سالبہ کی مثال اللاحی لیس بعالم ہے کہ اسمیں لاحی موضوع سے عالم کو نفی کیگئی ہے اور العالم لیس بلاحی معدولۃ المحمول سالبہ کی مثال ہے کہ اسمیں عالم موضوع سے لاحی محمول کو سلب کیا گیا ہے اور اللاحی لیس بلاجماد معدولۃ الطرفین سالبہ کی مثال ہے کہ اسمیں لاحی موضوع سے لاجماد محمول کو سلب کیا گیا ہے اور محصلہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں حرف سلب موضوع ومحمول سے کسی کا جزء نہ ہو جیسے زید قائم اور اسکو کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تحصیل اصطلاح منطق میں حرف سلب جزء نہ ہونے کو کہا جاتا ہے پس جس قضیہ میں حرف سلب جز نہیں وہ محصلہ ہوگا اور بسیطہ وہ قضیہ سالبہ ہے جس میں حرف سلب موضوع ومحمول کا جزء نہ ہو اور جس کا جزء نہ ہو اس کو بسیطہ کہا جاتا ہے پس جس قضیہ میں حرف سلب جز نہیں اسکو بسیطہ کہا جاوے گا۔ اوّلاً یہ سمجھو کہ موضوع ومحمول کے مابین جو نسبت ہے اس کے پائے جانے کی تین صورتیں ہیں (۱) وہ نسبت وجوبی ہوگی یعنی محمول کی ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کا سلب موضوع سے ضروری ہوگا (۲) وہ نسبت امتناع کی ہوگی یعنی محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا سلب موضوع سے نہ ہونا ضروری ہوگا (۳) وہ نسبت امکان کی ہوگی یعنی موضوع کیلئے محمول کا ثبوت یا عدم ثبوت اسی طرح موضوع سے محمول کا سلب یا عدم سلب دونوں برابر ہونگے پس یہ ضرورت امتناع۔ امکان نسبت کی کیفیات ہیں اور ان کیفیات کو مادۂ قضیہ اور ان پر دلالت کرنے والے الفاظ کو جہات قضیہ کہا جاتا ہے اور ان جہات کو قضیہ میں کبھی ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی ذکر نہیں کیا جاتا ہے پس جس قضیہ میں جہت مذکور ہو اس کو موجہہ اور رباعیہ کہا جاتا ہے اور جس میں مذکور نہ ہو اس کو قضیہ مطلقہ کہا جاتا ہے۔ ثانیاً یہ سمجھو کہ قضیہ کے نسبت کی کیفیت کسی عدد میں محصور نہیں۔ کیونکہ نسبت کی کیفیت وجوب اور امتناع اور امکان میں مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں مثلاً دائمی ہو یا غیر دائمی وقتی ہو یا غیر وقتی لہذا قضایائے موجہہ بھی غیر محصور ہیں لیکن منطقی لوگ تیرہ موجہات سے بحث کرتے ہیں اور مصنف نے وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ وغیر مشہور قضایا کو ملا کے پندرہ بنایا ہے اور بسائط وہ قضایا ہیں جن میں فقط ایک حکم ہو ایجابی یا سلبی جیسے بالضرورۃ کل انسان حیوان میں صرف حکم ایجابی اور بالضرورۃ لاشئ من الانسان بحجر میں صرف حکم سلبی ہے — اور مرکبات وہ قضایا ہیں جن میں ایجابی اور سلبی دونوں حکم ہوں بشرطیکہ جزء اول کا بیان مفصل اور جزء ثانی کا بیان مجملاً ہو جیسے بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبًا لا دائمًا پس جزء اول اگر موجبہ ہو تو مرکبہ موجبہ ہوگا نہ سالبہ ہے

اما البسائط فاحدٰى الضرورية المطلقة وهي التي حكم فيها بضرورية ثبوت المحمول للموضوع اوسلبه عنه مادام ذات الموضوع موجودة كقولك الانسان حيوان بالضرورة والانسان ليس بحجر بالضرورة والثانية الدائمة المطلقة وهي التي حكم فيها بدوام ثبوت المحمول للموضوع اوسلبه عنه مادام ذات الموضوع موجودة كقولك كل فلك متحرك دائما ولا شيء من الفلك بساكن دائما والثالثة المشروطة العامة وهي التي حكم فيها بضرورة ثبوت المحمول للموضوع اونفيه عنه مادام ذات الموضوع موصوفا بالوصف العنواني۔ والوصف العنوان عندهم ما يعبّر به عن الموضوع كقولنا كل كاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام كاتبا ولا شيء من الكاتب بساكن الاصابع بالضرورة مادام كاتبا۔

ترجمہ: بسائط سے پہلا ضروریہ مطلقہ ہے اور ضروریہ مطلقہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کا سلب موضوع سے ضروری ہونے کا حکم ہو جب تک کہ ذات موضوع موجود رہے جیسے الانسان حیوان بالضرورۃ والانسان لیس بحجر بالضرورۃ دوسرا دائمہ مطلقہ ہے اور دائمہ مطلقہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کا سلب موضوع سے دائمی ہونے کا حکم ہو جب تک ذات موضوع موجود رہے جیسے کل فلک متحرک دائما ولاشئ من الفلک بساکن دائما تیسرا مشروطہ عامہ ہے اور مشروطہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کا سلب موضوع سے ضروری ہونے کا حکم ہو جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف رہے جیسے ہمارے قول کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا ولاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا اور وصف عنوانی منطقیوں کے نزدیک وہ چیز ہے جس سے موضوع کو بیان کیا جاوے

تشریح: آٹھ بسائط میں ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، منتشرہ مطلقہ، ممکنہ عامہ، مطلقہ عامہ، اور یاد رہے کہ موضوع ومحمول کے درمیان میں نسبت ضروری ہونے کی چار صورتیں ہیں ضرورت مادام الذات یہ ضروریہ مطلقہ ہے ضرورت مادام الوصف العنوانی یہ مشروطہ عامہ ہے ضرورت فی وقت من الاوقات یہ منتشرہ مطلقہ ہے ضرورت فی الوقت المعین یہ وقتیہ مطلقہ ہے پھر یہ سمجھو کہ منطقی لوگ افراد موضوع کو ذات موضوع اور مفہوم موضوع کو وصف عنوانی کہا کرتے ہیں پس تیرے قول الانسان حیوان بالضرورۃ ضروریہ مطلقہ موجبہ ہے کہ اسمیں ذات موضوع یعنی افراد انسان موجود ہونے کے تمام اوقات میں ان کے لئے حیوان نہ ہونا ضروری ہونے کا حکم ہوا ہے اور الانسان لیس بحجر ضروریہ مطلقہ سالبہ ہے کہ اسمیں افراد انسان موجود ہونے کے تمام اوقات میں ان سے حجر ہونے کی نفی ضروری ہونے کا حکم ہوا ہے اور تیرے قول کل فلک متحرک دائما دائمہ مطلقہ موجبہ ہے کہ اسمیں فلک موضوع کے افراد موجود ہونے کے تمام اوقات میں وہ متحرک ہونا ضروری ہونے کا حکم ہوا ہے اور لاشئ من الفلک بساکن دائما دائمہ مطلقہ سالبہ ہے کہ اسمیں افراد فلک موجود ہونے کے تمام اوقات میں ان سے ساکن ہونے کی نفی دائمی ہونے کا حکم ہوا ہے اور ہمارے قول کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا مشروطہ عامہ موجبہ ہے کہ اسمیں کاتب موضوع کے افراد وصف

الرابعة العرفية العامة وهي التي حكم فيها بدوام ثبوت المحمول للموضوع او سلبه عنه مادام ذات الموضوع متصفا بالوصف العنواني كقولنا بالدوام كل كاتب متحرك الاصابع مادام كاتبا وبالدوام لاشيء من النائم بمستيقظ مادام نائما والخامسة الوقتية المطلقة وهي التي حكم فيها بضرورة ثبوت المحمول للموضوع او نفيه عنه في وقت معين من اوقات الذات كما تقول كل قمر منخسف بالضرورة وقت حيلولة الارض بينه وبين الشمس ولاشيء من القمر بمنخسف بالضرورة وقت التربيع والسادسة المنتشرة المطلقة وهي التي حكم فيها بضرورة ثبوت المحمول للموضوع او نفيه عنه في وقت غير معين من اوقات الذات نحو كل حيوان متنفس بالضرورة وقتا ما ولا من الحجر بمتنفس بالضرورة ؛

بقیہ گزشتہ صفحہ : وصف کتابت کے ساتھ متصف ہونے کے تمام اوقات میں وہ متحرک الاصابع ہونا ضروری ہونے کا حکم ہوا ہے اور لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا مشروطہ عامہ سالبہ ہے کہ اسمیں افراد کاتب وصف کتابت کے ساتھ متصف ہونے کے تمام اوقات میں ان سے ساکن الاصابع ہونے کی نفی ضروری ہونے کا حکم ہوا ہے

ترجمہ : چوتھا عرفیہ عامہ ہے اور عرفیہ عامہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کا سلب موضوع سے دائمی ہونے کا حکم ہو جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف رہے جیسے ہمارے قول بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا و بالدوام لاشئ من النائم بمستیقظ مادام نائما پانچواں وقتیہ مطلقہ ہے اور وقتیہ مطلقہ وہ قضیہ موجبہ ہے جسمیں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کا سلب موضوع سے ذات موضوع موجود ہونے کے وقت معین میں ضروری ہونے کا حکم ہو جیسے تم کہتے ہو کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس لاشئ من القمر بمنخسف بالضرورۃ وقت التربیع چھٹا منتشرہ مطلقہ ہے اور منتشرہ مطلقہ وہ قضیہ موجبہ ہے جسمیں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کا سلب موضوع سے ضروری ہونے کا حکم ہو ذات موضوع موجود ہونے کے اوقات سے غیر معین وقت میں جیسے کل حیوان بمتنفس بالضرورۃ وقتا ما ولاشئ من الحجر بمتنفس بالضرورۃ ؛

تشریح : بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا عرفیہ عامہ موجبہ ہے کہ اسمیں افراد کاتب وصف کتابت کے ساتھ متصف ہونے کے تمام اوقات میں ان کے لئے متحرک الاصابع ہونا دائمی ہونیکا حکم ہوا ہے اور بالدوام لاشئ من النائم بمستیقظ مادام نائما ۔ عرفیہ عامہ سالبہ ہے کہ اسمیں نائم موضوع کے افراد وصف کے ساتھ متصف ہونے کے تمام اوقات میں ان سے مستیقظ یعنی بیدار ہونے والا ہونے کی نفی دائمی ہونے کا حکم ہوا ہے اور کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس وقتیہ مطلقہ موجبہ ہے کہ اسمیں قمر کے ہر فرد کیلئے گہن ثابت ہونا ضروری ہونے کا حکم ہوا ہے قمر و شمس کے مابین زمین حائل ہونے کے وقت میں اور لاشئ من القمر بمنخسف وقت التربیع بالضرورۃ وقتیہ مطلقہ سالبہ ہے کہ اسمیں قمر کے ہر فرد سے گہن منتفی ہونا ضروری ہونے کا حکم ہوا ہے تربیع کے وقت یعنی جب قمر و شمس کے مابین تین برج کے فاصلہ ہو ۔ اور کل حیوان متنفس بالضرورۃ وقتا ما منتشرہ مطلقہ موجبہ ہے کہ اس میں حیوان کے ہر فرد کیلئے سانس لینے والا ہونا ضروری ہونے کا حکم ہوا تو وہ موجود ہونے کے ایک غیر معین وقت میں باقی صفحہ ۵۹

والسابعة المطلقة العامة وهي التي حكم بوجود المحمول للموضوع او سلبه عنه بالفعل اعني في احد الازمنة الثلثة كقولك كل انسان ضاحك بالفعل ولا شئ من الانسان بضاحك بالفعل والثامنة الممكنة العامة وهي التي حكم فيها بسلب ضرورة الجانب المخالف كقولك كل نار حارة بالامكان العام ولا شئ من النار بارد بالامكان العام

فصل في المركبات المركبة قضية تركبت حقيقتها من ايجاب وسلب والاعتبار في تسميتها موجبة او سالبة للجزء الاول فان كان الجزء الاول موجبا كقولك بالضرورة كل كاتب متحرك الاصابع مادام كاتبا لا دائما سميت القضية موجبة وان كان الجزء الاول سالبا كقولنا بالضرورة لا شئ من الكاتب بساكن الاصابع مادام كاتبا لا دائما سميت سالبة

بقیہ گذشتہ صفحہ: ـ کیونکہ حیوان جب سانس نکالتا ہے اسوقت سانس لیتا نہیں اور لا شئ من الحجر بمتنفس بالضرورۃ. منتشرہ مطلقہ سالبہ ہے کہ اسمیں حجر کے ہر فرد سے سانس لینے والا ہونے کی نفی ضروری ہونے کا حکم ہوا ہے کیونکہ سانس لینا حیوان کا خاصہ ہے اور حجر یعنی پتھر حیوان نہیں :

ترجمہ: اور ساتواں قضیہ مطلقہ عامہ ہے. مطلقہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کا سلب موضوع کیلئے تین زمانوں سے کسی ایک زمانہ میں ہونے کا حکم ہو جیسے تیرے قول کل انسان ضاحک بالفعل ولا شئ من الانسان بضاحک بالفعل. آٹھواں قضیہ ممکنہ عامہ ہے ممکنہ عامہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں قضیہ کی جانب مخالف ضروری نہ ہونے کا حکم ہو جیسے تیرے قول کل نار حارۃ بالامکان العام ولا شئ من النار ببارد بالامکان العام (فصل) یہ فصل قضایا موجہات مرکبات میں مرکبہ وہ قضیہ ہے جس کی حقیقت ایجاب و سلب دونوں سے مرکب ہو اور اعتبار موجبہ اور سالبہ نام رکھنے میں جزو اول کا ہے پس اگر جزو اول موجبہ ہو تو مرکب کا نام موجبہ رکھا جائیگا اور اگر جزو اول سالبہ ہو تو مرکب کا نام سالبہ رکھا جاوے گا جیسے تیرے قول بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما اور بالضرورۃ لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما ۔

تشریح: کل انسان ضاحک بالفعل مطلقہ عامہ موجبہ ہے اسمیں افراد انسان موجود ہونے کے تین زمانوں سے کسی ایک زمانہ میں ان کے ہنسنے والا ہونے کا حکم ہوا ہے اور لا شئ من الانسان بضاحک بالفعل مطلقہ عامہ سالبہ ہے کہ اسمیں افراد انسان موجود ہونے کے تین زمانوں سے کسی ایک زمانہ میں ان سے ہنسنے والا ہونے کی نفی کا حکم ہوا ہے کیونکہ انسان کبھی ہنستا ہے اور کبھی نہیں ہنستا اور تین زمانوں سے مراد زمانہ ماضی زمانہ حال زمانہ استقبال ہے اور کل نار حارۃ بالامکان العام ممکنہ عامہ موجبہ ہے کہ اسمیں آگ گرم ہونا ضروری نہ ہونے کا حکم ہوا ہے اور آگ گرم نہ ہونا نسبت قضیہ کی جانب مخالف ہے اور جانب موافق آگ گرم ہونا ہے اور لا شئ من النار ببارد بالامکان العام ممکنہ عامہ سالبہ ہے کہ اسمیں آگ کا کوئی فرد گرم ہونا ضروری نہ ہونے کا حکم ہو ہے کیونکہ آگ ٹھنڈی ہونی قضیہ کی جانب موافق تھی اور جانب مخالف آگ گرم ہونی ہوگی اور اس جانب مخالف جانب سے سلب ضرورت : مطلب آگ گرم ہونا ضروری

ومن المركبات المشروطة الخاصة وهي المشروطة العامة مع قيد اللادوام بحسب الذات و مر مثالها ايجاباً وسلباً ومنها العرفية الخاصة وهي العرفية العامة مع قيد اللادوام بحسب الذات كما تقول دائماً كل كاتب متحرك الاصابع مادام كاتباً لا دائماً ودائماً لاشئ من الكاتب بساكن الاصابع مادام كاتبا لا دائما ومنها الوجودية اللاضرورية وهي المطلقة العامة مع قيد اللاضرورة بحسب الذات كقولنا كل انسان كاتب بالفعل لا بالضرورة في الايجاب ولاشئ من الانسان بكاتب بالفعل لا بالضرورة في السلب ومنها الوجودية اللادائمة وهي المطلقة العامة مع قيد اللادوام بحسب الذات كقولك في الايجاب كل انسان ضاحك بالفعل لا دائما وقولك في السلب لاشئ من الانسان بضاحك بالفعل لادائما ۔

بقیہ: ضروریات ہوتا ہے ۔ قضیۂ موجہہ مرکبہ میں دو باتوں کی ضرورت ہے جن دو قضیوں سے مرکب ہوان سے پہلے قضیہ کا ذکر مفصلا اور ثانی قضیہ کا ذکر مجمل ہوتا (۲) دونوں قضیوں سے اگر اول موجبہ ہو تو ثانی سالبہ ہوتا اور اگر اول سالبہ ہو تو ثانی موجبہ ہوتا پس کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لادائما ۔ مشروطۂ خاصہ موجبہ ہے اور لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لادائما مشروطۂ خاصہ سالبہ ہے اور ان دونوں کی تفصیل آگے آرہی ہے ۱۲

ترجمہ: اور مرکبات سے مشروطۂ خاصہ ہے اور مشروطۂ خاصہ وہ مشروطۂ عامہ ہے جس کے ساتھ لادوام بحسب الذات کی قید ہو اور اسکی موجبہ و سالبہ کی مثال گذر چکی ہے اور مرکبات سے عرفیہ خاصہ ہے اور عرفیہ خاصہ وہ عرفیہ عامہ ہے جس کے ساتھ لادوام بحسب الذات کی قید ہو جیسے تو کہتا ہے دائما کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما اور لادائما لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما اور مرکبات وجودیہ لاضروریہ ہے وجودیہ لاضروریہ وہ مطلقہ عامہ ہے جس کے ساتھ لاضرورت بحسب الذات کی قید ہو جیسے ہمارے قول ایجاب میں کل انسان کاتب بالفعل لا بالضرورۃ اور سلب میں لاشئ من الانسان بکاتب بالفعل لا بالضرورۃ اور مرکبات سے وجودیہ لادائمہ ہے وجودیہ لادائمہ وہ مطلقۂ عامہ ہے جس کے ساتھ لادوام بحسب الذات کی قید ہو جیسے تیرے قول ایجاب میں کل انسان ضاحک بالفعل لا دائما اور سلب میں لاشئ من الانسان بضاحک بالفعل لادائما ۔

تشریح: بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لادائما مشروطۂ خاصہ موجبہ ہے اور اس کا جزو اول مشروطۂ عامہ موجبہ اور جزو ثانی مطلقۂ عامہ سالبہ ہے یعنی لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالفعل جس کی طرف لادائما کے ساتھ اشارہ ہوا ہے۔
اور بالضرورۃ لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لادائما مشروطۂ خاصہ سالبہ ہے اور اس کے جزو اول مشروطۂ عامہ سالبہ اور جزو ثانی مطلقۂ عامہ موجبہ ہے یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل جس کی طرف لادائما سے اشارہ ہوا ہے اور کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لادائما ، عرفیہ خاصہ موجبہ ہے اور اس کے جزو اول عرفیہ موجبہ اور جزو ثانی مطلقۂ عامہ سالبہ ہے جس کی طرف لادائما کے ساتھ اشارہ ہوا ہے اور دائما لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لادائما عرفیہ خاصہ سالبہ ہے اور اسکی جزو اول عرفیہ عامہ سالبہ ہے

ومنها الوقتية وهي الوقتية المطلقة اذا قيد باللادوام بحسب الذات كقولنا بالضرورة كل قمر منخسف وقت حيولة الارض بينه وبين الشمس لا دائما بالضرورة لاشئ من القمر بمنخسف وقت التربيع لا دائما ومنها المنتشرة وهي المنتشرة المطلقة المقيدة باللادوام بحسب الذات مثالها بالضرورة كل انسان متنفس في وقت ما لا دائما وبالضرورة لاشئ من الانسان بمتنفس وقتا ما لا دائما منها الممكنة الخاصة وهي التي حكم فيها بارتفاع الضرورة المطلقة عن جانبي الوجود والعدم جميعا كقولك بالامكان الخاص كل انسان ضاحك وبالامكان الخاص لاشئ من الانسان بضاحك

فصل ۔ اللادوام اشارة الى مطلقة عامة واللاضرورة اشارة الى ممكنة عامة فاذا قلت كل انسان متعجب بالفعل لا دائما فكانك وقلت كل انسان متعجب بالفعل ولاشئ من الانسان متعجب بالفعل واذا قلت كل حيوان ماش بالفعل بالضرورة فكانك قلت كل حيوان ماش بالفعل ولاشئ من الحيوان بماش بالفعل بالامكان العام

بقیہ : اور جزء ثانی مطلقہ عامہ موجبہ ہے جس کی طرف لا دائما سے اشارہ ہوا ہے اور کل انسان کاتب بالفعل لا بالضرورۃ وجودیہ لاضروریہ موجبہ ہے اور اس کا جزء اول مطلقہ عامہ موجبہ ہے اور جزء ثانی ممکنہ عامہ سالبہ ہے یعنی لاشئ من الانسان بکاتب بالامکان العام جسکی طرف لا بالضرورۃ کے ساتھ اشارہ ہوا ہے اور لاشئ من الانسان بکاتب بالفعل لا بالضرورۃ وجودیہ لاضروریہ سالبہ ہے اور اس کے جزء اول مطلقہ عامہ سالبہ ہے اور جزء ثانی ممکنہ عامہ موجبہ ہے یعنی کل انسان کاتب بالامکان العام اور کل انسان ضاحک بالفعل لا دائما وجودیہ لا دائمہ موجبہ ہے اور اس کے جزء اول مطلقہ عامہ موجبہ اور جزء ثانی مطلقہ عامہ سالبہ ہے اور لاشئ من الانسان بضاحک بالفعل دائما وجودیہ لا دائمہ سالبہ ہے اور اس کے جزء اول مطلقہ عامہ سالبہ اور جزء ثانی مطلقہ عامہ موجبہ ہے ۔

ترجمہ : اور مرکبات سے وقتیہ ہے اور وقتیہ وقتیہ مطلقہ ہے جس کو لادوام بحسب الذات کی قید کے ساتھ مقید کیا گیا ہو جیسے ہمارے قول بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس لا دائما بالضرورۃ ولاشئ من القمر بمنخسف وقت التربیع لا دائما اور مرکبات سے منتشرہ ہے اور منتشرہ وہ منتشرہ مطلقہ ہے جس کو لادوام بحسب الذات کی قید سے مقید کیا گیا ہو اسکی مثال بالضرورۃ کل انسان متنفس فی وقت ما لا دائما اور بالضرورۃ لاشئ من الانسان بمتنفس وقتا ما لا دائما اور مرکبات سے ممکنہ خاصہ ہے اور ممکنہ خاصہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں جانب موافق اور جانب مخالف دونوں ضروری نہ ہونے کا حکم ہوا ہو جیسے تیرے قول بالامکان الخاص کل انسان ضاحک و بالامکان الخاص لاشئ من الانسان بضاحک ۔

تشریح : بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس لا دائما وقتیہ موجبہ ہے اور اس کے جزء اول وقتیہ مطلقہ موجبہ اور جزء ثانی مطلقہ عامہ سالبہ ہے ای لاشئ من القمر بمنخسف بالفعل اور بالضرورۃ لاشئ من القمر بمنخسف / باقی آئندہ صفحہ پر

باب الشرطیات

قد عرفت معنی الشرطیة وهی التی تنحل الی قضیتین والاٰن نھدیك الی اقسامها ونرشدك الی احکامها فاعلم ایها الفطن اللبیب والذکی لاریب ان الشرطیة قسمان احدهما المتصلة وثانیهما المنفصلة۔ اما المتصلة فهی التی حکم فیها بثبوت نسبة علی تقدیر نسبة اخری فی الایجاب وبنفی نسبة اخری فی السلب کقولنا فی الایجاب ان کان زید انسانا کان حیوانا وقولنا فی السلب لیس البتة اذا کان زید انسانا کان فرسا ثم المتصلة صنفان کان ذلك الحکم لعلاقة بین المقدم والتالی سمیت لزومیة کما مرّ۔

بقیہ گزشتہ صفحہ:۔ وقت التربیع لا دائما وقتیہ سالبہ ہے اور اس کے جزو اول وقتیہ مطلقہ سالبہ ہے اور جزو ثانی مطلقہ عامہ موجبہ ہے ای کل قمر منخسف بالفعل اور بالضرورۃ کل انسان متنفس فی وقت ما لا دائما منتشرہ موجبہ ہے اور اس کے جزو اول منتشرہ مطلقہ موجبہ اور جزو ثانی مطلقہ عامہ سالبہ ہے ای لاشئ من الانسان بمتنفس بالفعل اور بالضرورۃ لاشئ من الانسان بمتنفس وقتا ما لا دائما منتشرہ سالبہ ہے اور اس کے جزو اول منتشرہ مطلقہ سالبہ اور جزو ثانی مطلقہ عامہ موجبہ ہے ای کل انسان متنفس بالفعل اور بالامکان الخاص کل انسان ضاحک ممکنہ خاصہ موجبہ ہے اور اس کے جزو اول ممکنہ عامہ موجبہ اور جزو ثانی ممکنہ عامہ سالبہ ہے ای کل انسان ضاحک بالامکان العام ولاشئ من الانسان بضاحک بالامکان العام اور بالامکان الخاص لاشئ من الانسان بضاحک ممکنہ خاصہ سالبہ ہے اور اس کے جزو اول ممکنہ عامہ موجبہ اور جزو ثانی ممکنہ عامہ سالبہ ہے ای کل انسان ضاحک بالامکان العام اور لاشئ من الانسان بضاحک بالامکان العام اور بالامکان الخاص لاشئ من الانسان بضاحک ممکنہ خاصہ سالبہ ہے اور اس کے جزو اول ممکنہ عامہ سالبہ اور جزو ثانی ممکنہ عامہ موجبہ ہے ای لاشئ من الانسان بضاحک بالامکان العام وکل انسان ضاحک بالامکان العام (ترجمہ فصل ثالث) لادوام مطلقہ عامہ کی طرف اور لاضرورۃ ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہے پس جب کل انسان متعجب بالفعل لا دائما ہے تو پس گویا کہ تم نے کہا کل انسان متعجب بالفعل لاشئ من الانسان متعجب بالفعل اور جب کہے تو کل حیوان ماش بالفعل لا بالضرورۃ پس گویا کہ تم نے کہا کل حیوان ماش بالفعل ولاشئ من الحیوان بماش بالامکان العام لادوام لاضرورت کی تفصیل آگے کر دی گئی لہذا دوبارہ نہیں لکھا گیا۔

ترجمہ: تم نے قضیہ شرطیہ کے معنی (شروع تصدیقات میں) جان لیا ہے کہ شرطیہ وہ قضیہ ہے جو دو قضیہ کی طرف منحل ہو اب ہم تم کو اس کے اقسام واحکام بتلاتے ہیں پس تم جان لو اے تیز فہم دانشمند اور سمجھدار عقلمند کہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں ایک متصلہ دوسرا منفصلہ متصلہ وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ ایک نسبت دوسری نسبت کی تقدیر پر ثابت ہے (حالت ایجاب میں) یا ایک نسبت کو مان لینے پر دوسری نسبت کی نفی کا حکم کیا گیا ہو (حالت سلب میں) جیسے ہمارے قول ایجاب میں ان کان زید انسانا کان حیوانا اور ہمارے قول سلب میں لیس البتہ اذا کان زید انسانا کان فرسا پھر متصلہ کی دو قسمیں ہیں (لزومیہ اتفاقیہ) لزومیہ وہ متصلہ ہے جس میں حکم اس علاقہ کی وجہ سے ہو جو مقدم اور تالی کے

وان كان ذلك الحكم بدون العلاقة سميت اتفاقية كقولك اذا كان الانسان ناطقا فالحمار ناهق والعلاقة في عرفهم عبارة عن احد الامرين اما ان يكون احدهما علة للآخر او كلاهما معلولين لثالث واما ان يكون بينهما علاقة التضايف والتضايف هو ان يكون تعقل احدهما موقوفا على تعقل الآخر كالابوة والبنوة فاذا قلت ان كان زيد ابا لعمرو كان عمرو ابناله يكون شرطية متصلة بين طرفيها علاقة التضايف واما المنفصلة فهي التي حكم فيها بالتنافي بين شيئين وموجبة والسلب التنافي بينهما في سالبة۔

بقیہ گزشتہ صفحہ: **تشریح**: انحلال قضیہ کے معنی اداۃ اتصال وانفصال کو حذف کرکے حکم رابطہ کو ساقط کردینا ہے۔ پس قضیہ حملیہ وہ قضیہ ہے جس کی انحلال کے بعد دونوں طرف بالقوۃ دو قضیئے ہوجاویں اور اس کے مقابل میں جو وہ قضیہ ہے جس کی انحلال کے بعد دونوں ایک طرف مفرد ہوجاوے اسی طور پر دونوں کی تعریف کے بعد زید قائم یضادہ زید لیس بقائم پر شرطیہ کی تعریف صادق نہ آئے گی اور شرطیہ متصلہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک نسبت کے ثبوت کا حکم ہو دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر یا ایک نسبت کی نفی کا حکم ہو دوسری نسبت کی تقدیر پر اول شرطیہ متصلہ موجبہ جیسے ان کان زید انسانا کان حیوانا میں زید کے انسان ہونے کی تقدیر پر حیوان ہونے کا حکم ہوا ہے پھر متصلہ کی دو قسمیں ہیں لزومیہ اور اتفاقیہ۔ متصلہ لزومیہ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم وتالی کے درمیان علاقہ کی وجہ سے اتصال کا حکم ہوا ہو جیسے ان کان زید انسانا کان حیوانا متصلہ لزومیہ موجبہ ہے اور لیس البتۃ اذا کان زید انسانا کان فرسا متصلہ لزومیہ سالبہ ہے اول میں زید انسان اور زید حیوان کے مابین علاقہ کی وجہ سے حکم اتصال اور ثانی میں زید انسان اور زید فرس کے مابین سلب اتصال کا حکم ہوا ہے۔

ترجمہ: اور اتفاقیہ متصلہ ہے جس میں حکم بغیر علاقہ ہو جیسے تیرے قول اذا کان الانسان ناطقا فالحمار ناہق اور علاقہ منطقیوں کی اصطلاح میں دو چیزوں سے ایک کہا جاتا ہے (۱) مقدم وتالی میں سے ایک دوسرے کی علت ہو یا دونوں کسی تیسری چیز کا معلول ہوں (یعنی تیسری چیز علت ہو اور یہ دونوں معلول ہوں) (۲) مقدم وتالی کے مابین علاقہ تضایف ہوگا اور تضایف وہ ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہوتا ہے جیسے ابوۃ اور بنوۃ پس جب کہ تو ان کان زید ابا لعمرو کان عمرو ابناله یہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم وتالی کے مابین علاقہ تضایف ہے اور منفصلہ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے مابین منافاۃ کا حکم ہو (موجبہ میں) اور سلب منافاۃ کا حکم ہو (سالبہ میں)

تشریح: اور متصلہ اتفاقیہ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم وتالی کے مابین بغیر علاقہ اتصال کا حکم ہوا ہو جیسے اذا کان الانسان ناطقا فالحمار ناہق میں انسان ناطق ہونے اور ناہق ہونے کے مابین کوئی علاقہ نہیں ہے مقدم وتالی کے مابین علاقہ دو طرح ہو سکتا ہے اور قسم اول کی دو صورتیں ہیں ایک دوسرے کی علت ہونا یا دوسری چیز کا معلول ہونا جیسے ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود میں مقدم یعنی طلوع شمس تالی یعنی وجود نہار کیلئے علت ہے اور ان کان النہار موجودا فالشمس طالعۃ میں تالی مقدم کیلئے علت ہے اور ان کان العالم مضیئا کان النہار موجودا میں مقدم وتالی دونوں طلوع شمس علت کے معلول ہیں۔ علاقہ کی دوسری قسم مقدم وتالی کے مابین علاقہ تضایف ہوتا ہے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہوتا ہے جیسے ان کان زید ابا لعمرو کان عمرو ابناله میں ابوۃ زید کا سمجھنا بنوۃ عمرو پر موقوف ہے کیونکہ بغیر فرزند باپ نہیں ہو سکتا اور بغیر باپ فرزند نہیں بن سکتا۔ اور بنوۃ عمرو کا سمجھنا ابوۃ زید پر موقوف ہے۔ اور شرطیہ منفصلہ موجبہ وہ قضیہ ہے جس میں مقدم وتالی کے مابین منافات ہونے کا حکم ہو اور منفصلہ سالبہ وہ قضیہ ہے جس میں مقدم وتالی کے مابین منافات نہ ہونے کا حکم ہو

فصل الشرطية المنفصلة على ثلثة اضرب لانها ان حكم فيها بالتنافي او بعدمه بين النسبتين في الصدق والكذب معًا كانت المنفصلة حقيقية كما تقول هذا العدد اما زوج او فرد فلا يمكن اجتماع الزوجية والفردية في عدد معين ولا ارتفاعهما وان حكم فيها بالتنافي او بعدمه صدقا فقط كانت مانعة الجمع كقولك هذا الشئ اما شجر او حجر فلا يمكن ان يكون شئ معين حجرا و شجرا معًا ويمكن ان لا يكون شيئا منهما وان حكم فيها بالتنافي او سلبه كذبًا فقط كانت مانعة الخلو كقول القائل اما ان يكون زيد في البحر او لا يغرق فارتفاعهما بان لا يكون زيد في البحر ويغرق محال وليس اجتماعهما محالاً بان يكون في البحر ولا يغرق —

ترجمہ شرطیہ منفصلہ تین قسم پر ہے اس لئے کہ تنافی اور لاتنافی بین النسبتین صدق وکذب دونوں میں ہوگا تو منفصلہ حقیقیہ ہے جیسے ہذا العدد اما زوج او فرد کیونکہ ایک معین عدد نہ ایک ساتھ دونوں جوڑ بے جوڑ ہوسکتا ہے نہ یہ ممکن ہے کہ جوڑ بھی نہ ہو اور بے جوڑ بھی نہ ہو اور اگر تنافی اور لاتنافی کا حکم صرف صدق میں ہو تو وہ منفصلہ مانعۃ الجمع ہے جیسے ہذا الشئ اما شجر او حجر سو یہ ممکن نہیں کہ ایک معین شئ حجر بھی ہو شجر بھی ہو اور ممکن ہے کہ وہ معین شئ شجر بھی نہ ہو اور حجر بھی نہ ہو بلکہ اور کوئی شئ ہو اور اگر تنافی یا سلب تنافی کا حکم صرف کذب میں ہو تو یہ شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہوگا کقول القائل اما ان یکون زید فی البحر او لا یغرق پس اول کا ارتفاع ان لا یکون زید فی البحر اور لا یغرق کا حکم ارتفاع یغرق اور یہ محال ہے اور ان کا اجتماع محال نہیں کیونکہ زید پانی میں ہو کے نہ ڈوبا ہوسکتا ہے —

تشریح : منفصلہ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس کی دونوں نسبتوں کے ایک دوسرے کے منافی ہونے کا حکم ہو پس اگر دونوں نسبتیں ایک ساتھ صادق آنے میں منافاۃ کے ساتھ کاذب ہونے میں بھی منافات ہو تو وہ منفصلہ حقیقیہ موجبہ ہے جیسے ہذا العدد اما زوج او فرد کہ اسکی دو نسبتیں نہ ایک ساتھ صادق آسکتی ہیں نہ کاذب ہوسکتی ہیں کیونکہ عدد معین جوڑ اور بے جوڑ ایک ساتھ صادق نہیں ہوسکتا نہ یہ ممکن ہے کہ عدد معین جوڑ بھی نہ ہو اور بے جوڑ بھی نہ ہو اور اگر دونوں نسبتوں کے ایک ساتھ صادق آنے سے سلب منافاۃ ہونے کے ساتھ ساتھ کاذب ہونے سے بھی سلب منافاۃ ہو تو وہ منفصلہ حقیقیہ سالبہ ہے جیسے لیس البتۃ اما ان یکون ہذا العدد زوجًا او منقسمًا بمتساویین کہ اسکی دونوں نسبتیں نہ ایک ساتھ صادق آنے سے منافاۃ ہے نہ کاذب ہونے میں کیونکہ جو عدد زوج ہے وہ برابر حصوں میں منقسم ہوتا ہے اور جو عدد فرد ہے وہ نہ زوج ہوسکتا ہے نہ دو برابر حصوں پر منقسم ہوسکتا ہے اور اگر دونوں نسبتیں ایک ساتھ صرف صادق آنے میں منافاۃ ہو اور کاذب ہونے میں منافاۃ نہ ہو تو وہ منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ ہے جیسے ہذا الشئ اما شجر او حجر کہ اسکی دونوں نسبتیں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتیں کیونکہ شئ واحد ایک ساتھ شجر و حجر دونوں نہیں آسکتا ہے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ شئ حجر بھی نہ ہو شجر بھی نہ ہو مثلاً انسان ہو اور اگر صرف دونوں نسبتوں کے ایک ساتھ صادق آنے سے سلب منافاۃ ہو تو منفصلہ مانعۃ الجمع سالبہ ہے جیسے لیس البتۃ اما ان یکون ہذا الانسان حیوان او لا اسود کہ ان دونوں نسبتوں کے ایک ساتھ صادق آنے میں منافاۃ نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ انسان حیوان بھی ہو اور اسود بھی اور اگر دونوں نسبتیں ایک ساتھ صرف کاذب

فصل - المنفصلۃ باقسامہا الثلٰثۃ قسمان عنادیۃ واتفاقیۃ والعنادیۃ عبارۃ عن ان یکون فیہ التنافی بین الجزئین لذاتیہما والاتفاقیۃ عبارۃ ان یکون فیہ التنافی بمجرد الاتفاق

بقیہ گزشتہ صفحہ ہو کہ دونوں نسبتوں کے ایک ساتھ صرف کاذب ہونے میں منافاۃ ہے کیونکہ زید فی البحر کا ارتفاع زید لیس فی البحر اور زید لا یغرق کا ارتفاع زید یغرق اور یہ ممکن نہیں کہ زید پانی میں نہ ہو اور ڈوب جائے البتہ ان دونوں کے اجتماع میں منافاۃ نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ زید پانی میں ہو اور نہ ڈوبے مثلاً وہ کشتی پر ہو اور اگر دونوں نسبتیں صرف کاذب ہونے میں سلب منافاۃ کا حکم ہو تو وہ منفصلہ مانعۃ الخلو سالبہ ہے جیسے لیس البتۃ اما ان یکون ہٰذا الشئ انسانا او فرسا کہ ان دونوں نسبتوں کے ارتفاع میں منافاۃ نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ شئی معین انسان بھی نہ ہو اور فرس بھی نہ ہو بلکہ شجر ہو البتہ دونوں ایک ساتھ صادق آنے میں منافاۃ ہے کیونکہ شئ واحد انسان وفرس دونوں ایک ساتھ نہیں ہو سکتا پس اولاً منفصلہ کی تین قسمیں ہوئیں حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو، پھر ہر ایک موجبہ ہے یا سالبہ پس کل چھ قسمیں ہو گئیں ہر ایک کو الگ الگ مثال کے ذریعہ سمجھ لو ۔

ترجمہ : منفصلہ کی تینوں قسمیں یعنی حقیقیہ مانعۃ الجمع مانعۃ الخلو منقسم ہوتی ہیں ۔ عنادیہ اور اتفاقیہ کی طرف ۔ اور عنادیہ وہ منفصلہ ہے جس کے دونوں جزو کی تنافی ذاتی ہو اور اتفاقیہ وہ منفصلہ ہے جس میں دونوں جزو کی تنافی اتفاقی ہو ۔

تشریح : اب منفصلہ چھ قسمیں ہو گئیں حقیقیہ عنادیہ حقیقیہ اتفاقیہ مانعۃ الجمع عنادیہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ مانعۃ الخلو عنادیہ مانعۃ الخلو اتفاقیہ پس منفصلہ کی دونوں نسبتوں کے مابین اگر منافاۃ بتقاضائے ذات نسبتیں ہو تو عنادیہ ورنہ اتفاقیہ ہے چنانچہ گزشتہ سب مثالیں عنادیہ کی تھیں کیونکہ مثال حقیقیہ میں زوج و فرد کے درمیان مانعۃ الجمع میں شجر اور حجر کے درمیان مانعۃ الخلو میں زید پانی میں نہ ہونے اور ڈوبنے کے مابین منافاۃ ذاتی ہے یعنی ایک کی ذات دوسرے کا منافی ہے اب صرف اتفاقیہ کی مثالیں پیش کرتا ہوں منفصلہ حقیقیہ اتفاقیہ جیسے ایک گورا اور جاہل آدمی کے متعلق کہا جاوے " اما ان یکون ہٰذا اسود او جاہلا " کیونکہ اس مادۂ خاص میں دونوں نسبتیں نہ ایک ساتھ صادق آسکتی ہیں نہ دونوں ایک ساتھ کاذب ہو سکتی ہیں مگر اس فرضی شخص کی ذات سیاہ ہونے کا منافی نہیں ہے لہٰذا یہ منافاۃ اتفاقی ہوئی منفصلہ مانعۃ الجمع اتفاقیہ جیسے اگر مادۂ مرقوم میں کہا جاوے اما ان یکون ہٰذا اسود عالما کیونکہ اس مادہ میں دونوں نسبتیں ایک ساتھ مرتفع ہو سکتی ہیں مثلاً وہ کالا نہ ہو بلکہ گورا ہو اور عالم نہ ہو بلکہ جاہل ہو مگر ایک ساتھ مجتمع نہیں ہو سکتیں اور یہ منافاۃ فی الصدق محض اتفاقی ہے منفصلہ مانعۃ الخلو اتفاقیہ جیسے اگر مادۂ مرقوم میں کہا جاوے ۔ اما ان یکون ہٰذا ابیض او جاہلا کیونکہ اس مادہ میں دونوں نسبتیں ایک ساتھ مجتمع ہو سکتی ہیں مگر مرتفع نہیں ہو سکتیں یعنی یہ شخص گورا اور جاہل نہ ہو کیونکہ اس شخص کو گورا اور جاہل مان لیا گیا ہے پس یہ منافاۃ فی الکذب بھی محض اتفاقی ہے ۔

نوٹ : متصلہ میں مقدم و تالی کے مابین حکم بالاتصال اور منفصلہ میں حکم بالانفصال ہونے کے سبب سے ان کو متصلہ اور منفصلہ کہا جاتا ہے اور جس منفصلہ کے اندر صدق و کذب دونوں میں منافاۃ ہو اس کا نام حقیقیہ رکھا جاتا ہے کیونکہ حقیقی انفصال اسی میں ہوتا ہے اور جس منفصلہ کے اندر صرف کذب میں منافاۃ ہو اس کو مانعۃ الجمع کہا جاتا ہے کیونکہ اسکی دونوں نسبتیں جمع ہونے میں منافاۃ ہے اور جس منفصلہ کے اندر صرف کذب میں منافاۃ ہو وہی مانعۃ الخلو ہے کیونکہ اسکی دونوں نسبتیں ایک ساتھ خالی نہیں ہو سکتیں اور اس خلو کو اصطلاح میں ارتفاع نسبت کہا جاتا ہے ۱۲

فصل اعلم انہ کما تنقسم الحملیۃ الی الشخصیۃ والمحصورۃ والمھملۃ کذلک الشرطیۃ تنقسم الیٰ ھٰذہ الاقسام الا ان القضیۃ الطبعیۃ لا تتصور ھٰھُنا ثم التقادیر فی الشرطیۃ بمنزلۃ الافراد فی الحملیۃ فان کان الحکم علی تقدیر معین و وضع خاص سمیت الشرطیۃ شخصیۃ کقولنا ان جئتنی الیوم اکرمک وان کان الحکم علی جمیع تقادیر المقدم سُمّیت کلیۃ نحو کلما کانت الشمس طالعۃ کان النھار موجودًا وان کان الحکم علی بعض التقادیر کانت جزئیۃ کما فی قولنا قد یکون اذا کان الشیئ حیوانًا کانت انسانًا وان ترک ذکر التقادیر کلًا وبعضًا کانت مھملۃ نحو ان زید انسانًا کان حیوانًا

ترجمہ جان لو کہ حملیہ کے مانند شرطیہ بھی شخصیہ محصورہ و مہملہ کی طرف منقسم ہوتا ہے مگر قضیہ طبعیہ شرطیہ میں متصور نہیں پھر تقادیر شرطیہ میں حملیہ کے افراد کے مرتبہ میں ہیں سو اگر حکم کسی معین تقدیر اور خاص وضع پر ہو تو شرطیہ کا نام شخصیہ رکھا جاتا ہے جیسے ان جئتنی الیوم اکرمک اور اگر حکم مقدم کی تمام تقادیر پر ہو تو شرطیہ کا نام کلیہ رکھا جاتا ہے جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النھار موجودا اور اگر حکم مقدم کی بعض تقادیر پر ہو تو شرطیہ جزئیہ ہوتا ہے جیسے ہمارے قول قد یکون اذا کان الشی حیوانا کان انسانا ،، اور اگر مقدم کی کل تقادیر یا بعض تقادیر کا ذکر چھوڑ دیا جاوے تو شرطیہ مہملہ ہوگا جیسے ان کان زید انسانا کان حیوانا شرطیہ مہملہ ہے ۱۲

تشریح : مقدم کی تقادیر سے مراد مقدم کی حالتیں ہیں خواہ واقعی حالت ہوں یا فرضی لیکن شرط یہ ہے کہ ان حالات کا مقدم کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہو پس اگر مقدم کی ایک خاص حالت میں تالی کے ساتھ حکم ہو تو وہ شخصیہ ہے جیسے ان جئتنی الیوم اکرمک میں زید صرف آج آنے کی تقدیر پر اکرام کا وعدہ ہے اور اگر مقدم کی کل حالتوں میں تالی کے ساتھ حکم ہو تو شرطیہ محصورہ کلیہ ہے جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النھار موجودا میں طلوع شمس کی تمام صورتوں میں وجود نہار کا حکم ہوتا ہے اور اگر مقدم کی بعض حالتوں میں تالی کے ساتھ حکم ہو تو شرطیہ محصورہ جزئیہ ہے جیسے قد یکون اذا کان الشی حیوانا کان انسانا میں شی حیوان ہونے کی تقدیر پر انسان ہونے کا حکم ہوا ہے اور اگر وہ شی حیوان نہ ہو تو یہ حکم بھی نہ ہوگا اور ان کان زید انسانا کان حیوانا شرطیہ مہملہ ہے کیونکہ اسمیں زید انسان ہونے کی تقدیر پر حیوان ہونے کا حکم ہونے کی تصریح نہیں کی گئی ہے بلکہ مطلقا کہا گیا ہے کہ زید انسان ہونے کی حالت میں حیوان ہوگا پس متصلہ محصورہ ہونے کی صورت میں اسکی چار قسمیں ہونگی متصلہ موجبہ کلیہ متصلہ سالبہ کلیہ متصلہ موجبہ جزئیہ متصلہ سالبہ جزئیہ اسی طرح منفصلہ کی بھی چار قسمیں ہیں منفصلہ موجبہ کلیہ منفصلہ سالبہ کلیہ منفصلہ موجبہ جزئیہ منفصلہ سالبہ جزئیہ ۔ مثالیں علی الترتیب لکھی جاتی ہیں (۱) کلما کانت الشمس طالعۃ کان النھار موجودا (۲) لیس البتۃ اذا کانت الشمس طالعۃ کان اللیل موجودا (۳) قد یکون اذا کانت الشمس طالعۃ کان النھار موجودا ۔ (۴) قد لا یکون اذا کانت الشمس طالعۃ کان اللیل موجودا

منفصلہ کی مثالیں ۔ (۱) دائما ان تکون الشمس طالعۃ او لا یکون النھار موجودا ۔ (۲) لیس البتۃ اما ان تکون الشمس طالعۃ واما ان تکون النھار موجودا (۳) قد یکون اما ان تکون الشمس طالعۃ واما ان یکون اللیل موجودا (۴) قد لا یکون اما ان تکون الشمس طالعۃ واما ان تکون النھار موجودا ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

5/1

فصل اذ ذکر اسوار الشرطیات سور الموجبۃ الکلیۃ فی المتصلۃ لفظ متی ومہما وکلما وفی المنفصلۃ دائما وسور السالبۃ الکلیۃ فی المتصلۃ والمنفصلۃ لیس البتۃ و سور الموجبۃ الجزئیۃ فیہما قد یکون وسور السالبۃ الجزئیۃ فیہما قد لا یکون وبادخال حرف السلب علی سور الایجاب الکلی ولفظۃ لو وان واذا فی الاتصال وامّا واو فی الانفصال تجیئ فی الاہمال ـ

فصل طرفا الشرطیۃ اعنی المقدم والتالی لا حکم فیہما حین کونہما طرفین وبعد التحلیل یمکن ان یعتبر فیہما حکم فطرفاہا اما شبیہتان بحملیتین او متصلتین او منفصلتین او مختلفتین علیک باستخراج الامثلۃ ـ

ترجمہ: (فصل) شرطیات کے سوروں کے بیان میں شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ کا سور لفظ متی، مہما، کلما، یہ تینوں ہیں اور شرطیہ منفصلہ موجبہ کلیہ کا سور لفظ دائما ہے اور متصلہ سالبہ کلیہ اور منفصلہ سالبہ کلیہ دونوں کا سور لیس البتۃ ہے اور متصلہ موجبہ جزئیہ اور منفصلہ موجبہ جزئیہ دونوں کا سور قد یکون ہے اور متصلہ سالبہ جزئیہ اور منفصلہ سالبہ جزئیہ دونوں کا سور قد لا یکون ہے اور موجبہ کلیہ کے سور پر حرف سلب داخل کر دینے سے بھی سالبہ جزئیہ کا سور بنتا ہے مثلاً متصلہ سالبہ جزئیہ میں کہا جاوے لیس کلما، لیس مہما، لیس متی، اور منفصلہ سالبہ جزئیہ میں کہا جاوے لیس دائما، لیس ابدا، اور شرطیہ متصلہ مہملہ کیلئے لو، ان، اذا تینوں اور منفصلہ مہملہ کیلئے اما اور او دونوں مستعمل ہوتے ہیں ـــ

(فصل ۲) شرطیہ کی دونوں طرف یعنی مقدم وتالی میں ان کے مقدم وتالی ہونے کے وقت کوئی حکم نہیں ہے اور تحلیل کے بعد اور ان کے اندر حکم کا اعتبار کیا جا سکتا ہے پس شرطیہ کی دونوں طرف یا دو حملیہ کے مشابہ ہوں گے یا دو متصلہ کے یا دو منفصلہ کے یا دونوں مختلف ہوں گے تم پر مثالوں کا استخراج ضروری ہے ـ

تشریح: قضیہ شرطیہ کے دونوں جز یعنی مقدم وتالی حرف اتصال یا انفصال داخل ہونے سے پہلے جدا جدا دو قضیے تھے مگر جب قضیہ شرطیہ کے اجزاء بنے تو اب ان میں حکم نہ رہا البتہ اگر حرف اتصال وانفصال کو حذف کر دیا جائے تو پھر یہ دو قضیے بن جائیں گے جب تم سمجھ چکے کہ شرطیہ کی ترکیب اصل میں دو قضیوں سے ہے تو اب دیکھو کہ اس ترکیب کے لحاظ سے شرطیہ متصلہ کی نو قسمیں ہیں اور شرطیہ منفصلہ کی چھ قسمیں ہیں وجہ یہ ہے کہ شرطیہ متصلہ میں اگر مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم کر دیا جائے تو قضیے کے معنی بدل جاتے ہیں اس تقدیم وتاخیر کے لحاظ سے تین قسمیں اور بڑھ گئیں اور چونکہ اس تقدیم وتاخیر سے قضیے کا مفہوم اور معنی نہیں بدلتے اس لئے اس میں تقدیم وتاخیر کا لحاظ نہیں کیا گیا اور وہاں کل چھ قسمیں رہ گئیں اگلے صفحات میں متصلات اور منفصلات کی ترکیب کا نقشہ آ رہا ہے ۱۲ ـ

5/2

نقشۂ ترکیب شرطیات متصلات مع امثلہ

نمبر شمار	اجزائے ترکیب	امثلہ
۱	دونوں حملیات ہوں	کلما کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود
۲	دونوں متصلات ہوں	کلما کان ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود فکلما لم یکن الشمس طالعۃ لم یکن النہار موجودًا
۳	دونوں منفصلات ہوں	کلما کان دائما اما ان یکون ہذا العدد زوجًا او فردًا فدائما اما ان یکون منقسما بمتساوین او غیر منقسم ۔
۴	مقدم حملیہ اور تالی متصلہ ہو	ان کان طلوع الشمس علۃ لوجود النہار فکلما کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود ۔
۵	مقدم متصلہ اور تالی حملیہ ہو	ان کان کلما کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود فطلوع الشمس ملزوم لوجود النہار ۔
۶	مقدم حملیہ اور تالی منفصلہ ہو	ان کان ہذا عدد افہو اما ان یکون زوجا واما ان یکون فردًا ۔
۷	مقدم منفصلہ اور تالی حملیہ ہو	کلما کان ہذا اما زوجا او فردا کان ہذا عددًا ۔
۸	مقدم متصلہ اور تالی منفصلہ ہو	ان کان کلما کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود فدائما اما ان یکون الشمس طالعۃ واما ان یکون النہار موجودًا ۔
۹	مقدم منفصلہ اور تالی متصلہ ہو	کلما کان دائما اما ان یکون الشمس طالعۃ واما ان یکون النہار موجودًا وکلما کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود ۔

نقشۂ ترکیب شرطیات منفصلات مع امثلہ

نمبر شمار	اجزائے ترکیب	امثلہ
۱	دونوں حملیات ہوں	دائما اما ان یکون ہذا العدد زوجا واما ان یکون فردًا ۔
۲	دونوں متصلات ہوں	دائما اما ان یکون ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود واما ان یکون ان کانت الشمس طالعۃ لم یکن النہار موجودًا ۔
(۳)	دونوں منفصلات ہوں	دائما اما ان یکون ہذا العدد زوجا واما ان یکون فردًا واما ان یکون ہذا العدد لا زوجا او یکون لا فردًا ۔
(۴)	ایک حملیہ اور ایک منفصلہ ہو	دائما اما ان یکون طلوع الشمس علۃ لوجود النہار واما ان یکون کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودًا ۔
۵	ایک حملیہ اور ایک منفصلہ	دائما اما ان یکون ہذا الشیء لیس عددًا اما ان یکون لا زوجا او فردًا ۔
۶	ایک متصلہ اور ایک منفصلہ	دائما اما ان یکون کلما کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود واما ان یکون الشمس طالعۃ واما ان لا یکون النہار موجودًا

فصل وإذ قد فرغنا عن بيان القضايا وذكر أقسامها الأولية والثانوية فحان لنا أن نذكر شيئاً من أحكامها (التناقض والعكوس) فلنعقد لبيانها فصولاً ونذكر فيها أصولاً

(تفسیر من احکامها)

فصل التناقض هو اختلاف القضيتين بالإيجاب والسلب بحيث يقتضي لذاته صدق إحداهما كذب الأخرى أو بالعكس كقولنا زيد قائم وزيد ليس بقائم و شرط لتحقق التناقض بين القضيتين المخصوصتين وحدات ثمانية فلا يتحقق بدونها وحدة الموضوع ووحدة المحمول ووحدة المكان ووحدة القوة و الفعل ووحدة الزمان ووحدة الشرط ووحدة الجزء والكل ووحدة الإضافة

وقد اجمعت في هذين البيتين - (بيت)

در تناقض هشت وحدت شرط داں ❊ وحدت موضوع و محمول و مکاں

وحدت شرط و اضافت جزو کل ❊ قوت و فعل ست در آخر زماں

ترجمہ : قضایا اور اس کے اقسام اولیہ جیسے حملیہ و شرطیہ) اور اقسام ثانویہ جیسے موجبہ و سالبہ وغیرہ کے بیان سے جب ہم فارغ ہو گئے اب وقت آیا قضایا کے کچھ احکام بیان کرنے کا سو ہم کہتے ہیں کہ قضایا کے احکام سے تناقض اور عکوس ہیں چنانچہ ان کے بیان کے لئے چند فصول منعقد کرتے ہیں اور ان میں چند اصول ذکر کریں گے (فصل) تناقض دو قضیوں کا ایجاب و سلب کے ساتھ اس حیثیت سے مختلف ہو جانا ہے کہ ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو بذات خود تقاضا کرے جیسے زید قائم اور زید لیس بقائم اور دو مخصوص قضیوں کے درمیان تناقض پایا جانے کیلئے آٹھ طرح کی وحدت شرط ہیں ان کے بغیر تناقض نہیں پایا جاتا دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہونا دونوں کا محمول ایک ہونا دونوں کا مکان ایک ہونا دونوں کا زمان ایک ہونا دونوں کی قوت و فعل ایک ہونا دونوں کی شرط ایک ہونا دونوں کا کل و جزء ایک ہونا دونوں کی اضافت ایک ہونا یہ آٹھ وحدت مرقومہ شعروں میں مجتمع ہیں (ترجمہ اشعار) تناقض میں آٹھ شرطیں ہیں وحدت موضوع وحدت محمول وحدت مکان وحدت شرط وحدت اضافت وحدت جزء و کل وحدت قوت و فعل وحدت زمان

تشریح : اصطلاح منطق میں تناقض ایجاب و سلب کے اعتبار سے دو قضیوں کا اس طور پر مختلف ہو جانا ہے کہ وہ اختلاف کسی مقدمہ اجنبیہ کے بلا واسطہ اس امر کا مقتضی ہو کہ ان سے اگر اول صادق آئے تو ثانی کاذب ہو اور اگر ثانی صادق آوے تو اول کاذب ہو جیسے زید قائم صادق آنے کی صورت میں زید لیس بقائم کاذب ہونا ضروری ہے پس قضیتین کی قید سے مفردین نکل گئے کیونکہ منطق کا مقصود قضیوں کی نقیض بتانا ہے اور ایجاب و سلب کی قید سے وہ اختلاف نکل گیا جو حملیہ و شرطیہ کے مابین ہے کیونکہ اسکو تناقض نہیں کہا جاتا اور یقتضی لذاتہ کی قید سے وہ اختلاف نکل گیا جو زید انسان اور زید لیس بناطق کے مابین ہے کیونکہ ان دونوں کے مابین جو اختلاف ہے اسکی ذات تقاضا نہیں کرتی ایک صادق آنے کی صورت میں دوسرا کاذب ہو جاوے بلکہ ایک مقدمہ اجنبیہ کی ضرورت ہوگی وہ انسان و ناطق کا مساوی ہونا ہے اور اشعار میں لفظ در آخر صرف وزن شعر کیلئے ہے ورنہ تمام وحدت ایک ہی ساتھ شرط ہیں یہ معنی نہیں کہ وحدت زمان کی شرط سب کی بعد میں ہے ١٢ ١٢ ١٢

فاذا اختلفتا فيها لم تتناقضا نحو زيد قائم وعمرو ليس بقائم وزيد قاعد وزيد ليس بقائم وزيد موجود اى فى الدار وزيد ليس بموجود اى فى السوق زيد نائم اى فى الليل وزيد ليس بنائم (اى فى النهار) وزيد متحرك الاصابع اى بشرط كونه كاتبا وزيد ليس بمتحرك الاصابع اى بشرط كونه غير كاتب والخمر فى الدن مسكر اى بالقوة والخمر ليس بمسكر فى الدن اى بالفعل والزنجى اسود اى كله والزنجى ليس باسود اى جزؤه اعنى اسنانه وزيد اب اى لبكر وزيد ليس باب اى لخالد وبعضهم اكتفوا بواحدتين اى وحدة الموضوع والمحمول لاندراج البواقى فيهما وبعضهم قنعوا بوحدة النسبة فقط لان وحدتها مستلزمة لجميع الوحدات —

ترجمہ پس اگر دونوں قضیے مرقومہ آٹھ وحدتوں سے کسی میں مختلف ہوں گے ایک دوسرے کی نقیض نہ ہوگی جیسے زید قائم اور عمرو لیس بقائم اختلاف موضوع کی وجہ سے ایک دوسرے کی نقیض نہیں اور زید قاعد زید لیس بقائم اختلاف محمول کیوجہ سے ایک دوسرے کی نقیض نہیں اور زید نائم ای فی اللیل زید لیس بنائم ای فی النہار اختلاف زمان کیوجہ سے ایک دوسرے کی نقیض نہیں اور زید متحرک الاصابع ای بشرط کونہ کاتبا زید لیس بمتحرک الاصابع ای بشرط کونہ غیر کاتب اختلاف شرط کیوجہ سے ایک دوسرے کی نقیض نہیں اور الخمر فی الدن مسکر ای بالقوۃ الخمر لیس بمسکر فی الدن ای بالفعل۔ اختلاف قوت وفعل کیوجہ سے ایک دوسرے کی نقیض نہیں اور الزنجی اسود ای کلہ الزنجی لیس باسود ای جزءہ اختلاف جزوکل کی وجہ سے ایک دوسرے کی نقیض نہیں اور زید اب ای لبکر، زید لیس باب ای لخالد، اختلاف اضافت کیوجہ سے ایک دوسرے کی نقیض نہیں اور بعض منطقیوں نے وحدت موضوع اور وحدت محمول ان دو کے ساتھ اکتفا کیا ہے کیونکہ دوسری وحدات وحدت موضوع ومحمول میں مندرج ہیں۔ اور بعضوں نے صرف وحدت نسبت کے ساتھ قناعت کی ہے کیونکہ یہی وحدت دوسری تمام وحدتوں کا مستلزم ہے۔

تشریح: دن مٹکا اور مطلب یہ ہے کہ جو شیرۂ انگور مٹکا میں رکھا ہوا ہے اسمیں نشہ آور ہونے کی قوت ہے مگر فی الحال نشہ آور نہیں ہے اور حبشی کا کل بدن سیاہ ہے مگر اسکی دانت سیاہ نہیں بلکہ سفید ہے اور زید بکر کا تو باپ ہے مگر خالد کا باپ نہیں پس مرقومہ آٹھ وحدت کو متقدمین مناطقہ بیان کرتے ہیں مگر متأخرین کہا کرتے ہیں کہ تحقیق تناقض کے لئے دو وحدات کافی ہیں وحدت موضوع اور وحدت محمول کیونکہ بقیہ وحدات ان دونوں میں مندرج ہیں اور فارابی صرف وحدت نسبت کو کافی سمجھتے ہیں کیونکہ اسی میں تمام وحدات داخل ہیں چنانچہ دونوں قضیوں کا موضوع ایک نہ ہونے کی صورت میں دونوں کی نسبت بھی ایک نہ ہوگی اسی پر بقیہ وحدات کو قیاس کرلو ۱۲

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ۱۲

فصل لابد فی التناقض فی المحصورتین من کون القضیتین مختلفتین فی الکم اعنی الکلیۃ والجزئیۃ فاذا کان احدھما کلیۃ تکون الاخری جزئیۃ لان الکلیتین قد تکذبان کما تقول کل حیوان انسان ولا شئ من الحیوان بانسان والجزئیتین قد تصدقان کقولک بعض الحیوان انسان وبعض الحیوان لیس بانسان ویکون ذلک فی کل مادۃ یکون الموضوع اعم فیھا ولابد فی التناقض القضایا الموجھۃ من الاختلاف فی الجھۃ فنقیض الضروریۃ المطلقۃ الممکنۃ العامۃ ونقیض الدائمۃ المطلقۃ المطلقۃ العامۃ ونقیض المشروطۃ العامۃ الحینیۃ الممکنۃ

ترجمہ : دو قضیہ محصورہ کے درمیان تناقض پایا جانے کیلئے دونوں قضیے کم یعنی کلیت وجزئیت میں مختلف ہونا ضروری ہے پس جب ایک ان کا کلیہ ہوگا تو دوسرا جزئیہ ہوگا کیونکہ دو کلیہ کبھی ایک ساتھ کاذب ہوتے ہیں جیسے کل حیوان انسان اور لاشئ من الحیوان بانسان دونوں کلیہ کاذب ہیں اور کبھی دو جزئیہ ایک ہی ساتھ صادق آتے ہیں جیسے تیرے قول بعض الحیوان انسان اور بعض الحیوان لیس بانسان دونوں صادق ہیں اور ایسا ہوتا ہے ہر اس مادہ میں جہاں موضوع عام ہو اور قضایا موجہہ کی نقیض میں جہت مختلف ہونے کی بھی ضرورت ہے پس ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے اور دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے اور مشروطہ عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ ہے ۔

تشریح : یعنی دو محصورہ کے درمیان تناقض ہونے کیلئے نو چیزیں شرط ہیں گذشتہ آٹھ وحدتیں اور اختلاف کلیت وجزئیت کیونکہ منطق لوگ فن منطق کے تمام مسائل کلیہ ہونے کے مدعی ہیں اور جس مادہ میں موضوع عام ہو وہاں موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ نہیں آتی کیونکہ ایک دوسرے کی نقیض ہونے کے لئے ایک صادق ہوتا اور دوسرا کاذب ہونا ضروری ہے حالانکہ مادۂ مذکورہ میں یا تو دونوں کاذب ہیں یا دونوں صادق ہیں چنانچہ ترجمے سے تم نے معلوم کرلیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آتی ہے اور موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ آتی ہے سالبہ جزئیہ نہیں آتی اور موجہات کی تناقض میں دس چیزیں شرط ہیں ۔ وحدات ثمانیہ کلیت وجزئیت میں اختلاف ہے اور جہت میں اختلاف پس ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہوگی کیونکہ ضروریہ مطلقہ میں بالضرورت سلب کا حکم ہوتا ہے جیسے بالضرورۃ کل انسان حیوان میں ضرورت ثبوت کا حکم اور بالضرورۃ لاشئ من الانسان بحجر میں ضرورت سلب کا حکم ہوتا ہے اور حسب ضابطہ نقیض کل شئ رفعہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض وہ قضیہ ہوگی جسمیں رفع ضرورت کا حکم ہو اور اسکو ممکنہ عامہ کہا جاتا ہے اور دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہوگی کیونکہ دائمہ مطلقہ میں دوام ثبوت یا دوام سلب کا حکم ہوتا ہے اور اس کی نقیض رفع دوام ہوگی اور مطلقہ عامہ میں رفع دوام یعنی فعلیت نسبت کا حکم ہوتا ہے اور مشروطہ عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ آتی ہے کیونکہ حینیہ ممکنہ وہ قضیہ ہے جس میں جانب مخالف سے ضرورت وصفی کے سلب کا حکم ہو اور مشروطہ عامہ میں ضرورت بشرط الوصف کا حکم تھا پس حینیہ ممکنہ اس کی نقیض ہوگی کیونکہ اسمیں اسی ضرورت بشرط الوصف کو رفع کیا گیا ہے

١٢ ١٢ ١٢ ١٢

ونقيض العرفية العامة الحينية المطلقة وهذا في البسائط الموجهة ونقائض المركبات منها مفهوم مردود بين نقيضي بسائطها والتفصيل يطلب من مطولات الفن ؛

ترجمہ : اور عرفیہ عامہ کی نقیض حینیہ مطلقہ ہے (اور یہ بسائط موجہہ میں ہے) اور موجہات مرکبات کی نقیض وہ مفہوم ہے جس میں تردید کی گئی ہے اس کے بسائط کی دونوں نقیضوں کے درمیان تفصیل اس فن کے مطولات سے طلب کی جائے۔

تشریح : عرفیہ عامہ میں دوام نسبت مادام الوصف کے حکم ہوتا ہے اور اسکی نقیض وہ قضیہ ہے جسمیں اسکا رفع ہو۔ اور رفع دوام مادام الوصف کے لئے فعلیت نسبت مادام الوصف ضروری ہے لہذا کہا گیا ہے کہ دائمہ مطلقہ کی نقیض حینیہ مطلقہ ہے کیونکہ مطلقہ وہ قضیۂ موجبہ ہے جس کی نسبت فعل ہونے کا حکم ہو جب تک کہ ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف رہے۔

تنبیہ : یاد رکھو کہ ممکنہ عامہ نقیض صریح ہے ضروریہ مطلقہ کی مگر مطلقہ عامہ نقیض صریح نہیں دائمہ مطلقہ کی بلکہ لازم نقیض ہے کیونکہ دائمہ میں جو دوام ہے اسکی نقیض سلب دوام ہے اور سلب دوام کے لئے طرف مقابل کی فعلیت نسبت لازم ہے اور فعلیت نسبت کو مطلقہ عامہ کہا جاتا ہے اسی طرح مشروطہ عامہ کی نقیض صریح حینیۂ ممکنہ ہے مگر حینیۂ مطلقہ عرفیہ عامہ کی نقیض صریح نہیں بلکہ لازم نقیض ہے اور اسی لازم نقیض کو نقیض کہا جاتا ہے کیونکہ دائمہ مطلقہ اور عرفیہ عامہ کی نقیض صریح کا کوئی ایسا مفہوم نہیں جو منطقیوں کے متداول قضایا میں پایا جاتا ہو لہذا لازم نقیض کو نقیض کہا گیا ہے نیز یاد رکھو کہ مصنف نے وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیض نہیں بتایا ہے کیونکہ ان دونوں کی نقیضوں کے ساتھ منطقیوں کے کوئی غرض متعلق نہیں ہے نیچے ہر نقیض کی ایک ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

بالضرورة کل انسان حیوان" ضروریہ مطلقہ موجبہ کلیہ کی نقیض" بالامکان العام بعض الانسان لیس بحیوان ممکنہ عامہ سالبہ جزئیہ ہے" اور بالدوام کل فلک متحرک" دائمہ مطلقہ موجبہ کلیہ کی نقیض۔ بعض الفلک لیس بمتحرک بالفعل" مطلقہ عامہ سالبہ جزئیہ ہے" اور بالضرورة کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا" مشروطہ عامہ موجبہ کلیہ کی نقیض" بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع حین ہو کاتب بالامکان العام حینیۂ ممکنہ سالبہ جزئیہ ہے اور بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا۔ عرفیہ عامہ موجبہ کلیہ کی نقیض لیس بعض الکاتب بمتحرک الاصابع حین ہو کاتب بالفعل حینیۂ مطلقہ سالبہ جزئیہ ہے دوسری نقیضوں کو مرقومہ نقائض پر قیاس کر لیا جائے مرکبات کی نقیضوں کو اگلے صفحہ پر دیکھ لو ۱۲

نقائض مرکبات

مرکب کی نقیض لینے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں جزؤں کی نقیض الگ الگ لے کر ان دونوں نقیضوں سے ایک منفصلہ مانعۃ الخلو بنا لیا جائے پس وہی مانعۃ الخلو اس مرکب کی نقیض ہوگی مثلاً وجودیہ لادائمہ دو مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے اور مطلقہ عامہ کی نقیض دائمہ مطلقہ ہے تو وجودیہ لادائمہ کی نقیض اما ہذہ الدائمۃ او تلک الدائمۃ ہے اسی طرح ممکنہ خاصہ دو ممکنہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے اور ممکنہ عامہ کی نقیض ضروریہ مطلقہ ہے پس ممکنہ خاصہ کی نقیض اما ہذہ الضرورۃ او تلک الضروریۃ ہوگی نیچے مرکبات کی نقائض کا ایک نقشہ پیش کرتا ہوں ۔

نام قضیہ مرکبہ	امثلہ	نام نقیض	امثلہ
مشروطہ خاصہ موجبہ کلیہ	بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما ۔	منفصلہ مانعۃ الخلو	اما بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع حین ہو کاتب بالامکان واما بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما ۔
〃 〃 سالبہ کلیہ	بالضرورۃ لا شیء من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما ۔		اما بعض الکاتب ساکن الاصابع حین ہو کاتب بالامکان واما بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع دائما ۔
عرفیہ خاصہ موجبہ کلیہ	کل کاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا لا دائما ۔		اما بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالفعل حین ہو کاتب واما بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما ۔
〃 〃 سالبہ کلیہ	لا شیء من الکاتب بساکن الاصابع دائما مادام کاتبا لا دائما ۔		اما بعض الکاتب ساکن الاصابع حین ہو کاتب بالفعل واما بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع دائما
وقتیہ موجبہ کلیہ	بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت الحیلولۃ لا دائما	〃	اما بعض القمر لیس بمنخسف وقت الحیلولۃ بالامکان واما بعض القمر منخسف دائما ۔
〃 سالبہ کلیہ	بالضرورۃ لا شیء من القمر بمنخسف وقت التربیع لا دائما ۔		اما بعض القمر منخسف وقت التربیع بالامکان واما بعض القمر لیس بمنخسف دائما ۔
منتشرہ موجبہ کلیہ	بالضرورۃ کل انسان متنفس وقتا ما لا دائما	〃	اما بعض الانسان لیس بمتنفس بالامکان واما بعض الانسان متنفس دائما ۔
〃 سالبہ کلیہ	بالضرورۃ لا شیء من الانسان بمتنفس وقتا ما لا دائما		اما بعض الانسان لیس بمتنفس دائما واما بعض الانسان متنفس بالضرورۃ
(وجودیہ لاضروریہ موجبہ کلیہ)	کل انسان ضاحک بالفعل لا بالضرورۃ	〃	اما بعض الانسان لیس بضاحک دائما واما بعض الانسان ضاحک بالضرورۃ
〃 〃 سالبہ کلیہ	لا شیء من الانسان بضاحک بالفعل لا بالضرورۃ	〃	اما بعض الانسان ضاحک دائما واما بعض الانسان لیس بضاحک بالضرورۃ
〃 لادائمہ موجبہ کلیہ	کل انسان ضاحک بالفعل لا دائما	〃	اما بعض الانسان لیس بضاحک دائما واما بعض الانسان ضاحک دائما ۔
〃 〃 سالبہ کلیہ	لا شیء من الانسان بضاحک بالفعل لا دائما ۔	〃	اما بعض الانسان ضاحک دائما واما بعض الانسان لیس بضاحک دائما ۔
ممکنہ خاصہ موجبہ کلیہ	کل انسان کاتب بالامکان الخاص	〃	اما بعض الانسان لیس بکاتب بالضرورۃ واما بعض الانسان کاتب بالضرورۃ
〃 سالبہ کلیہ	لا شیء من الانسان بکاتب بالامکان الخاص	〃	اما بعض الانسان کاتب بالضرورۃ واما بعض الانسان لیس بکاتب بالضرورۃ ۔

نقشۂ بالا کی تشریح

مشروطہ خاصہ موجبہ کلیہ - ایک مشروطۂ عامہ موجبہ کلیہ اور ایک مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ سے مرکب ہوتا ہے اور مشروطہ عامہ موجبہ کلیہ کی نقیض حینیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ ہے اور مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ کی نقیض دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ ہے پس مثال مذکور میں بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان حین ہو کاتب حینیہ ممکنہ سالبہ جزئیہ ہے اور بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما مطلقہ موجبہ جزئیہ ہے پھر ان دونوں سے ایک منفصلہ مانعۃ الخلو بنا لینے سے مشروطہ خاصہ کی نقیض حاصل ہوئی اسی طرح تمام مثالوں کو سمجھ لیا جاوے اور نقشہ بالا میں موجہات بسائط کی مثالیں بھی ہیں کیونکہ اصل قضیہ کی مثالوں سے اگر بالضرورۃ یا لا دائما کو نکال لیا جاوے تو بسائط کی مثالیں ہو جائیں گے اور مثال نقیض میں اگر صرف جزء اول کو لے لیا جاوے تو موجہات کی نقائض ہو جائیں گی -

= اور مشروطہ خاصہ سالبہ کلیہ مشروطہ عامہ سالبہ کلیہ اور مطلقہ عامہ کلیہ سے مرکب ہے پس نقیض حینیہ ممکنہ موجبہ جزئیہ اور دائمہ مطلقہ سالبہ جزئیہ سے حاصل ہوئی ؛

= اور عرفیہ خاصہ موجبہ کلیہ مرکب ہے ایک عرفیہ عامہ موجبہ کلیہ اور ایک مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ سے پس نقیض حینیہ مطلقہ سالبہ جزئیہ اور دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ سے مرکب ہے -

= عرفیہ خاصہ سالبہ کلیہ مرکب ہے ایک عرفیہ عامہ سالبہ کلیہ اور ایک مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ سے پس نقیض حینیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ اور دائمہ مطلقہ سالبہ جزئیہ سے مرکب ہے -

= وجودیہ لاضروریہ موجبہ کلیہ مرکب ہے ایک مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ اور ممکنہ عامہ سالبہ کلیہ سے پس نقیض دائمہ مطلقہ سالبہ جزئیہ اور ضروریہ مطلقہ موجبہ جزئیہ سے مرکب ہے -

= وجودیہ لادائمہ موجبہ کلیہ دو مطلقہ عامہ سے مرکب ہے اول موجبہ اور ثانی سالبہ اور اسکی نقیض دو دائمہ مطلقہ سے مرکب ہے اول سالبہ جزئیہ اور ثانی موجبہ جزئیہ ہے -
اور وجودیہ لادائمہ سالبہ کلیہ اس کا برعکس ہے -

= ممکنہ خاصہ موجبہ کلیہ دو ممکنہ عامہ سے مرکب ہے اور اول موجبہ کلیہ ثانی سالبہ کلیہ ہے اور اسکی نقیض دو ضروریہ مطلقہ سے مرکب ہے
اول سالبہ جزئیہ اور ثانی موجبہ جزئیہ ہے
اور ممکنہ خاصہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ کی نقیض کا برعکس ہے :-

فصل ویشترط فی اخذ نقائض الشرطیات الاتفاق فی الجنس والنوع والمخالفة فی الکیف فنقیض المتصلة اللزومیة الموجبة سالبة متصلة لزومیة ونقیض المنفصلة العنادیة الموجبة سالبة منفصلة عنادیة وھکذا فاذا قلت کلما کان اَبَ فجَ دَ وکان نقیضہٗ لیس کلما کان اَبَ فجَ دَ واذا قلت دائماً اما ان یکون ھذا العدد زوجًا او فردًا فنقیضہٗ لیس دائماً اما ان یکون ھذا العدد زوجًا او فردًا۔

ترجمہ شرطیات کی نقائض لینے میں جنس و نوع میں اتفاق اور کیفیت میں مخالفت شرط ہے پس متصلہ لزومیہ موجبہ کی نقیض سالبہ متصلہ لزومیہ ہے اور منفصلہ عنادیہ موجبہ کی نقیض منفصلہ عنادیہ سالبہ ہے (اسی طرح بقیہ شرطیات بھی) پس جب کہے تو کلما کان اَبَ فجَ دَ، تو اسکی نقیض لیس کلما کان اَبَ فجَ دَ ہے اور جب کہے تو دائما اما ان یکون ہذا العدد زوجا او فردا، تو اسکی نقیض لیس دائما اما ان یکون ہذا العدد زوجا او فردا ہے۔

تشریح: یعنی شرطیات کی نقیض لینے میں دو باتوں کی ضرورت ہے اصل نقیض دونوں جنس و نوع میں متفق ہونا اور کیفیت میں مختلف ہونا یعنی اگر اصل قضیہ متصلہ ہے تو نقیض بھی متصلہ ہونا اور اگر اصل قضیہ منفصلہ ہے تو نقیض بھی منفصلہ ہونا یہ اتحاد فی الجنس ہوا اور اگر اصل قضیہ لزومیہ ہے تو نقیض بھی لزومیہ ہونا اور اگر اصل قضیہ اتفاقیہ ہے تو نقیض بھی اتفاقیہ ہونا یہ اتحاد فی النوع ہوا اور اگر اصل قضیہ موجبہ ہے تو نقیض سالبہ ہونا یہ اختلاف فی الکیف ہوا پس متصلہ لزومیہ موجبہ کی نقیض متصلہ لزومیہ سالبہ ہے" جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا کی نقیض لیس کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا ہے" اور منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ کی نقیض منفصلہ حقیقیہ عنادیہ سالبہ ہے جیسے دائما اما ان یکون ہذا العدد زوجا او فردا* ہے نیچے حملیات و شرطیات کی نقیض کا ایک نقشہ دیا جا رہا ہے۔

اصل قضیہ	امثلہ	نقیض	امثلہ
حملیہ موجبہ کلیہ	کل انسان حیوان	حملیہ سالبہ جزئیہ	بعض الانسان لیس بحیوان
حملیہ سالبہ کلیہ	لاشئ من الانسان بحجر	حملیہ موجبہ جزئیہ	بعض الانسان حجر
متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ	کلما کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجودا	متصلہ لزومیہ سالبہ کلیہ	قد لا یکون اذا کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا
متصلہ لزومیہ سالبہ کلیہ	لیس البتۃ اذا کانت الشمس طالعۃ اللیل موجودا	، موجبہ جزئیہ	قد یکون اذا کانت الشمس طالعۃ کان اللیل موجودا
منفصلہ عنادیہ موجبہ کلیہ	دائما اما یکون الشمس طالعۃ او لا یکون النہار موجودا	منفصلہ عنادیہ سالبہ	قد لا یکون اما ان یکون الشمس طالعۃ او لا یکون النہار موجودا
منفصلہ عنادیہ سالبہ کلیہ	لیس البتۃ اما ان تکون الشمس طالعۃ واما ان یکون النہار موجودا	، ، موجبہ جزئیہ	قد یکون اما ان یکون الشمس طالعۃ ولا موجودا ان یکون النہار موجودا ۔

* کا نقیض لیس دائما اما ان یکون ہذا العدد زوجا او فردا

فصل العكس المستوى ويقال له العكس المستقيم ايضا وهو عبارة عن جعل الجزء الاول من القضية ثانيا والجزء الثانى اولا مع بقاء الصدق والكيف فالسالبة الكلية تنعكس كنفسها كقولك لا شئ من الانسان بحجر ينعكس الى قولك لا شئ من الحجر بانسان بدليل الخلف تقريره انه لو لم يصدق لا شئ من الحجر بانسان عند صدق قولنا لا شئ من الانسان بحجر يصدق نقيضه اعنى قولنا بعض الحجر انسان فنضمه مع الاصل ونقول بعض الحجر انسان ولا شئ من الانسان بحجر ينتج بعض الحجر ليس بحجر فيلزم سلب الشئ عن نفسه وذلك محال

ترجمہ عکس مستوی اور اس کو عکس مستقیم بھی کہا جاتا ہے اور وہ اصل قضیہ کے جزء ثانی کو اول (جزء اول کو ثانی) بنا دینے کا نام ہے صدق وکیف باقی رہنے کا خیال کرکے پس سالبہ کلیہ عکس سالبہ کلیہ ہے جیسے ہمارے قول لا شئ من الحجر بانسان صادق ہے وقت صادق آنے ہمارے قول لا شئ من الانسان بحجر کے ورنہ اسکی نقیض صادق ہوگی یعنی ہمارے قول بعض الحجر انسان پس اسکو اصل قضیہ کیساتھ ملا کے کہیں گے بعض الحجر انسان ولا شئ من الانسان بحجر تو یہ نتیجہ ہوگا بعض الحجر لیس بحجر پس سلب الشئ عن نفسہ لازم آئیگا اور یہ محال ہے

تشریح : عکس کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے ایک تو طرفین قضیہ کو طریق مذکور پر بدل ڈالنا دیگر وہ قضیہ جو طرفین کو بدل دینے سے حاصل ہوا مگر مصنف نے معنی اول پر اپنے کلام کو جاری فرمایا ہے اور اس عکس کو عکس مستوی یا مستقیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسکے بنانے کا طریقہ صاف اور سیدھا ہے اور اسمیں کوئی پیچیدگی نہیں ہے بخلاف عکس نقیض کے کہ اس کے بنانے میں پیچیدگی اور غیر استقامت ہے اور عکس مستوی نام ہے اصل قضیہ کے جزء اول کو ثانی اور جزء ثانی کو اول بنا دینے کا صدق وکیف کے بقا کے ساتھ یعنی اصل قضیہ موجبہ ہونے کے صورت میں عکس بھی ہونا موجبہ ہونا اور سالبہ ہونے کی صورت میں عکس بھی سالبہ ہونا ضروری ہے بنا بریں سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ آئے گا جو دلیل خلف سے ثابت ہے مثلا ہمارے قول لا شئ من الانسان بحجر سالبہ کلیہ کا عکس لا شئ من الحجر بانسان سالبہ کلیہ ہے کیونکہ اگر تم اس سالبہ کلیہ کو تسلیم نہیں کروگے تو اسکی نقیض بعض الحجر انسان موجبہ جزئیہ صادق آئیگی ورنہ ایک مادہ ایسا ہوگا جسمیں اصل قضیہ اور نقیض کوئی صادق نہ ہو اور اسی کو ارتفاع نقیضین کہا جاتا ہے جو ناجائز ہے پس اسی نقیض کو ہم اصل قضیہ کے ساتھ ملا کے کہیں گے بعض الحجر انسان ولا شئ من الانسان بحجر پس نتیجہ بعض الحجر لیس بحجر ہوگا جس کو اصطلاح منطق میں سلب الشئ عن نفسہ کہا جاتا ہے جو محال ہے اور اس لزوم محال کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم نے سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آنے کو تسلیم کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہی آتا ہے۔

نوٹ : دلیل خلف کے معنی اصل قضیہ کے عکس کی نقیض کو صغریٰ بنانا اور اصل قضیہ کو کبریٰ بنانا ہے اور فن منطق میں سالبہ کا عکس اولا ذکر کیا جاتا ہے اور کلیات جزئیات سے اشرف اور جزئیات سے زیادہ مفید ہونیکی وجہ سے کلیات ہی کے عکس کو اولا ذکر کیا جاتا ہے ۱۲

والسالبة الجزئية لا تنعكس لزوماً لجواز عموم الموضوع في الحملية والمقدم في الشرطية مثلاً يصدق بعض الحيوان ليس بانسان وليس يصدق بعض الانسان ليس بحيوان والموجبة الكلية تنعكس الى موجبة جزئية فقولنا كل انسان حيوان ينعكس الى قولنا بعض الحيوان انسان ولا ينعكس الى موجبة كلية لانه يجوز ان يكون المحمول او التالي عاماً كما في مثالنا فلا يصدق كل حيوان انسان ۔

ترجمہ اور لازمی طور پر سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا بوجہ ممکن ہونے عام ہونا موضوع کا حملیہ میں اور عام ہونا مقدم کا شرطیہ میں مثلاً بعض الحیوان لیس بانسان سالبہ جزئیہ صادق ہے اور اس کا عکس مستوی بعض الانسان لیس بحیوان صادق نہیں اور موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیات ہے پس ہمارے قول کل انسان حیوان موجبہ کلیہ کا عکس ہمارے قول بعض الحیوان انسان موجبہ جزئیہ ہے اور موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا کیونکہ محمول یا تالی عام ہو سکتا ہے جیسے ہماری دی ہوئی مثال میں پس کل حیوان انسان موجبہ کلیہ کا عکس نہیں آسکے گی ۔

تشریح یعنی سالبہ جزئیہ کا عکس کسی مادہ میں آتا ہے اور کسی مادہ میں نہیں آتا چنانچہ جس مادہ میں موضوع یا مقدم عام ہو اس مادہ میں نہیں آتا مثلاً بعض الحیوان لیس بانسان سالبہ جزئیہ صادق ہے اور اس کا عکس بعض الانسان لیس بحیوان صادق نہیں اسی طرح قد لا یکون اذا کان الشئ حیوانا کان انسانا شرطیہ سالبہ جزئیہ صادق ہے مگر اس کا عکس قد لا یکون اذا کان الشئ انسانا کان حیوانا سالبہ جزئیہ صادق نہیں حالانکہ عکس آنے کا مطلب ہر مادہ میں آتا ہے لہذا کہا جاتا ہے کہ سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا اور موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے موجبہ کلیہ نہیں آتا کیونکہ بعض مادہ میں محمول یا تالی عام ہو اس مادہ میں موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آسکتا مثلاً کل انسان حیوان کا عکس کل حیوان انسان نہیں آتا اسی طرح کلما کان الشئ انسانا کان حیوانا کا عکس کلما کان الشئ حیوانا کان انسانا صادق نہیں لہذا کہا جاتا ہے کہ کل انسان حیوان موجبہ کلیہ کا عکس بعض الحیوان انسان اور کلما کان الشئ انسانا کان حیوانا کا عکس قد یکون اذا کان الشئ حیوانا کان انسانا ہے نیچے محصورات حملیہ و شرطیہ کے عکس کا نقشہ ہے ۔

اصل قضیہ	مثالیں	عکس مستوی	مثالیں
حملیہ موجبہ کلیہ	کل انسان حیوان	حملیہ موجبہ جزئیہ	بعض الحیوان انسان
" جزئیہ	بعض الحیوان انسان	"	بعض الانسان حیوان
" سالبہ کلیہ	لاشئ من الانسان بحجر	حملیہ سالبہ کلیہ	لاشئ من الحجر بانسان
شرطیہ موجبہ کلیہ	کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا	شرطیہ موجبہ جزئیہ	قد یکون اذا کان النہار موجودا کانت الشمس طالعۃ
" سالبہ کلیہ	لیس البتۃ اذا کانت الشمس طالعۃ کان اللیل موجودا	" سالبہ کلیہ	لیس البتۃ اذا کان اللیل موجودا کانت الشمس طالعۃ ۔
شرطیہ موجبہ جزئیہ	قد یکون اذا کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا	شرطیہ موجبہ جزئیہ	قد یکون اذا کان النہار موجودا کانت الشمس طالعۃ ۔

وههنا شك تقريره ان قولنا كل شيخ كان شابا موجبة كلية وادقة مع ان عكسه بعض الشاب كان شيخا ليس بصادق ولجيب عنه بان عكسه ليس ماذكرت بل عكسه بعض من كان شابا شيخ وقد يجاب بوجه اٰخر وهو ان حفظ النسبة ليس بضروري في العكس فعكسه بعض الشاب يكون شيخا وهو صادق لامحالة والموجبة الجزئية تنعكس الى موجبة جزئية كقولنا بعض الحيوان انسان ينعكس الى قولنا بعض الانسان حيوان وقد يورد على انعكاس الموجبة الجزئية كنفسها ايراد وهو ان بعض الوتد في الحائط وعكسه اعني بعض الحائط في الوتد غير صادق. والجواب انا لانسلم ان عكس هذه القضية ما قلت من بعض الحائط في الوتد بل عكسه بعض ما في الحائط وتد ولامرية في صدقه وباقي مباحث العكوس من عكس الموجهات والشرطيات فمذكور في المطولات ۔

ترجمہ یہاں ایک اعتراض ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے درست نہیں کیونکہ کل شیخ کان شابا موجبہ کلیہ ہے مگر اس کا عکس بعض الشیخ کان شیخا صادق نہیں اور اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ اس کا عکس بعض الشاب کان شیخا نہیں بلکہ اس کا عکس بعض من کان شابا شیخ ہے جو صادق ہے اور کبھی دوسرے طریقہ سے جواب دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ نسبت کی حفاظت عکس میں ضروری نہیں بنا بریں کل شیخ کان شابا کا عکس بعض الشاب یکون شیخا ہے جو صادق ہے یقینا اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے ہمارے قول بعض الحیوان انسان کا عکس بعض الانسان حیوان ہے اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آنے پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض الوتد فی الحائط موجبہ جزئیہ صادقہ ہے مگر اس کا عکس بعض الحائط فی الوتد صادق نہیں اور جواب یہ ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ بعض الوتد فی الحائط کا عکس بعض الحائط فی الوتد ہے بلکہ اس کا عکس بعض ما فی الحائط وتد ہے اور اس کے صادق آنے میں کوئی شک نہیں ہے اور موجہات و شرطیات کے عکس کے مباحث لمبی کتابوں میں مذکور ہے ۔

تشریح اعتراض اول کے جواب اول کا حاصل یہ ہے کہ معترض نے اصل قضیہ کا محمول صرف شاب کو سمجھا ہے حالانکہ اس کا محمول کان شابا ہے پس اگر لفظ کل کے بجائے لفظ بعض استعمال کر کے کہا جاوے بعض من کان شابا شیخ تو یہ عکس صادق ہو جائے گا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اصل قضیہ کی نسبت عکس میں باقی رہنا ضروری نہیں پس اصل قضیہ میں جو نسبت ماضی تھی عکس میں وہ نسبت مستقبل ہو سکے گی پس کل شیخ کان شابا کا عکس بعض الشاب یکون شیخا ہے جو صادق ہے اور دوسرے اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ بعض مادہ میں نہیں آتا جواب یہ ہے کہ اصل قضیہ کا محمول صرف حائط نہیں بلکہ فی الحائط اور بعض ما فی الحائط وتد موجبہ جزئیہ صادقہ ہے مگر معترض نے صرف حائط کو محمول سمجھ کے عکس نکالا تھا لہذا غلطی ہوئی اسی طرح کل ملک علی السریر کل ما کان مستقبلا سے اعتراض نہ کیا جاوے کہ دونوں موجبہ کلیہ ہیں اگر اول عکس نقیض السریر علی الملک اور ثانی کا عکس بعض المستقبل کان ماضیا صادق نہیں کیونکہ اول کا عکس بعض من علی السریر ملک اور ثانی کا عکس بعض ما کان مستقبلا ماضی ہے اور یہ دونوں یقینا صادق ہیں آگے موجہات و شرطیات کے عکوس کا نقشہ دیا جاتا ہے —

فصل

عکس النقیض ھو جعل نقیض الجزء الاول من القضیۃ ثانیا ونقیض الجزء الثانی اولا مع بقاء الصدق والکیف ھذا اسلوب المتقدمین ۔

اصل قضایا	مثالیں	معکوس	مثالیں
ضروریہ مطلقہ	بالضرورۃ کل انسان او بعض الانسان حیوان	حینیہ مطلقہ موجبہ جزئیہ	بعض الحیوان انسان بالفعل حین ھو حیوان
دائمہ مطلقہ	دائما کل انسان او بعض الحیوان انسان	〃	〃 〃
مشروطہ عامہ	بالضرورۃ کل انسان او بعض الانسان حیوان مادام انسانا	〃	〃 〃
عرفیہ عامہ	دائما کل انسان او بعض الانسان حیوان مادام انسانا	〃	〃 〃
مشروطہ خاصہ	بالضرورۃ کل کاتب او بعض الکاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما	حینیہ مطلقہ لا دائمہ موجبہ جزئیہ	بعض متحرک الاصابع کاتب بالفعل حین ھو متحرک الاصابع لا دائما ۔
عرفیہ خاصہ	دائما کل کاتب او بعض الکاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما ۔		
وقتیہ	بالضرورۃ کل قمر او بعض القمر منخسف وقت الحیلولۃ لا دائما	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	بعض المنخسف قمر بالفعل ۔
منتشرہ	بالضرورۃ کل انسان او بعض الانسان متنفس وقتا ما لا دائما ۔	مطلقہ عامہ موجبہ جزئیہ	بعض المتنفس انسان بالفعل
وجودیہ لا ضروریہ	کل انسان او بعض الانسان ضاحک بالفعل لا دائما	〃	بعض الضاحک انسان بالفعل ۔
وجودیہ لا دائمہ	کل انسان او بعض الانسان ضاحک بالفعل 〃	〃	〃 〃
مطلقہ عامہ	کل انسان او بعض الانسان ضاحک بالفعل	〃	〃 〃

پس موجبات سے مرقومہ قضایا کے علاوہ ممکنہ عامہ اور ممکنہ خاصہ کا عکس نہیں آتا اور موجبات سوالب سے ضروریہ مطلقہ ودائمہ مطلقہ دونوں کا عکس دائمہ مطلقہ آتا ہے اور مشروطہ عامہ عرفیہ عامہ دونوں کا عکس عرفیہ عامہ آتا ہے اور مشروطہ خاصہ عرفیہ خاصہ دونوں کا عکس عرفیہ خاصہ مع قید اللادوام فی البعض آتا ہے اور بقیہ سات کا عکس نہیں آتا یعنی مطلقہ عامہ ممکنہ عامہ وقتیہ منتشرہ وجودیہ لاضروریہ وجودیہ لادائمہ ممکنہ خاصہ کا عکس جبکہ وہ سالبہ ہوں نہیں آتا ۔

ترجمہ :- عکس نقیض قضیہ کے جزء اول کی نقیض کو جزء ثانی اور جزء ثانی کی نقیض کو جزء اول کر دینے کا نام ہے صدق و کیف کے [illegible] اور یہ متقدمین کا اسلوب ہے ۔

تشریح : یعنی اگر قضیہ حملیہ ہو تو موضوع کی نقیض کو محمول اور محمول کی نقیض کو موضوع کریں مثلاً / باقی آئندہ صفحہ

فتنعكس للموجبة الكلية بهٰذ العكس كنفسها كقولنا كل انسان حيوان ينعكس الیٰ قولنا كل لاحيوان لا انسان والموجبة الجزئية لاتنعكس بهٰذا العكس لان قولنا بعض الحيوان لا انسان صادق وعكسه اعنى بعض الانسان لاحيوان كاذب والسالبة الكلية تنعكس الیٰ سالبة جزئية تقول لاشئ من الانسان بفرس وتقول فی عكسه بهٰذ العكس بعض اللافرس ليس بلا انسان الیٰ جزئية ولا تقول لاشئ من اللافرس بلا انسان لصدق نقيضه اعنى بعض اللافرس لا انسان كالجدار والسالبة الجزئية تنعكس الی سالبة جزئية كقولك بعض الحيوان ليس بانسان تنعكس الیٰ قولك وبعض الانسان ليس بلاحيوان كالفرس ـ

بقیہ گذشتہ صفحہ: مثلاً کل انسان حیوان کا عکس نقیض کل لاحیوان لا انسان ہے اور شرطیہ میں مقدم کی نقیض کو تالی اور تالی کی نقیض کو مقدم کردینے عکس نقیض ہوگا مگر عکس مستوی کے مانند عکس نقیض میں بھی صدق وکیف کا بقا ضروری ہے یعنی اصل قضیہ صادق ہونے کی صورت میں عکس نقیض بھی صادق ہوگا اور اصل قضیہ موجبہ ہونے کی صورت میں عکس نقیض بھی موجبہ ہوگا اور طریقہ متقدمین پر موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا اور طریقہ متاخرین پر عکس نقیض بناتے وقت جزء ثانی کی نقیض کو جزء اول اور جزء ثانی بنا یا جاتا ہے پس اس طریقہ پر کل انسان حیوان کا عکس نقیض لاشئ من الحیوان بانسان ہوگا اور اس طریقہ پر عکس نقیض اصل قضیہ کا مخالف ہونا ضروری ہے کیفیت میں مگر اس طریقہ میں بھی اصل قضیہ اور عکس نقیض دونوں ایک ساتھ صادق آنا ضروری ہے ـ

ترجمہ: پس موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہوگا جیسے کل انسان حیوان موجبہ کلیہ ہے اس کا عکس نقیض کل لاحیوان لا انسان ہوگا اور موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض بالکل نہیں آئے گا کیونکہ بعض الحیوان لا انسان موجبہ جزئیہ صادق ہے مگر اس کا عکس نقیض بعض الانسان لاحیوان کاذب ہے اور سالبہ کلیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ ہوگا چنانچہ تو کہتا ہے لاشئ من الانسان بفرس اور اس کے عکس نقیض میں تو کہتا ہے بعض اللافرس لیس بلا انسان سالبہ جزئیہ اور لاشئ من اللافرس بلا انسان سالبہ کلیہ نہیں کہے گا کیونکہ اسکی نقیض بعض اللافرس لا انسان موجبہ جزئیہ صادق ہے جیسے جدار لا فرس بھی ہے اور لا انسان بھی اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض بھی سالبہ جزئیہ آتا ہے جیسے تیرے قول بعض الحیوان لیس بانسان سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض تیرے قول بعض الانسان لیس بلاحیوان ہے جیسے فرس کہ لا انسان تو ہے مگر لاحیوان نہیں ہے ـ

تشریح: یعنی طریق متقدمین پر موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ آتا ہے مگر موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض بالکل نہیں آتا ہے اور سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ دونوں کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے سالبہ کلیہ کا عکس نقیض سالبہ کلیہ نہیں آتا ہے ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا جو بالکل ناجائز ہے چنانچہ لاشئ من اللافرس لا انسان و بعض دونوں نقیضین ہیں چنانچہ متن میں مصنفؒ نے اس دعویٰ کو مع مثال صاف صاف بیان کیا ہے ـ

اور طلبہ کے مزید معلومات کیلئے اگلے صفحہ میں موجہات کے عکوس بھی لکھ دیا گیا ـــــ

وعکس الموجہات مذکورۃ فی الکتب الطوال ھٰھُنا قد تمّ مباحث القضایا واحکامھا ؛ -

فصل واذ قد فرغنا عن مباحث القضایا والعکوس التی کانت من مبادی الحجۃ فحری لنا ان نتکلم فی مباحث الحجۃ فنقول الحجۃ علیٰ ثلٰثۃ اقسام احدھا القیاس وثانیھا الاستقراء وثالثھا التمثیل فلنبین ھٰذہ الثلٰثۃ فی ثلٰثۃ فصول - ؛

ترجمہ اور موجہات کا عکس لمبی کتابوں میں مذکور ہے اور یہاں قضایا اور ان کے احکام کے مباحث ختم ہوئے ؛

(فصل) اور جب فارغ ہوئے ہم قضایا اور عکوس کے ان مباحث سے جو حجت کے مبادی تھے پس مناسب ہے ہمارے لئے گفتگو کرنا حجت کے مباحث میں سو ہم کہتے ہیں کہ حجت کی تین قسمیں ہیں (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل، پس بیان کریں گے ہم ان تینوں کو تین فصلوں میں -

تشریح : جاننا چاہئے کہ موجہات موجبہ کے عکس نقیض موجہات سالبہ کے عکس مستوی کے مانند ہے پس جن موجہات سالبہ کا عکس مستوی نہیں آتا ان موجہات موجبہ کا عکس نقیض بھی نہیں آئے گا اور جن موجہات سالبہ کا عکس مستوی آتا ہے ان موجہات موجبہ کا عکس بھی آئے گا۔ بنا بریں ضروریہ مطلقہ موجبہ کلیہ اور دائمہ مطلقہ موجبہ کلیہ کا عکس نقیض دائمہ کلیہ ہوگا اور مشروطہ عامہ کا عکس نقیض عرفیہ عامہ ہوگا۔ اور موجہات جزئیہ سے کسی کا بھی عکس نقیض نہیں آتا البتہ مشروطہ خاصہ عرفیہ خاصہ موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض عرفیہ خاصہ آتا ہے اور موجہات سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ دونوں کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ ہوگا سالبہ کلیہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ممکن ہے کہ محمول کی نقیض عام ہو موضوع سے پس جب اس مادہ میں سالبہ کلیہ کا عکس نقیض سالبہ کلیہ نہ ہوگا تو ماننا پڑے گا کہ سالبہ کلیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے پس سوالب سے ضروریہ مطلقہ دائمہ مطلقہ مشروطہ عامہ عرفیہ عامہ کا عکس نقیض حینیہ مطلقہ سالبہ جزئیہ آتا ہے اور وجودیہ لاضروریہ وجودیہ لا دائمہ اور وقتیہ منتشرہ اور مطلقہ عامہ پانچوں کا عکس نقیض مطلقہ عامہ سالبہ جزئیہ آتا ہے -

یاد رکھو کہ مقصود اصلی اس باب میں قیاس ہی ہے کیونکہ یہی مفید یقین ہے لہٰذا مصنفؒ نے بحث حجت کو قیاس ہی سے شروع فرمایا ہے تم کو پہلے معلوم کرچکے ہو کہ بحث تصورات میں منطقیوں کا مقصد معرف کو پہنچانا ہے اور اسی معرف کو قول شارح اور تعریف بھی کہا جاتا ہے اور بحث تصدیقات میں صرف حجت کو پہنچانا ہے اور ابتک جتنے مباحث تصدیقات میں گزری ہیں سب کے سب حجت کے موقوف علیہ ہونے کے اعتبار سے تھے لہٰذا تم کامل توجہ کے ساتھ حجت کو پڑھو اور شانتہ ضبط کرتے جاؤ واللہ الموفق والمعین -

(محمد ابراہیم غفرلہ الرحیم ولوالدیہ ولاساتذہ ولمشائخہ البسمیکروی مولدا والعثمانی موطنا - الحنفی مذہبا، والچشتی ملکا)

فصل في القياس وهو قول مؤلف من قضايا يلزم عنها قول آخر بعد تسليم تلك القضايا فان كان النتيجة او نقيضها مذكورا فيه يسمّٰى استثنائيا كقولنا ان كان زيد انسانا كان حيوانا لكنه انسان ينتج فهو حيوان وان كان زيد حمارا كان ناهقا لكنه ليس بناهق ينتج انه ليس بحمار وان لم تكن النتيجة او نقيضها مذكورا يسمّٰى اقترانيا كقولك زيد انسان وكل انسان حيوان ينتج زيد حيوان۔

فصل في القياس الاقتراني وهو قسمان حملي وشرطي وموضوع النتيجة في القياس يسمّٰى اصغر لكونه اقل افرادا في الاغلب ومحموله يسمّٰى اكبر لكونه اكثر افرادا غالبا والقضية التي جعلت جزء قياس يسمّٰى مقدمة والمقدمة التي فيها الاصغر تسمّٰى صغرىٰ والتي فيها الاكبر كبرىٰ والجزء الذي تكرر بينهما يسمّٰى حدا اوسطا

ترجمہ: قیاس وہ قول ہے جو ایسے قضیوں سے مرکب ہو جن کو مان لینے سے دوسرا قول لازم آجاوے پس اگر نتیجہ قیاس میں مذکور رہے تو قیاس کا نام استثنائی رکھا جاتا ہے جیسے ہمارے قول ان کان زید انسانا کان حیوانا لکنہ انسان قیاس استثنائی ہے اور اس کا نتیجہ فہو حیوان اس قیاس میں مذکور ہے اور ہمارے قول ان کان زید حمارا کان ناہقا لکنہ لیس بناہق بھی قیاس استثنائی ہے اور اس کا نتیجہ انہ لیس بحمار او راس کا نقیض زید مذکور ہے اور اگر نتیجہ یا نقیض نتیجہ قیاس میں مذکور نہ ہو تو قیاس کا نام اقترانی رکھا جاتا ہے جیسے تیرے قول زید انسان وکل انسان حیوان نتیجہ زید حیوان ہے (جو اور جس کا نقیض قیاس میں مذکور نہیں ۔ قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں حملی اور شرطی اور قیاس میں نتیجہ کے موضوع کو اصغر کہا جاتا ہے کیونکہ اکثر مادہ میں اس کے افراد کم ہوتے ہیں اور نتیجہ کے محمول کا نام اکبر رکھا جاتا ہے کیونکہ اکثر مادہ میں اس کے افراد زیادہ ہوتے ہیں اور جس قضیہ کو قیاس کا جز بنایا جاتا ہے اس کا نام مقدمہ رکھا جاتا ہے اور جس مقدمہ میں اصغر ہو اسکو صغریٰ اور جس میں اکبر ہو اس کو کبریٰ کہا جاتا ہے اور اصغر و اکبر کے مابین جس کا تکرار ہو اسکو حد اوسط کہا جاتا ہے ۔

تشریح: یعنی جس قیاس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ مذکور ہو وہ قیاس استثنائی ہے کیونکہ یہ قیاس حرف استثنا لکن وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے اور جس قیاس میں نتیجہ اور نقیض نتیجہ مذکور نہ ہو اسکو قیاس اقترانی کہا جاتا ہے کیونکہ اسمیں اصغر، اکبر، اوسط آپس میں ملتے ہیں جیسے زید انسان وکل انسان حیوان فزید حیوان میں تم دیکھ رہے ہو ۔ حملی وہ قیاس ہے جس کے دونوں قضیہ حملیہ ہوں اور شرطی وہ قیاس ہے جس کے دونوں قضیے حملیہ نہ ہوں دونوں شرطیہ ہوں یا ایک حملیہ اور ایک شرطیہ ہو یعنی جن دو قضیوں سے قیاس مرکب ہوتا ہے ان سے ہر ایک کو اس لئے مقدمہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں قضیہ نتیجہ قیاس پر مقدم ہوتے ہیں پس ہمارے قول کل جسم مولف وکل مولف حادث فکل جسم حادث میں کل جسم حادث نتیجہ اور اس کے موضوع جسم کو اصغر اور محمول کو اکبر کہا جاتا ہے اور کل جسم مولف کو صغریٰ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قضیہ اصغر یعنی جسم پر مشتمل ہے اور کل مولف حادث کو کبریٰ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قضیہ اکبر یعنی حادث پر مشتمل ہوا اور مولف کو حد اوسط کہا جاتا ہے کیونکہ یہی قیاس کے اصغر اور اکبر کے مابین مکرر ہوا اور صغریٰ وکبریٰ کے ہر ایک کو مقدمہ اور مجموعہ کو قیاس کہا جاتا ہے ۱۲

واقتران الصغریٰ بالکبریٰ یسمّی قرینۃ وضربا والھیئۃ الحاصلۃ من کیفیۃ وضع الاوسط عند الاصغر والاکبر یسمّی شکلا والاشکال اربعۃ وجہ الضبط ان یقال الحد الاوسط اما محمول الصغریٰ وموضوع الکبریٰ کما فی قولنا العالم متغیر وکل متغیر حادث فھو الشکل الاول وان کان محمولا فیھما فھو الشکل الثانی کما تقول کل انسان حیوان ولاشئ من الحجر بحیوان ینتج لاشئ من الانسان بحجر وان کان موضوعا فیھما فھو الشکل الثالث نحو کل انسان حیوان وبعض الانسان کاتب ینتج بعض الحیوان کاتب وان کان موضوعا فی الصغریٰ ومحمولا فی الکبریٰ فھو الشکل الرابع نحو قولنا کل انسان حیوان وبعض الکاتب انسان ینتج بعض الحیوان کاتب۔

ترجمہ اور صغریٰ وکبریٰ کے ساتھ ملنے کو قرینہ اور ضرب کہا جاتا ہے اور حد اوسط کو اصغر واکبر کے پاس رکھدینے سے جو ہیئت حاصل ہو اس کا نام شکل رکھا جاتا ہے اور شکلیں چار ہیں وجہ حصریہ ہے کہ کہا جاوے کہ حد اوسط اگر صغریٰ کا محمول اور کبریٰ کا موضوع ہو تو وہ شکل اول ہے جیسے ہمارے قول العالم متغیر وکل متغیر حادث فالعالم حادث میں اگر حد اوسط صغریٰ وکبریٰ دونوں کا محمول ہو تو وہ شکل ثانی ہے جیسے تو کہتا ہے کل انسان حیوان ولاشئ من الحجر بحیوان نتیجہ لاشئ من الانسان بحجر ہے اور اگر حد اوسط صغریٰ وکبریٰ دونوں کا موضوع ہو تو وہ شکل ثالث ہے جیسے کل انسان حیوان وبعض الانسان کاتب نتیجہ بعض الحیوان کاتب ہے اور اگر حد اوسط صغریٰ کے موضوع اور کبریٰ کے محمول ہو تو وہ شکل رابع ہے جیسے ہمارے قول کل انسان حیوان وبعض الکاتب انسان نتیجہ بعض الحیوان کاتب ۔

تشریح : جاننا چاہیے کہ مصنف ؒ نے اوّلا قیاس کی تعریف کر کے اس کو اقترانی اور استثنائی کیطرف تقسیم فرمایا ہے پھر قیاس اقترانی کو حملی وشرطی کیطرف تقسیم کر کے حملی کی تفصیل دو وجہ سے مقدم فرمایا ہے ایک تو اس لئے کہ حملی کے اجزاء کے بہ نسبت کم ہونے کی وجہ سے گویا حملی بسیط ہے اور شرطی مرکب اور بسیط مرکب پر طبعًا مقدم ہوتا ہے دوسری وجہ یہ کہ حملی کیطرف ایک قسم اور شرطی کی پانچ قسمیں ہیں پس حملی میں تفصیل کم اور شرطی میں تفصیل زیادہ ہوگی اور جس میں تفصیل کم ہو وہ مقدم ہونا چاہیے اور قیاس شرطی شرطیات سے مرکب ہونے کی تین صورتیں ہیں (۱) فقط متصلات سے مرکب ہو (۲) فقط منفصلات سے مرکب ہو (۳) متصلات و منفصلات دونوں سے مرکب ہو اور حملیہ وشرطیہ دونوں سے مرکب ہونے کی دو صورتیں ہیں (۱) حملیہ اور متصلہ سے مرکب ہو، حملیہ اور منفصلہ سے مرکب ہو اور اشکال اربعہ کی تعریف میں ان شعروں کو یاد کر لیا جاوے ؎ اوسط ار محمول صاد هم بود موضوع کاف ٭ دان تو اور اشکل اول چہاری بر عکس آن ٭ گر بود محمول ہر دو باشد آن شکل دوم ٭ در سوم موضوع ہر دو یاد دارای نکتہ دان ٭ ان شعروں میں اوسط بمعنی حد اوسط ہیں اور ار بمعنی اگر اور صاد بمعنی صغریٰ اور کاف بمعنی کبریٰ ہیں اور شکل اول بدیہی الانتاج ہونے کی وجہ سے اشرف الاشکال کہلاتا ہے لہذا اسکو اوّل کہا کرتے ہیں اور شکل ثانی صغریٰ میں شکل اوّل کا مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کو ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ صغریٰ کبریٰ کی بہ نسبت اشرف ہوتا ہے اور شکل ثالث باقی آئندہ صفحہ میں

6/2

فصل اشرف الاشكال من الاربعة الشكل الاول ولذلك كان انتاجه بينا بديهيا يسبق الذهن فيه الى النتيجة سبقا طبعيا من دون حاجة الى فكر وتامل وله شرائط وضروب اما الشرائط فاثنان احدهما ايجاب الصغرى وثانيهما كلية الكبرى فان يفقدا معا او يفقد احدهما لا يلزم النتيجة كما يظهر عند التامل واما الضروب فاربعة لان الاحتمالات في كل شكل ستة عشر لان الصغرى اربعة والكبرى ايضا اربعة اعني الموجبة الكلية والموجبة الجزئية والسالبة الكلية والجزئية والاربعة في الاربعة ستة عشر واسقط شرائط الشكل الاول اثنى عشر وهو الصغرى السالبة الكلية مع الكبريات الاربع والصغرى السالبة الجزئية مع تلك الاربع وهذه ثمانية والكبرى الموجبة الجزئية والسالبة الجزئية مع الصغرى الموجبة الجزئية والكلية وهذه اربعة

(بقیہ گزشتہ صفحہ) جزو اول یعنی کبری میں شکل اول کا مشابہ ہوتا ہے لہذا اسکو شکل ثالث کہا جاتا ہے اور شکل رابع کسی میں شکل اول کا مشابہ نہیں لہذا اسکو شکل رابع کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: چاروں شکلوں سے اشرف شکل اول ہے اسی وجہ سے اس کا منتج ہونا ظاہر اور بدیہی ہے اور اسمیں نتیجہ کی طرف ذہن طبعی طور پر سبقت کرتا ہے فکر و تامل کی ضرورت نہیں ہوتی اور شکل اول کے لئے کچھ شرائط اور چند ضروب ہیں اور شرائط دو ہیں (۱) صغری موجبہ ہونا (۲) کبری کلیہ ہونا پس اگر دونوں شرطیں مفقود ہوں یا ایک مفقود ہو تو منتج نہ ہوگا جیسے تامل کے وقت ظاہر ہوگا اور ضروب چار ہیں کیونکہ ہر شکل میں عقلی احتمالات سولہ ہیں کیونکہ صغری میں چار احتمالات ہیں موجبہ کلیہ ہونا موجبہ جزئیہ ہونا سالبہ کلیہ ہونا سالبہ جزئیہ ہونا اور کبری میں چار احتمالات ہیں پس اگر چار کو چار میں ضرب دیا جائے تو سولہ صورتیں ہو جائیں گے اور شکل اول کی شرائط نے بارہ کو ساقط کر دیا ہے یعنی صغری سالبہ کلیہ کے کبری کی چار صورتیں اور صغری سالبہ جزئیہ ہو کے کبری کی چاروں صورتیں یہ آٹھ ہوئے اور صغری موجبہ جزئیہ ہو کے کبری موجبہ جزئیہ یا سالبہ جزئیہ ہونا اور صغری موجبہ کلیہ ہو کے کبری موجبہ جزئیہ ہونا یا سالبہ جزئیہ ہونا اور یہ چار ہوئے پس ضروب نتیجہ چار باقی رہے۔

تشریح: یعنی ذہن طبعی طور پر اولاً نتیجے کے موضوع سے حد اوسط کی طرف اور حد اوسط سے نتیجہ کے محمول کی طرف منتقل ہوتا ہے پس ان سے لازمی طور پر نتیجہ کے موضوع سے محمول کی طرف منتقل ہو جاتا ہے مثلاً العالم متغیر وکل متغیر حادث فالعالم حادث کے اندر اولاً ذہن کا انتقال عالم سے متغیر کی طرف پھر متغیر سے حادث کی طرف ہوا اور اس سے لازم آیا کہ متغیر حد اوسط کے واسطہ سے ذہن کا انتقال عالم سے حادث کی طرف ہو جائے اور یہی نتیجہ ہے لہذا مناطقہ شکل اول کو بدیہی الانتاج کہا کرتے ہیں بخلاف دوسرے اشکال کے کیونکہ ان میں ذہن کا انتقال نتیجہ کے موضوع سے محمول کی طرف نظری ہے بدیہی نہیں (قولہ شرائط دو ہیں) یعنی کیفیت کے اعتبار سے صغری موجبہ ہونا اور کمیت کے اعتبار سے کبری کلیہ ہونا شرط ہے / باقی آئندہ صفحہ

باقی آئندہ صفحہ

فبواربعة ضروب منتجة الضروب الاول مركب من موجبة كلية صغرىٰ موجبة كلية كبرىٰ ينتج موجبة كلية نحو كل ج ب وكل ب د ينتج كل ج د والضرب الثانى مؤلف موجبة كلية صغرىٰ وسالبة كلية كبرىٰ ينتج سالبة كلية نحو كل انسان حيوان ولا شئ من الحيوان بحجر ينتج لاشئ من الانسان بحجر والضروب الثالث ملتئم من موجبة جزئية صغرىٰ موجبة كلية كبرىٰ والنتيجة موجبة جزئية نحو بعض الحيوان فرس وكل فرس صهال ينتج بعض الحيوان صهال والضروب الرابع منهدوج من موجبة جزئية صغرىٰ وسالبة كلية كبرىٰ ينتج سالبة جزئية كقولنا بعض الحيوان ناطق ولاشئ من الناطق بناهق فالنتيجة بعض الحيوان ليس بناهق -

بقیہ گذشتہ صفحہ - کیونکہ صغریٰ موجبہ نہ ہونے کی صورت میں شکل منتج ہونا ضروری ہے کیونکہ اس صورت میں اکبر کے ذریعہ حکم حد اوسط ہوگا وہ اصغر کیلئے ثابت نہ ہوگا اور کبریٰ کلیہ نہ ہونے کے جزئیہ ہونے کی صورت میں ممکن ہے کہ اکبر کے ذریعہ جس بعض حد اوسط پر حکم ہوا ہے اصغر اس بعض میں داخل نہ ہو بلکہ اس کا غیر ہو لہذا اس صورت میں بھی حد اوسط کے ذریعہ اصغر کا حکم معلوم نہ ہوگا اور جہت کے اعتبار سے صغریٰ کا فعلیہ ہونا شرط ہے کیونکہ صغریٰ میں حکم بالقوۃ ہونے کی صورت میں حد اوسط کے ذریعہ اصغر کا حکم معلوم نہ ہوگا کیونکہ حد اوسط پر جو حکم ہوا وہ بالفعل ہے بالقوۃ نہیں - نیچے سولہ صورتوں کا نقشہ ہے -

(نقشہ ضروب ستۃ عشر)

تعداد	صغریٰ	کبریٰ	تعداد	صغریٰ	کبریٰ	تعداد	صغریٰ	کبریٰ	تعداد	صغریٰ	کبریٰ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ
۲	"	"	۶	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	۱۰	"	موجبہ جزئیہ	۱۴	"	" جزئیہ
۳	"	"	۷	"	"	۱۱	"	سالبہ کلیہ	۱۵	"	سالبہ کلیہ
۴	"	"	۸	"	"	۱۲	"	سالبہ جزئیہ	۱۶	"	" جزئیہ

مرقومہ نقشہ میں اخیر کے آٹھ ضربیں اور ۲، ۴، ۶، ۸ نکل گئے صرف ۱، ۳، ۵، ۷ رہ گئے

ترجمہ ؛ ضرب اوّل مرکب ہے صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے اس ضرب کا نتیجہ موجبہ کلیہ ہے جیسے کل انسان حیوان وکل حیوان جسم فکل انسان جسم اور ضرب ثانی مرکب ہے صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے اس ضرب کا نتیجہ سالبہ کلیہ ہے جیسے کل انسان حیوان ولاشئ من الحیوان بحجر فلاشئ من الانسان بحجر ضرب ثالث مرکب ہے صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے اس ضرب کا نتیجہ موجبہ جزئیہ ہے جیسے بعض الحیوان فرس وکل فرس صہال فبعض الحیوان صہال ضرب رابع مرکب ہے صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے اس ضرب کا نتیجہ سالبہ جزئیہ ہے جیسے ہمارے قول بعض الحیوان ناطق ولاشئ من الناطق بناہق فبعض الحیوان لیس بناہق ۱۲

تنبیہ الا۔ انتاج الموجبة من خواص الشکل الاول کما ان الانتاج للنتائج الاربعة ایضا من خصائصہ والصغری الممکنة غیر منتجة فی ھذا الشکل فقد وضح بما ذکرنا انہ لابد فی ھذا الشکل کیفا ایجاب الصغری وکما کلیة الکبری وجھة فعلیة الصغری

فصل ویشترط فی انتاج الشکل الثانی بحسب الکیف ای الایجاب والسلب اختلاف المقدمتین فان کانت الصغری موجبة کانت الکبری سالبة وبالعکس وبحسب الکم ای الکلیة والجزئیة کلیة الکبری والا یلزم الاختلاف الموجب لعدم الانتاج ای صدق القیاس مع ایجاب النتیجة تارة ومع سلبھا اخری ونتیجة ھذا الشکل لا یکون الا سالبة وضروبہ المنتجة ایضا اربعة احدھا من کلیتین والصغری موجبة ینتج سالبة کلیة کقولنا کل ج، ب ولا شئ من آ ب فلا شئ من ج آ، والدلیل علی ھذا الانتاج عکس الکبری فانک اذا عکست الکبری صار لا شئ من ب ۱ وبانضمامہ الی الصغری انتظم الشکل الاول وینتج النتیجة المطلوبة الضرب الثانی من موجبة کلیة کبری وسالبة کلیة صغری کقولنا لا شئ من ج ب، وکل آ ب، ینتج لا شئ من ج آ والدلیل علی الانتاج عکس الصغری وجعلھا کبری ثم عکس النتیجة الضرب الثالث من موجبة جزئیة صغری وسالبة کلیة کبری ینتج سالبة جزئیة کقولک بعض ج، ب، ولا شئ من آ ب فلیس بعض ج آ الضرب الرابع من سالبة جزئیة صغری موجبة کلیة کبری ینتج سالبة جزئیة تقول بعض ج لیس ب وکل آ ب فبعض ج لیس ا۔

ترجمہ تنبیہ: صرف شکل اول ہی موجبہ کلیہ کا نتیجہ دیتا ہے جس طرح موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ چاروں کا نتیجہ دینا بھی شکل اول کا خاصہ ہے اور صغری ممکنہ ہونا اس شکل میں منتج نہیں پس ظاہر ہوا اذکرنا سے کہ اس شکل میں کیفیت کے اعتبار سے صغری موجبہ ہونا اور کمیت کے اعتبار سے کبری کلیہ ہونا اور جہت کے اعتبار سے صغری فعلیہ ہونا شرط ہے۔

باقی آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو

نقشہ ضروب منتجہ شکل اول

ضروب	مقدمتین	نتیجہ	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
اول	دونوں موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	کل انسان حیوان	وکل حیوان جسم	فکل انسان جسم
دوم	صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کل انسان حیوان	فلاشئ من الحیوان بحجر	فلاشئ من الانسان بحجر
سوم	" " جزئیہ " موجبہ "	موجبہ جزئیہ	بعض الحیوان فرس	وکل فرس صہال	فبعض الحیوان صہال
چہارم	" " " " سالبہ "	سالبہ جزئیہ	بعض الحیوان ناطق	ولاشئ من الناطق بناہق	فبعض الحیوان لیس بناہق

چونکہ نتیجہ ارذل یعنی ادنیٰ کا تابع ہوتا ہے اور ایجاب و سلب میں سلب ادنیٰ ہے اور کلی جزئی میں جزئی ادنیٰ ہے لہذا شکل میں اگر ایجاب و سلب دونوں ہوں تو نتیجہ سالبہ اور اگر کلی و جزئی دونوں ہوں تو نتیجہ جزئیہ ہوتا ہے۔

تنبیہ: دو چیزیں شکل اول کے خواص ہیں (۱) موجبہ کلیہ کا منتج ہونا (۲) محصورات اربعہ کا منتج ہونا کیونکہ دوسرے اشکال نہ موجبہ کلیہ کا منتج بنتے ہیں نہ محصورات اربعہ کے چنانچہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

ترجمہ: قولہ ویشترط الخ شکل ثانی منتج ہونے میں کیفیت یعنی ایجاب و سلب کے اعتبار سے صغریٰ و کبریٰ کا مختلف ہونا شرط ہے پس اگر صغریٰ موجبہ ہوگا تو کبریٰ سالبہ ہوگا اور اگر صغریٰ سالبہ ہوگا تو کبریٰ موجبہ ہوگا یعنی کلی [دوجزئی] ہونے کے اعتبار سے کبریٰ کا کلیہ ہونا شرط ہے ورنہ اختلاف لازم آئے گا جو عدم انتاج کا مستلزم ہے یعنی قیاس صادق آتا کبھی نتیجہ موجبہ کے ساتھ اور کبھی نتیجہ سالبہ کے ساتھ اور اس شکل کے ضروب منتجہ بھی چار ہیں (۱) صغریٰ و کبریٰ دونوں کلیہ ہوکے صغریٰ موجبہ ہونا اس ضرب کا نتیجہ سالبہ کلیہ ہے جیسے کل انسان حیوان ولاشئ من الحجر بحیوان فلاشئ من الانسان بحجر اور دلیل اس شکل کے نتیجہ دینے میں کبریٰ کا عکس بنانا ہے اس لئے کہ جب تو کبریٰ کا عکس لے گا لاشئ من الحیوان بحجر ہوگا اور اسکو صغریٰ کے ساتھ ملانے سے شکل اول ہوجائے گا اور یہی سالبہ کلیہ نتیجہ ہوگا اور اس شکل کی ضرب ثانی صغریٰ کلیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے مرکب ہے جیسے لاشئ من الحجر بحیوان وکل انسان حیوان فلاشئ من الحجر بانسان نتیجہ ہے اور دلیل اس نتیجہ دینے میں صغریٰ کا عکس ہے کہ اس کو کبریٰ قرار دینا پھر نتیجہ کا عکس لینا ہے اور شکل کا ضرب ثالث صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے مرکب ہے اس ضرب کا نتیجہ سالبہ جزئیہ ہے جیسے تیرے قول بعض الجسم حیوان ولاشئ من الحجر بحیوان فبعض الجسم لیس بحجر نتیجہ ہے اور اس شکل کا ضرب رابع صغریٰ سالبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ سے مرکب ہے اور اس ضرب کا نتیجہ سالبہ جزئیہ ہے جیسے تو کہتا ہے بعض الحیوان لیس بانسان وکل ناطق انسان فبعض الحیوان لیس بناطق ہے۔

تشریح: یعنی شکل ثانی منتج ہونے کیلئے بھی دو شرطیں ہیں (۱) ایجاب و سلب میں صغریٰ و کبریٰ مختلف ہونا (۲) کبریٰ کلیہ ہونا کیونکہ ان دونوں شرطوں میں سے ایک فوت ہونے کی صورت میں نتیجہ میں اختلاف ہوگا اور یہ اختلاف منتج نہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ نتیجہ اس قول آخر کو کہا جاتا ہے جو صغریٰ و کبریٰ کیلئے لازم ہو پس اگر صغریٰ و کبریٰ کے لئے قضیہ موجبہ لازم ہو تو کسی مادہ میں قضیہ سالبہ لازم آنے کی کوئی وجہ نہیں اور اگر سالبہ لازم ہو تو کسی مادہ میں موجبہ لازم آنے کی کوئی وجہ نہیں حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ شکل ثانی میں صغریٰ و کبریٰ مختلف نہ ہونے کی صورت میں یہ اختلاف ہو جاتا ہے چنانچہ صغریٰ و کبریٰ دونوں موجبہ ہونے کی صورت میں کسی مادہ میں نتیجہ موجبہ ہوتا ہے اور کسی مادہ میں نتیجہ سالبہ ہوتا ہے مثلاً کل انسان حیوان وکل ناطق حیوان دونوں صادق ہیں اور نتیجہ کل انسان ناطق موجبہ کلیہ ہے اور اگر کبریٰ کو بدل کر کہا جاوے کل انسان حیوان وکل فرس حیوان تو نتیجہ فلاشئ من الانسان بفرس سالبہ کلیہ ہونا لازم آتا ہے کیونکہ بعض الانسان فرس کہ

یا کل انسان فرس دونوں موجبات سے ایک بھی صادق نہیں اسی طرح دونوں سالبہ ہونے کی صورت میں بھی لاشئی من الناطق بحجر و لاشئی من الحجر بناطق دونوں صادق ہیں× اور اگر کبریٰ کو بدل کر کہا جاوے لاشئی من الانسان بحجر ولاشئی من الفرس بحجر تو نتیجہ فلاشئی من الانسان بفرس سالبہ ہونا لازم آتا ہے بنا بریں معلوم ہوا کہ شکل ثانی منتج ہونے کیلئے مقدمتین یعنی صغریٰ و کبریٰ کا مختلف ہونا ضروری ہے اسی طرح شرط ثانی منتفی ہونے کی صورت میں بھی نتیجہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے چنانچہ کبریٰ سالبہ جزئیہ ہونے کی صورت میں کل انسان ناطق وبعض الحیوان لیس بناطق دونوں صادق ہیں اور نتیجہ بعض الحیوان انسان موجبہ ہے پس اگر کبریٰ کو بدل کر کہا جاوے کل انسان ناطق وبعض الصاہل لیس بناطق تو نتیجہ بعض لیس بصاہل سالبہ جزئیہ ہونا لازم آتا ہے اور اگر موجبہ جزئیہ ہو تو لاشئی من الانسان بفرس وبعض الحیوان فرس دونوں صادق ہیں اور نتیجہ بعض الانسان حیوان موجبہ ہے اور کبریٰ کو بدل کر کہا جاوے لاشئی من الانسان بفرس وبعض الصاہل فرس تو نتیجہ بعض الانسان لیس بصاہل سالبہ ہو جائے گا بنا برعلیہ معلوم ہوا کہ شکل ثانی منتج ہونے کیلئے کبریٰ ہونا شرط ہے —

نقشۂ ضروب منتجۂ شکل ثانی

ضرب	مقدمتین	نتیجہ	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
اوّل	صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کل انسان حیوان	ولاشئی من الحجر بحیوان	فلاشئی من الانسان بحجر
دوم	〃 سالبہ 〃 〃 موجبہ کلیہ	〃	لاشئی من الحجر بحیوان	وکل انسان حیوان	فلاشئی من الحجر بانسان
سوم	〃 موجبہ جزئیہ 〃 سالبہ 〃	سالبہ جزئیہ	بعض الجسم حیوان	ولاشئی من الحجر بحیوان	فبعض الجسم لیس بحجر
چہارم	〃 سالبہ 〃 〃 موجبہ 〃	〃	بعض الحیوان لیس بانسان	وکل ناطق انسان	فبعض الحیوان لیس بناطق

پس معلوم ہوا کہ شکل ثانی کے ضرب اول و دوم کا نتیجہ سالبہ کلیہ اور ضرب سوم وچہارم کا نتیجہ سالبہ جزئیہ ہے اور اس انتاج کی دلیل یہ ہے کہ اگر ہم کبریٰ کا عکس کر کے صغریٰ کے ساتھ ملا دیں تو شکل اول بن جائے گا جو بدیہی الانتاج ہے چنانچہ ضرب اوّل کا کبریٰ لاشئی من الحجر بحیوان کا عکس لاشئی من الحیوان بحجر کو صغریٰ کے ساتھ ملانے سے شکل اول بن کے سالبہ کلیہ کا نتیجہ دیگا مثلاً کہا جاوے کہ کل انسان حیوان ولاشئی من الحیوان بحجر فلاشئی من الانسان بحجر ہے اور یہی شکل دوم کے ضرب اول کا بھی نتیجہ تھا اسی طرح ضرب ثالث میں کہا جاوے بعض الجسم حیوان ولاشئی من الحیوان بحجر ہے نتیجہ بعض الجسم لیس بحجر سالبہ جزئیہ ہے جو شکل دوم کے ضرب سوم کا نتیجہ تھا اور شکل ثانی کے ضرب دوم سالبہ کلیہ کے منتج ہونے کی دلیل صغریٰ کا عکس نے کر کبریٰ بنا کے نتیجہ کا عکس لینا ہے تاکہ شکل اول بنکر بعینہ وہی نتیجہ دے جو شکل ثانی کے ضرب دوم نے دیا تھا مثلاً ضرب دوم میں لاشئی من الحجر بحیوان کا عکس لاشئی من الحیوان بحجر کو کبریٰ بنا کے کل انسان حیوان کبریٰ کو صغریٰ بنا کے اگر کہا جاوے کل انسان حیوان ولاشئی من الحیوان بحجر تو شکل اول ہو جائیگا اور اس کا نتیجہ فلاشئی من الانسان بحجر ہے اور اس کا عکس لاشئی من الحجر بانسان ہے جو شکل ثانی کے ضرب دوم کا نتیجہ تھا اور شکل دوم کے ضرب رابع سالبہ جزئیہ کے منتج ہونا دلیل خلف سے ثابت ہے یعنی کہا جاوے کہ شکل ثانی کے ضرب رابع کا نتیجہ بعض الحیوان لیس بناطق مسلم نہ ہونے کی صورت میں اسکی نقیض کل حیوان ناطق مسلم ہوگی ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آئے گا جو باطل ہے پس اس نقیض کو صغریٰ قرار دیکے بایں طور شکل اول بنایا جائیگا کل حیوان ناطق وکل ناطق انسان نتیجہ کل حیوان انسان ہوگا اور یہ اصل قیاس کے صغریٰ بعض الحیوان لیس بانسان کی نقیض ہے لہٰذا نتیجہ شکل اول اور اصل قیاس کا صغریٰ ایک ساتھ صادق نہیں آسکتے ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔ اور صغریٰ کو پہلے مان لیا گیا ہے لہٰذا شکل اول کا نتیجہ غلط ہوگا۔ پس شکل ثانی کے ضرب رابع کا نتیجہ حق ہونا ثابت ہوا اور گزشتہ تحریرات سے یہ بات بھی صاف ہو چکی ہے کہ شکل ثانی کا نتیجہ ہمیشہ سالبہ ہی ہوتا ہے ضرب اول و دوم کا نتیجہ سالبہ کلیہ اور ضرب سوم وچہارم کا نتیجہ سالبہ جزئیہ ہے اور ضرب اول و سوم کا منتج ہونا اس طور ثابت ہے کہ کبریٰ کا عکس لے کر صغریٰ کے ساتھ ملانے سے بعینہٖ شکل اول بن جاوے گا اور ضرب دوم کو شکل اول بنانے کی صورت یہ ہے کہ صغریٰ کا عکس لے کر کبریٰ بنایا جاوے اور کبریٰ کو صغریٰ بنایا جاوے بعد ازاں نتیجہ کا عکس لیا جاوے اور ضرب رابع کو شکل اول میں لیجانے کی صورت یہ ہے کہ اس ضرب کے نتیجہ کے نقیض کو صغریٰ اور اصل قیاس کے کبریٰ بنانے سے شکل اول بن جانے کے بعد جو نتیجہ حاصل ہوگا وہ اصل قیاس کے صغریٰ کا مخالف ہوگا اور یہ صغریٰ پہلے ہی سے مسلم تھا پس معلوم ہوا کہ شکل اول کا نتیجہ غلط ہے۔ وھو المدعیٰ ——

فصل شرط انتاج الشکل الثالث کون الصغریٰ موجبة وکون احدی المقدمتین کلیة فضروبہ الناتجة ستة احدها کل ب ج، وکل ب، آ، فبعض ج، آ، ثانیها کل ب، ج، ولاشیٔ من ب، آ، فبعض ج لیس آ و ثالثها بعض ب، ج وکل ب، آ فبعض ج، ا ورابعها بعض ب، ج ولاشیٔ من ب، آ فبعض ج لیس ا۔ خامسها کل ب، ج وبعض ب، آ فبعض ج، آ وسادسها کل ب، ج وبعض ب، لیس آ، فبعض ج لیس آ۔

ترجمة : شکل ثالث منتج ہونے کی شرط صغریٰ کا موجب ہونا اور کبریٰ و صغریٰ دونوں سے ایک کا کلیہ ہونا ہے پس اس کے ضروب منتجہ چھ ہیں (۱) دونوں موجبہ کلیہ نتیجہ موجبہ جزئیہ جیسے کل انسان حیوان وکل انسان ناطق فبعض الحیوان ناطق (۲) صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ سالبہ کلیہ نتیجہ سالبہ جزئیہ جیسے کل انسان حیوان ولاشیٔ من الانسان بفرس فبعض الحیوان لیس بفرس (۳) صغریٰ موجبہ جزئیہ کبریٰ موجبہ کلیہ نتیجہ موجبہ جزئیہ جیسے بعض الانسان حیوان وکل انسان ناطق فبعض الحیوان ناطق (۴) صغریٰ موجبہ جزئیہ کبریٰ سالبہ کلیہ نتیجہ سالبہ جزئیہ جیسے بعض الانسان حیوان ولاشیٔ من الانسان بحجر فبعض الحیوان لیس بحجر (۵) صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ موجبہ جزئیہ نتیجہ موجبہ جزئیہ جیسے کل انسان حیوان وبعض الانسان لیس بکاتب فبعض الحیوان لیس بکاتب۔

تشریح : یعنی شکل ثالث منتج ہونے کیلئے بھی دو شرطیں ہیں (۱) صغریٰ موجبہ ہونا (۲) صغریٰ وکبریٰ دونوں سے ایک کلیہ ہونا پس شرط اوّل سے آٹھ ضربیں نکل گئیں اور شرط دوم سے دو اور چھ ضربیں منتج ہیں جن کی مثال ترجمہ میں ظاہر کردیا گیا ہے اور ان ضروب ستہ سے ہر ایک کا انتاج دلیل خلف سے ثابت ہے یعنی ان ضروب کے نتیجہ کی نقیض کو کبریٰ بناکے ہر ضرب کے صغریٰ کے ساتھ ملاکے شکل اوّل بنالیا جاوے پس اس شکل اوّل کا نتیجہ اصل قیاس کے کبریٰ کی نقیض ہوگا مثلاً ضرب اوّل کا نتیجہ مسلم نہ ہونے کی صورت میں اس کا نقیض لاشیٔ من الحیوان بناطق ضرور صادق ہوگی ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آوے گا جو ناجائز ہے اور اس نقیض کو کبریٰ بناکے اصل قیاس کے صغریٰ کے ساتھ ملاکے کہا جاوے کل انسان حیوان ولاشیٔ من الحیوان بناطق پس نتیجہ لاشیٔ من الانسان بناطق ہوگا اور یہ نتیجہ اصل قیاس کے کبریٰ یعنی کل انسان ناطق کا منافی ہے مگر اس قیاس کو صادق مان لیا گیا تھا لہٰذا اس جدید شکل اوّل کا نتیجہ کاذب ہوگا اور نتیجہ کاذب ہونے کے اسباب تین ہو سکتے ہیں (۱) صغریٰ کا کاذب ہونا (۲) کبریٰ کا کاذب ہونا (۳) انتاج کی کوئی شرط فوت ہوجانا لیکن یہاں صغریٰ کاذب نہیں کیونکہ اس کو صادق مان لیا ہے اور شرائط بھی موجود ہیں کیونکہ صغریٰ موجبہ ہے اور دونوں کلیہ ہیں پس معلوم ہوا کہ کبریٰ کاذب ہے پس جب کبریٰ کاذب ہو تو اس کا نقیض جو ضرب اوّل کا نتیجہ تھا حق ہوگا۔ یہی مدعا ہے

فصل : وشرائط انتاج الشكل الرابع مع كثرتها وقلة جدواها مذكورة في المبسوطات فلا علينا لو تركنا ذكرها وكذا شرائط سائر الاشكال بحسب الجهة لا يحتمل امثال رسالتي هذه لبيانها - **فائدة** ولعلك وعلمت مما القينا عليك ان النتيجة في القياس تتبع ادون المقدمتين في الكيف والكم والادون في الكيف هو السلب في الكم هو الجزئية فالقياس المركب من موجبة وسالبة ينتج سالبة والمركب من كلية وجزئية انما ينتج جزئية واما المركب من الكليتين فربما ينتج كلية وقد ينتج جزئية -

ترجمہ : اور شکل رابع کے شرائط انتاج اس کے زیادہ ہونے اور اس کے نفع کم ہونے کے باوجود لمبی کتابوں میں مذکور ہیں لہٰذا اگر ہم ان کا ذکر چھوڑ دیں تو ہم پر کوئی الزام نہیں اسی طرح بقیہ اشکال کی شرائط باعتبار جہت کہ اس جیسا معمولی رسالہ ان کے بیان کا متحمل نہیں کر سکتا - **تشریح :** شکل رابع منتج ہونے کے کیف وکم کے لحاظ سے احدالامرین شرط ہے (۱) صغری کلیہ ہو کر مقدمتین کا موجبہ ہونا (۲) یا ایجاب وسلب میں مقدمتین مختلف ہو کر لاعلی التعیین ایک کا کلیہ ہونا پس ان شرائط سے آٹھ ضربیں نکل گئیں بقیہ آٹھ ضربیں منتج ہیں چنانچہ آنے والے نقشہ میں ان کو ظاہر کر دیا گیا ہے اور نقشہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ شکل رابع کا نتیجہ سالبہ کلیہ سالبہ جزئیہ موجبہ جزئیہ تینوں ہو سکتے ہیں البتہ اس شکل کا نتیجہ موجبہ کلیہ نہیں ہو سکتا اور سابق تحریرات سے واضح ہو چکا ہے کہ شکل اول کا نتیجہ محصورات اربعہ سب ہو سکتے ہیں اور شکل دوم کا نتیجہ صرف سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ ہوتا ہے اور شکل سوم کا نتیجہ صرف موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ ہوا کرتا ہے -

نقشہ ضروب منتجہ شکل رابع

ضروب	مقدمتین	نتیجہ	صغری	کبری	نتیجہ
اول	دونوں موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	کل انسان حیوان	وکل ناطق انسان	فبعض الحیوان ناطق
دوم	صغری موجبہ جزئیہ کبری موجبہ جزئیہ	"	"	وبعض الاسود انسان	فبعض الحیوان اسود
سوم	" " " سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	"	ولا شیٔ من الفرس بانسان	فبعض الحیوان لیس بفرس
چہارم	" " " جزئیہ	"	"	وبعض الاسود لیس بانسان	" " " باسود
پنجم	" " " سالبہ کلیہ	"	بعض الانسان اسود	ولا شیٔ من الحجر بانسان	فبعض الاسود لیس بحجر
ششم	" سالبہ کلیہ " موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	لا شیٔ من الانسان بحجر	وکل ناطق انسان	فلا شیٔ من الحجر بناطق
ہفتم	" " " " جزئیہ	سالبہ جزئیہ	"	وبعض الاسود انسان	فبعض الحجر لیس باسود
ہشتم	" سالبہ جزئیہ " موجبہ کلیہ	"	بعض الحیوان لیس باسود	وکل انسان حیوان	فبعض الاسود لیس بانسان

ترجمہ فائدہ : شاید تم نے میری بتائی ہوئی باتوں سے معلوم کر لیا ہے کہ نتیجہ قیاس میں مقدمتین سے ادنیٰ کا تابع ہوتا ہے کیف اور کم دونوں میں پس کیف میں سلب ادنیٰ ہے ایجاب سے اور کم میں جزئی ادنیٰ ہے کلی سے پس جو قیاس موجبہ اور سالبہ سے مرکب ہوگا اس کا نتیجہ سالبہ ہوگا اور جو قیاس کلیہ اور جزئیہ سے مرکب ہوگا اس کا نتیجہ جزئیہ ہوگا اور جو قیاس دو کلیہ سے مرکب ہوتا ہے وہ کبھی کلیہ کا منتج ہوتا ہے اور کبھی جزئیہ کا ۱۲

فصل ؛ فی الاقترانیات من الشرطیات وحالها فی انعقاد الاشکال الاربع والضروب المنتجة والشرائط المعتبرة کحال الاقترانیات من الحملیات سواء بسواء مثال الشکل الاول فی المتصلة کلما کان زید انسانا کان حیوانا وکلما کان حیوانا کان جسما ینتج کلما کان زید انسانا کان جسما مثال الشکل الثانی کلما کان زید انسانا کان حیوانا ولیس البتة اذا کان حجرا کان حیوانا ینتج لیس البتة ان کان زید انسانا کان حجرا مثال الثالث منها کلما کان زید انسانا کان حیوانا و کلما کان زید انسانا کان کاتبا ینتج قد یکون اذا کان زید حیوانا کان کاتبا واما الاقترانی الشرطی المؤلف من المنفصلات مثاله من الشکل الاول اما کل آ بَ او کل جَ دَ ودائما اما کل دَ ہَ ینتج دائما اما کل آ بَ او کل جَ، ہَ او کل دَ، د واما الاقترانی الشرطی المرکب من حملیة ومتصلة فکقولنا کلما کان ب، ج فکل جَ آ وکل دَ، ا ینتج کلما کان ب، جَ فکل جَ، ا وعلی هذا القیاس باقی الترکیبات ؛

x کلما کان زید انسانا کان حیوانا

ترجمہ ؛ یہ فصل ان قیاس اقترانیوں میں ہے جو شرطیات سے مرکب ہیں اور ان کا حال اشکال اربعہ بننے میں اور ضروب منتجہ میں اور شرائط معتبرہ میں ان قیاس اقترانیوں کے مانند ہے جو حملیات سے مرکب ہیں برابر سرابر اس شکل اول کی مثال جو متصلہ سے مرکب ہے کلما کان زید انسانا کان حیوانا وکلما کان حیوانا کان جسما نتیجہ کلما کان زید انسانا کان جسما ہے اس شکل ثانی کی مثال جو متصلہ سے مرکب ہے کلما کان زید انسانا کان حیوانا ولیس البتہ اذا کان حجرا کان حیوانا نتیجہ لیس البتہ اذا کان زید انسانا کان حجرا اس شکل ثالث کی مثال جو متصلہ سے مرکب ہے کلما کان زید انسانا کان حیوانا وکلما کان زید انسانا کان کاتبا نتیجہ قد یکون اذا کان زید حیوانا کان کاتبا اور وہ قیاس اقترانی شرطی جو منفصلات سے مرکب ہے اس کی مثال شکل اول سے دائما اما ان یکون العدد زوجا واما ان یکون الزوج زوج الزوج او یکون زوج الفرد نتیجہ دائما اما ان یکون العدد زوج الزوج او یکون زوج الفرد اور وہ قیاس اقترانی شرطی جو حملیہ و متصلہ سے مرکب ہے جیسے ہمارے قول کلما کان ب، ج فکل ج آ وکل د آ نتیجہ کلما کان ب، ج فکل ج آ، باقی ترکیبوں پر قیاس کر لو ۔

تشریح ؛ یعنی جو قیاس اقترانی شرطیات سے بنتا ہے وہ بھی اشکال اربعہ کیطرف منقسم ہوتا ہے اور اس کی شکل اول کے شرائط انتاج اور ضروب منتجہ بھی وہی ہیں جو قیاس اقترانی حملی کی شکل اول کے شرائط اور ضروب تھے اسی طرح اس کی شکل ثانی، ثالث اور رابع کے بھی وہی شرائط و ضروب ہیں جو قیاس اقترانی حملی کی شکل ثانی، ثالث رابع کے شرائط اور ضروب تھے اور قیاس اقترانی شرطی کی پانچ صورتیں ہیں (۱) دونوں متصلہ (۲) دونوں منفصلہ (۳) ایک متصلہ اور ایک منفصلہ (۴) ایک حملیہ اور ایک متصلہ (۵) ایک حملیہ اور ایک منفصلہ ۔ (باقی ص ۸۹ پر)

فصل فی القیاس الاستثنائی وھو مرکب من مقدمتین ای قضیتین احدھما شرطیۃ والاخریٰ حملیۃ ویتخلل بینھما کلمۃ الاستثناء اعنی الا واخواتھا ومن ثم یسمیٰ استثنائیاً فان کانت الشرطیۃ متصلۃ فاستثناء عین المقدم ینتج عین التالی واستثناء نقیض التالی ینتج رفع المقدم کما تقول کلما کانت الشمس طالعۃ کان النھار موجوداً لکن الشمس طالعۃ ینتج فالنھار موجود لکن النھار لیس بموجود ینتج فالشمس لیست بطالعۃ وان کانت منفصلۃ حقیقیۃ فاستثناء عین احدھما ینتج نقیض الاٰخر وبالعکس وفی مانعۃ الجمع ینتج القسم الاول دون الثانی وفی مانعۃ الخلو القسم الثانی دون الاول وھٰھنا قد انتھت مباحث القیاس بالقول المجمل والتفصیل موکول الی الکتب الطوال والاٰن نذکر طرفاً من لواحق القیاس ۔

تعداد	اجزاء ترکیبیہ	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
١	دو شرطیہ متصلہ	کلما کانت الشمس طالعۃ کان النھار موجوداً	وکلما کان النھار موجوداً فالعالم مضیئ	کلما کانت الشمس طالعۃ فالعالم مضیئ
٢	" " منفصلہ	اما ان یکون ھٰذا العدد زوجاً او فرداً	واما ان یکون الزوج زوج الزوج او زوج الفرد	اما ان یکون العدد زوج الزوج او زوج الفرد
٣	صغریٰ حملیہ کبریٰ متصلہ	ھٰذا الشیئ انسان	وکلما کان ھٰذا الشیئ انساناً کان حیواناً	ھٰذا الشیئ حیوان
٤	" " منفصلہ	ھٰذا عدد	ودائماً اما ان یکون ھٰذا العدد زوجاً او فرداً	فھٰذا اما ان یکون زوجاً او فرداً
٥ب	" منفصلہ کبریٰ حملیہ	اما ان یکون ھٰذا العدد زوجاً او فرداً	وکل زوج منقسم بمتساویین	اما ان یکون العدد منقسماً بمتساویین او فرداً
٥الف	" متصلہ کبریٰ منفصلہ	کلما کان ھٰذا الشیئ عدداً فھو عدد	ودائماً اما ان یکون زوجاً او فرداً	کلما کان ھٰذا الشیئ عدداً فاما ان یکون زوجاً او فرداً
٥ب	" منفصلہ " متصلہ	اما ان یکون العدد زوجاً او فرداً	وکلما کان العدد زوجاً کان منقسماً بمتساویین	اما ان یکون العدد منقسماً بمتساویین او فرداً ۔

نقشہ ھٰذا کے ضرب اول میں حد اوسط النھار موجود اور ضرب ثانی میں العدد زوج اور ضرب ثالث میں " انسان " اور ضرب رابع الف میں " عدد " اور ب میں " زوج " اور ضرب خامس الف میں " عدد " اور ب میں عدد مراد ہے

خلاصہ فصل قیاس استثنائی وہ قیاس ہے جو دو قضیوں سے مرکب ہو ایک حملیہ اور دوسرا شرطیہ اور ان دونوں کے درمیان کوئی حرف استثناء یعنی الا وغیرہ ہو اور استثناء بیچ میں ہونے کی وجہ سے اس قیاس کا نام استثنائی ہے پس اگر شرطیہ متصلہ ہوگا تو عین مقدم کا استثناء عین تالی کا نتیجہ دے گا اور نقیض تالی کا استثناء رفع مقدم کا نتیجہ دے گا جیسے تو کہتا ہے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النھار موجوداً ہے لکن النھار لیس بموجود نتیجہ الشمس لیست بطالعۃ ہے اور اگر منفصلہ حقیقیہ ہوا ۔

تشریح مبحث اور قیاس اقترانی شرطی شکل رابع کی مثال جس کو مصنف نے پیش نہیں کیا کلما کان النھار موجوداً کر باقی

[illegible]

بقیہ تشریح صفحہ ۸۸ فالعالم حادث وکلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا نتیجہ قد یکون اذا کان العالم مضیئا فالشمس طالعۃ بقیہ اشکال کی مثالیں ترجمہ میں لکھ دی گئیں ـــ

ترجمہ صفحہ ۸۹ : پس منفصلہ کے دونوں جزء سے ایک کے عین کا استثنا دوسرے کی نقیض کا اور ایک کی نقیض کا استثناء دوسرے کے عین کا نتیجہ دیگا اور مانعۃ الجمع میں قسم اول کا نتیجہ دے گا اور مانعۃ الخلو میں قسم ثانی کا نتیجہ دے گا نہ قسم اول کا اور یہاں اجمالی قول کے ساتھ قیاس کے مباحث ختم ہوئے اور تفصیل لمبی کتابوں کی طرف سپرد ہے اور اب ذکر کریں گے ہم کچھ قیاس کے متعلقات ـــ

تشریح صفحہ ۸۹ : قیاس استثنائی وہ قیاس ہے جو مرکب ہے، ایسے دو قضیوں سے جس میں ایک شرطیہ اور دوسرا حملیہ ہو اور چونکہ اس کے دونوں قضیوں کے درمیان حرف استثنا ہوتا ہے اس لئے اس قیاس کو قیاس استثنائی کہا جاتا ہے اور قیاس استثنائی میں عین نتیجہ یا نقیض نتیجہ مذکور رہتا ہے لہٰذا اگر متصلہ ہو تو مقدم کا استثناء تالی کا نتیجہ دے گا ورنہ لازم و ملزوم سے منفک ہونا لازم آئے گا جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا لکن الشمس طالعۃ پس نتیجہ النہار موجود ہوگا جو عین تالی ہے کیونکہ یہاں نقیض تالی کا استثناء رفع مقدم کا نتیجہ دے گا ورنہ لازم کے بغیر ملزوم موجود ہونا لازم آئے گا جو بطلان لزوم کا تقاضا کرتا ہے جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودا لکن النہار لیس بموجود پس نتیجہ الشمس لیست بطالعۃ ہے کیونکہ النہار لیس بموجود تالی کی نقیض کا استثناء ہونے کے باوجود مقدم کا رفع الشمس لیست بطالعۃ اگر صادق نہ آوے تو وجود نہار لازم کے بغیر طلوع شمس ملزوم پایا جانا لازم آوے گا ہاں عین تالی کے استثناء سے عین مقدم کا نتیجہ اسی طرح نقیض مقدم کے استثناء سے نقیض تالی کا نتیجہ نہ ہوگا کیونکہ تالی مقدم سے عام ہوسکتا ہے اور اگر شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہو تو مقدم و تالی سے کسی ایک کا استثنا دوسرے کی نقیض کا منتج ہوگا اور کسی ایک کی نقیض کا استثناء دوسرے کے عین کا منتج ہوگا پس نتائج چار ہوں گے جیسے اما ان یکون ہذا العدد زوجا او فردا لکنہ زوج پس نتیجہ فہو لیس بفرد ہے۔ کیونکہ مقدم کا استثناء ہوا لہٰذا نقیض تالی نتیجہ ہوگا اور اگر کہا جاوے لکنہ فرد پس نتیجہ فہو لیس بزوج ہے کیونکہ تالی کا استثناء نقیض مقدم کا نتیجہ دیتا ہے اور اگر کہا جاوے لکنہ لیس بزوج پس نتیجہ فہو فرد ہوگا۔ کیونکہ نقیض مقدم کا استثناء عین تالی کا نتیجہ دیتا ہے اور اگر کہا جاوے لکنہ لیس بفرد پس نتیجہ فہو زوج ہے۔ کیونکہ نقیض تالی کا استثنا عین مقدم کا نتیجہ دیتا ہے ـــ

قولہ فی مانعۃ الجمع : یعنی مانعۃ الجمع میں مقدم و تالی سے جس کا بھی استثناء ہو وہ دوسرے نقیض کا منتج ہوگا کیونکہ اسمیں دونوں جزءوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا اور مقدم و تالی سے کسی کی نقیض کے استثناء سے دوسرے کے عین کا منتج ہوگا کیونکہ اسمیں جزئین کا ارتفاع ہوسکتا ہے پس نتیجہ دو ہوں گے جیسے اما ان یکون ہذا الشیء انسانا او شجرا لکنہ انسان نتیجہ فہو لیس بشجر ہے اور اگر کہا جاوے لکنہ شجر پس فہو لیس بانسان ہے ـــ

قولہ وفی مانعۃ الخلو ـــ یعنی مانعۃ الخلو میں مانعۃ الجمع کا برعکس ہوگا یعنی مقدم و تالی سے جس کی نقیض کا استثناء ہوگا وہ دوسرے کے عین کا منتج ہوگا کیونکہ یہاں دونوں جزئین کا ارتفاع نہیں ہوسکتا اور مقدم و تالی کے کسی کا عین اگر مستثنیٰ ہو تو دوسرے کی نقیض کا منتج نہ ہوگا کیونکہ یہاں جزئین کا اجتماع ہوسکتا ہے جیسے اما ان یکون ہذا الشیء لاشجرا او لاحجرا لکنہ لیس بلاشجر پس نتیجہ فہو لاحجر ہے اور اگر کہا جاوے لکنہ لیس بلاحجر پس نتیجہ فہو لاشجر ہوگا واللہ اعلم ـــ

فصل : الاستقراء هو الحكم على كلي بتتبع اكثر الجزئيات كقولنا كل حيوان يحرك فكه الاسفل عند المضغ لانا استقرينا اى تتبعنا الانسان والفرس والبعير والحمير والطيور والسباع فوجدنا كلها كذلك فحكمنا بعد تتبع هذه الجزئيات المستقرية ان كل حيوان يحرك فكه الاسفل عند المضغ والاستقراء لا يفيد اليقين وانما يحصل الظن الغالب لجواز ان لا يكون جميع افراد وهذا الكلي بهذه الحالة كما يقال ان التمساح ليس على هذه الصفة بل يحرك فكه الاعلى ـــ

ترجمہ :- کسی کلی کے اکثر جزئیات کی تفتیش سے پوری کلی پر حکم لگا دینے کو استقراء کہتے ہیں ، قولنا کل حیوان یحرک فکہ الاسفل عند المضغ (یعنی ہر حیوان چباتے وقت نیچے کے جبڑے کو ہلاتا ہے) کیونکہ ہم نے انسان فرس ، اونٹ ، گدھے ، پرندے ، درندے سب کی تفتیش کی سو سب کو ہم ایسا پائے پس حکم لگایا ہم نے ان جزئیات کے تتبع کے بعد ہر حیوان چباتے وقت نیچے کا جبڑا ہلاتا ہے اور استقراء مفید یقین نہیں اس سے ظن غالب حاصل ہوتا ہے بوجہ ممکن ہونے نہ ہوتا کلی کے تمام افراد ایسے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ گھڑیال اس صفت پر نہیں بلکہ وہ اوپر کا جبڑا ہلاتا ہے ـ

تشریح :- یعنی لاحق قیاس سے استقراء ہے اور استقراء کل افراد کے لئے کسی حکم کو ثابت کر دینا ہے بوجہ ثابت ہونے اکثر افراد کیلئے اور استقراء کی دو قسمیں ہیں تام اور غیر تام استقراء تام وہ استقراء ہے جو احاطہ کرنے والا ہو تمام افراد کو اور اسی کو قیاس کہا جاتا ہے جیسے ہمارے قول کل جسم اما جماد او حیوان او نبات وکل واحد منہا متحیز ـ پس نتیجہ نکل جسم متحیز ہوگا اور یہ قسم مفید یقین ہے اور استقراء غیر تام وہ استقراء ہے جو تمام افراد کو احاطہ کرنے والا نہ ہو جیسے ہم نے انسان ، فرس ، حمار ، طیر کے افراد کا تتبع کر کے دیکھا کہ وہ چباتے وقت نیچے کا جبڑا ہلاتے ہیں پس ہم نے کلی حکم دیدیا کہ کل حیوان یحرک فکہ الاسفل عند المضغ اور یہ قسم مفید یقین نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ہم نے جن کا تتبع کیا ہے ان کے علاوہ کوئی جانور اس کا مخالف ہو چنانچہ گھڑیال کے متعلق مشہور ہے کہ وہ چباتے وقت اوپر کا جبڑا ہلاتا ہے ـ

فصل التمثیل وھو اثبات حکم فی جزئی لوجودہ فی جزئی اٰخر لمعنی جامع مشترک بینھما کقولنا العالم مؤلف فھو حادث کالبیت ولھم فی اثبات ان الامر المشترک علۃ للحکم المذکور طرق عدیدۃ مذکورۃ فی علم الاصول والعمدۃ فیھا طریقان احدھما الدوران عند المتاخرین والقدماء کانوا یسمونہا بالطرد والعکس وھو ان یدور الحکم مع المعنی المشترک وجوداً وعدماً ای اذا وجد المعنی وجد الحکم واذا انتفی انتفی الحکم فالدوران دلیل علی کون المدار اعنی المعنی علۃ للدائر ای الحکم۔

ترجمہ: تمثیل کسی جزئی میں کسی حکم کو ثابت کرنا ہے بوجہ موجود ہونے اس حکم کے دوسری جزئی میں کسی علت کے پائے جانے کی وجہ سے دونوں جزئی میں جیسے ہمارے قول عالم مولف ہے پس وہ حادث ہے گھر کے مانند اور علماء کے لئے اس امر کو ثابت کرنے میں کہ امر مشترک (یعنی علت جامعہ) حکم کی علت ہے مختلف طریقے ہیں جو اصول کی کتابوں میں مذکور ہیں جن میں دو طریقے عمدہ ہیں ان سے ایک طریقہ متاخرین کے نزدیک دوران ہے جس کا نام متقدمین طرد وعکس رکھتے ہیں اور دوران یہ ہے کہ حکم معنی مشترک (یعنی علت جامعہ) کے ساتھ وجود وعدم کے اعتبار سے دائر ہو یعنی جب علت پائی جائے تو حکم پایا جائے اور جب علت منتفی ہو تو حکم بھی منتفی ہو پس دوران دلیل ہے ہونے پر معنی مشترک کے علت حکم کا۔

تشریح: واضح ہو کہ شروع تصدیقات میں یہ بات گذر چکی ہے کہ حجت کی تین قسمیں ہیں (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل کیونکہ استدلال یا کلی کی حالت سے اس کے افراد کے حالت پر ہوگا یا افراد کے تتبع سے کلی حکم لگایا جائیگا یا دو جزئیوں میں سے ایک کی حالت سے دوسرے کی حالت پر ہوگا اور وہ دونوں جزئی کسی ایک کلی کے ماتحت مندرج ہوں گے پس قسم اوّل کو قیاس کہا جاتا ہے جسکی تفصیل گذر چکی ہے اور قسم ثانی کو استقراء اور قسم ثالث کو تمثیل کہا کرتے ہیں اور تمثیل دو جزئیوں میں سے ایک کی مشارکت بیان کرنا ہے دوسرے کے ساتھ کسی حکم کی علت میں تاکہ وہ اس جزئی میں بھی ثابت کیا جاوے جس کی مشارکت بیان کی جا رہی ہے اور اسی امر مشترک کو علت جامعہ کہا کرتے ہیں جیسے ہمارے اس قول میں کہ عالم مرکب ہے پس وہ حادث ہوگا گھر کے مانند کیونکہ گھر بھی مرکب ہونے کی وجہ سے حادث ہے پس استدلال مذکور میں عالم مقیس ہے اور گھر مقیس علیہ ہے اور ترکیب علت جامعہ ہے اور حدوث حکم ہے اور عالم وگھر دونوں جزئی موجود کلی کے افراد ہیں اور علماء کے پاس اس امر مشترک کو علت حکم ثابت کرنے کیلئے مختلف طریقے ہیں مگر عمدہ طریقہ دو ہیں ایک کا نام متاخرین کے نزدیک دوران ہے جس کو متقدمین طرد وعکس کہا کرتے تھے اور یہ دوران حکم کا دائر ہونا ہے علت کے وجود وعدم کے ساتھ یعنی علت پائی جانے کی صورت میں حکم بھی پایا جائے اور علت معدوم ہونے کی صورت میں حکم بھی معدوم ہو چنانچہ مثال مذکور میں کہا جاوے گا کہ حدوث حکم ہے اور ترکیب علت ہے جہاں جہاں ترکیب پائی جائے گی جیسے گھر وہاں حدوث پایا جائے گا اور جہاں ترکیب نہیں پائی جائے گی وہاں حدوث بھی نہیں پایا جائیگا جیسے واجب تعالیٰ میں ترکیب نہیں لہذا حدوث بھی نہیں پس معنی مشترک علت حکم ہونے پر یہ دوران دلیل ہے۔

والطریق الثانی السبر والتقسیم وھو انھم یعدون أوصاف الاصل ثم یثبتون ان ما وراء المشترک غیر صالح لاقتضاء الحکم وذلک لوجود تلک الاوصاف فی محل آخر مع تخلف الحکم عنہ مثلاً فی المثال المذکور یقولون ان علۃ حدوث البیت اما الامکان او الوجود او الجوھریۃ او الجسمیۃ او التالیف ولا شئ من المذکورات غیر التالیف بصالح لکونہ علۃ للحدوث والا لکان کل ممکن وکل جوھر وکل موجود وکل جسم حادثاً مع ان الواجب تعالیٰ والجوھر المجردۃ والاجسام الاثیریۃ لیست کذلک ۔

ترجمہ : دوسرا طریقہ سبر وتقسیم ہے اور وہ یہ ہے کہ علماء اصل کے اوصاف کو شمار کرتے ہیں پھر ثابت کرتے ہیں کہ معنی مشترک کا غیر اقتضاء حکم کی صلاحیت نہیں رکھتا اور یہ بوجہ موجود ہونے اوصاف کے محل آخر میں باوجود تخلف ہونے حکم کے اس سے مثلاً مثال مذکور میں کہا کرتے ہیں کہ گھر حادث ہونے کی علت یا ممکن ہونا ہے یا موجود ہونا ہے یا مرکب ہونا ہے اور مذکورہ چیزوں میں سے کوئی حدوث کی علت نہیں ہوسکتی علاوہ مرکب ہونے کے ورنہ ہر ممکن ہر موجود ، ہر جوہر ہر جسم حادث ہوتا ۔ باوجود اس کے واجب تعالیٰ جوہر مجردہ اجسام فلکیہ حادث نہیں ۔

تشریح : اور سبر وتقسیم اصل مقیس علیہ کے تمام اوصاف کو شمار کرکے یہ ثابت کرنا ہے کہ معنی مشترک کے علاوہ دوسرا کوئی وصف حکم کے تقاضا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ معنی مشترک کے علاوہ اور جتنے اوصاف ہیں وہ دوسری جگہ پائے جانے کے باوجود وہاں حکم نہیں پایا جاتا چنانچہ مثال مذکور میں کہا جاوے گا کہ گھر حادث ہونے کی علت ممکن ہونا ہے یا موجود ہونا یا جوہر ہونا یا جسم ہونا یا مرکب ہونا مگر اوصاف مذکورہ سے ترکیب کے علاوہ اور کوئی وصف حدوث کی علت نہیں ہوسکتا ورنہ ہر ممکن وغیرہ حادث ہوتے حالانکہ عقول عشرہ اور اجرام فلکیہ وغیرہ میں امکان وجود وغیرہ اوصاف موجود ہیں مگر ان سے کوئی حادث نہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ صرف ترکیب ہی علت حدوث ہے ۔

نوٹ :۔ عقول عشرہ اور اجرام فلکیہ کو فلاسفہ قدیم مانتے ہیں مگر ارباب حق ذات باری کے علاوہ تمام چیزوں کو حادث مانتے ہیں اور دلائل حقہ سے سب کا حدوث ثابت کرتے ہیں ۔

تنبیہ : منطقی تمثیل کو حضرات فقہاء قیاس کہا کرتے ہیں اور مقیس علیہ کا نام اصل اور مقیس کا نام فرع رکھتے ہیں اور حضرات فقہاء معنی مشترک کا نام علت جامعہ رکھتے ہیں اور اصطلاح کلام میں اسی تمثیل کو استدلال الشاہد علی الغائب کہا جاتا ہے پس ان کی اصطلاح پر غائب فرع اور شاہد اصل ہے اور ان کے اس قول میں کہ آسمان حادث ہے کیونکہ وہ گھر کے مانند متشکل ہے گھر شاہد ہے اور آسمان غائب ہے اور متشکل معنی مشترک ہے اور حدوث حکم ہے اور تمثیل منطقی میں بھی مقیس مقیس علیہ معنی مشترک اور حکم ان چاروں چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے معلوم ہوا کہ مناطقہ فقہاء متکلمین میں صرف اصطلاحات کا فرق ہے حقیقت میں کوئی فرق نہیں ۔

فصل ومن الاقیسة المرکبة قیاس یسمّی قیاس الخلف ومرجعه الی قیاسین احدهما اقترانی شرطی من المتصلتین وثانیهما استثنائی احدیٰ مقدمتیه لزومیة اعنی نتیجة القیاس الاول والمقدمة الاخریٰ مما استثنی فیه نقیض التالی تقریره ان یقال المدعی ثابت لانه لو لم یثبت یثبت نقیضه وکلما یثبت نقیضه یثبت المحال وهذا اول القیاسین ثم یجعل النتیجة المذکورة صغریٰ ونقول لو لم یثبت المدعی ثبت المحال ونضم الیه کبریٰ استثنائیًا ونقول لکن المحال لیس بثابت فبالضرورة ثبت المدعی والا لزم ارتفاع النقیضین وان اشتهیت فهم هذا المعنی فی مثال جزئی نقول کل انسان حیوان صادق لانه لو لم یصدق لصدق بعض الانسان لیس بحیوان وکلما صدق بعض الانسان لیس بحیوان لزم المحال ینتج کلما لو یصدق المدعی لزم المحال لکن المحال لیس بثابت فعلم ثبوت المدعی لیس بثابت فالمدعی ثابت ۔

ترجمہ: مرکب قیاسوں سے وہ قیاس ہے جس کا نام قیاس خلف رکھا جاتا ہے اور اس کا مدار دو قیاسوں پر ہے ایک قیاس اقترانی شرطی دو متصلہ سے مرکب ہے دوسرا قیاس استثنائی جس کا ایک مقدمہ لزومیہ ہے یعنی قیاس اول کا نتیجہ دوسرا وہ مقدمہ جس میں نقیض تالی کا استثناء ہوا قیاس خلف تقریر یہ ہے کہ کہا جاوے مدعی ثابت ہے کیونکہ اگر مدعی ثابت نہ ہو تو اسکی نقیض ثابت ہوگی　　　　اور جب نقیض ثابت ہو جائے گی محال ثابت ہو جائے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر مدعی ثابت نہ ہو تو محال ثابت ہو جائے گا یہ پہلی قیاس ہے پھر نتیجہ مذکورہ کو صغریٰ قرار دیکے کہیں گے اگر مدعی ثابت نہ ہو تو محال ثابت ہو جائے گا اور ملائیں گے ہم اس کے ساتھ قیاس استثنائی کا کبریٰ اور کہیں گے لیکن محال ثابت نہیں پس یقیناً مدعی ثابت ہے ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آئیگا اور اگر چاہے تو اس معنی کو کسی جزئی معنی میں سمجھے گا تو کہے کہ کل انسان حیوان یہ قضیہ صادق ہے اس لئے کہ اگر یہ قضیہ صادق نہ ہو تو اسکی نقیض بعض الانسان لیس بحیوان صادق آئے گی اور جب بعض الانسان لیس بحیوان صادق آوے محال لازم آئے گا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مدعی ثابت نہ ہو تو محال لازم آئے گا لیکن محال ثابت نہیں پس مدعی ثابت نہ ہونا ثابت نہیں پس مدعی ثابت ہے ۔

تشریح: اس مثال مذکور میں لو لم یصدق کل انسان حیوان لصدق نقیضه بعض الانسان لیس بحیوان وکلما صدق بعض الانسان لیس بحیوان لزم المحال قیاس اقترانی شرطی ہے جو دو شرطیہ متصلہ سے مرکب ہوا اس کا نتیجہ کلما لم یصدق المدعی لزم المحال شرطیہ متصلہ لزومیہ ہے اسی کو دوسرے قیاس کا مقدم بنا کے کہا جاوے کلما لم یصدق المدعی لزم المحال لکن المحال لیس بثابت یہ قیاس استثنائی ہے اس کے دوسرے مقدمہ میں نقیض تالی کو مستثنیٰ کیا گیا ہے کیونکہ لزم المحال مقدمہ اول کی تالی تھی پس اس قیاس ثانی کا نتیجہ فعلم ثبوت المدعی لیس بثابت ہوگا پس مدعی ثابت ہوگا ۔ **فائدہ:** خلف بمعنی باطل ہے اور یہ قیاس امر باطل کو مستلزم ہونے کی وجہ سے اس کو قیاس خلف کہتے ہیں ۔

فصل ينبغي ان يعلم ان كل قياس لابد له من صورة ومادة اما الصورة فهو الهيئة الحاصلة
من تركيب المقدمات ووضع بعضها عند بعض وقد عرفت الاشكال الاربعة المنتجة
وعلمت شرائطها في الانتاج بقي امر المادة فالقدما حتى الشيخ الرئيس كانوا اشد اهتماما
في تفصيل مواد الاقيسة وتوضيحها واكثر اعتناء عن البحث في بسطها وتنقيحها وذلك
لان معرفة هذا اتم فائدة واشمل عائدة بطالبي الصناعة لكن المتاخرين قد طولوا
الكلام في بيان صورة الاقيسة وبسطوا فيها غاية البسط سيما في اقيسة الشرطيات
المتصلة والمنفصلة مع قلة جدوى هذه المباحث ورفضوا امر المادة فاقتصروا
في بيانها على حدود الصناعات الخمس ولا ادري اي امر دعاهم الى ذلك واي باعث
اغراهم هنالك ولابد للفطن اللبيب ان يهتم في هذه المباحث الجليلة الشان
الباهرة البرهان غاية الاهتمام ويطلب ذلك المطلب العظيم والمقصد الفخيم
من كتب القدماء المهرة وزبر الاقدمين السحرة فعليك ايها الولد العزيز ان
نصيحتي ولا تنسى وصيتي انما القي عليك نبذا مما يتعلق بهذه الصناعات متوكلا على كافي المهمات

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ ہر قیاس کیلئے صورت اور مادہ کی ضرورت ہے اور صورت وہ ہیئت ہے جو حاصل ہو مقدمات کی ترکیب سے اور بعض مقدمات کو بعض کے پاس ذکر کرنے سے اور ضرور پہنچان لیا ہے تم نے نتیجہ دینے والے اشکال اربعہ کو اور معلوم کرلیا ہے تم نے اسکی شرائط کو نتیجہ دینے میں باقی رہا مادہ سو قدما حتی کہ شیخ رئیس ابو علی سینا سخت اہتمام کیا کرتے تھے۔ قیاسوں کی مادوں کی تفصیل و توضیح میں اور وہ زیادہ متوجہ تھے ان مادوں کے متعلق بحث کی تشریح و بسط میں یہ اس لئے کہ مادہ کو پہنچان لینا زیادہ مفید ہے طالبین منطق کیلئے لیکن متاخرین نے قیاسوں کی صورت کے بیان میں بہت زیادہ طول اختیار کیا ہے خاص کرکے ان قیاسوں کے متعلق جو شرطیات متصلہ و منفصلہ سے مرکب ہوں باوجودیکہ کم ہونے فائدہ ان مباحث کے اور امر مادہ کو بالکل چھوڑ دیا اور اس کے بیان میں صرف صنعات خمسہ کی تعریفوں پر اکتفا کیا اور میں نہیں جانتا کہ متاخرین کیلئے اس بارے میں کون سی چیزیں داعی ہوئی حالانکہ ضروری ہے ذہین و ذکی کیلئے اہتمام کرنا ان نفیس اور عظیم مباحث کا زیادہ اہتمام اور ان مباحث کو ماہرین قدما کی کتابوں سے معلوم کرلیا جاوے سو تم پر ضروری ہے اے پیارے لڑکو! میری نصیحت کو سننا اور نہ بھولنا میری وصیت کو میں بتاتا ہوں تمہیں چند باتیں جن کا تعلق مرقومہ صناعتوں سے ہے خدا پر بھروسہ کرکے۔ واضح ہو کہ قیاس مرکب ہونے کیوجہ سے اس میں مادہ اور صورت کا ہونا ضروری ہے پس جن قضایا سے قیاس مرکب ہوتا ہے ان قضیوں کو مادہ قیاس کہا جاتا ہے اور ترکیب مقدمات سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اسے صورت قیاس کہا جاتا ہے اور قیاس کے متعلق ابتک جتنی تفصیل گزری وہ صورت کے متعلق تھی اب مادہ کے اعتبار سے قیاس کی تقسیم ہو رہی ہے مگر قبل تقسیم جاننا چاہیئے / باقی

7/1

فاسمع ان القیاس باعتبار المادۃ ینقسم الی اقسام خمسۃ ویقال لہا الصناعات الخمسۃ احدہا البرہانی والثانی الجدلی والثالث الخطابی والرابع الشعری والخامس السفسطی :-

بقیہ صفحہ گزشتہ و کہ اعتقاد کی چار قسمیں ہیں، ظن، جہل، تقلید، یقین، ظن وہ اعتقاد ہے جس میں جانب مخالف کا احتمال ہو مگر مرجوح اور جہل وہ اعتقاد ہے جس میں جانب مخالف کا احتمال بالکل نہ ہو مگر وہ اعتقاد واقع اور نفس الامر کے مخالف ہو۔ اور تقلید وہ اعتقاد ہے جو جازم اور واقعی ہو کر ممکن الزوال ہو یعنی مشکک کے شبہات سے وہ زائل ہو سکے اور یقین وہ اعتقاد جازم ہے جو واقعی ہو کر ممکن الزوال نہ ہو اس تفصیل کے بعد جاننا چاہیے کہ مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے -

ترجمہ : یعنی مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں جن کو صناعات خمسہ کہا جاتا ہے - برہانی، جدلی خطابی، شعری، سفسطی،

تشریح : وجہ حصر یہ ہے کہ قیاس کے مقدمات یا مفید تصدیق ہوں گے یا تاثیر آخر کا فائدہ دیں گے جیسے تخیل کا۔ پس جس قیاس کے مقدمات تخیل کا فائدہ دیں وہ قیاس شعری ہے اور جس قیاس کے مقدمات ظن کا فائدہ دیں گے وہ خطابی ہے اور جس قیاس کے مقدمات ایسے اعتقاد جازم کا مفید ہوں جو ممکن الزوال نہیں وہ قیاس برہانی ہے اور جس قیاس کے مقدمات اس اعتقاد جازم کا فائدہ دیں جو تشکیک مشکک سے زائل ہو سکے پس اگر ان مقدمات میں اعتراف عوام اور تسلیم خصم کا اعتبار ہو تو وہ قیاس جدلی ہے اور اگر اس کا بھی اعتبار نہ ہو تو قیاس سفسطی یا مغالطیہ پھر مقدمات قیاس مفید تصدیق یا مفید تاثیر آخر ہونے کے اعتبار سے قضایا کی آٹھ قسمیں ہیں (۱) مظنونات (۲) مخیلات (۳) واجب القبول (۴) مشہورات (۵) مقبولات (۶) مسلمات (۷) مشبہات (۸) وہمیات،

اور تاثیر آخر کا فائدہ دینے والے ایسے قضایا مخیلات ہیں اور اقسام تصدیق سے ظن کا فائدہ دینے والے قضایا مظنونات ہیں مادہ اس یقین جازم کا فائدہ دینے والے قضایا واجب القبول ہیں جو یقین نفس الامر کا مطابق ہو اور اس یقین کا فائدہ دینے والے قضایا مشہورات ہیں جو یقین ایسے قضایا سے حاصل ہو جو فیما بین الجمہور مشہور ہیں اور اس یقین کا فائدہ دینے والے قضایا مقبولات ہیں جو یقین ایسے قضایا سے حاصل ہے جو قابل امام اعتماد کے نزدیک مسلم ہوں اور اس یقین کا فائدہ دینے والے قضایا مسلمات ہیں جو یقین ایسے قضایا سے حاصل ہو جو متخاصمین سے کسی ایک کے نزدیک مسلم ہوں اور اس یقین کا فائدہ دینے والے قضایا مشبہات جو یقین ان قضایا سے حاصل ہو جو قضایائے صادقہ مشہورہ کا مشابہ ہوں اور اس یقین کا فائدہ دینے والے قضایا وہمیات ہیں جو یقین ایسے قضایا سے حاصل ہو جن کے اندر وہم حاکم ہے اور جو قضایا نہ مفید تصدیق ہوں نہ مفید تاثیر آخر ارباب صناعات انکا اعتبار نہیں کرتے ---

فصل في البرهان ومايتعلق به اعلم ان البرهان قياس مؤلف من اليقينيات بديهية كانت او نظرية منتهية اليها وليس الامر كما زعم ان البرهان انما يتالف من البديهيات فحسب ثم البديهيات ستة احدها الاوليات وهي قضايا يجزم العقل فيها بمجرد الالتفات والتصور لايحتاج الى واسطة كقولك الكل اعظم من الجزء وثانيها الفطريات وهي مايفتقر الى واسطة غير غائبة عن الذهن اصلا ويقال لهذه القضايا قياساتها معها نحو الاربعة زوج فان من تصور الاربعة وتصور مفهوم الزوج بانه هو الذى ينقسم بمتساويين حكم بداهة بان الاربعة زوج ونحو قولنا الواحد نصف الاثنين فان العقل يحكم به بعد ان يلاحظ مفهوم نصف الاثنين والواحد

ترجمہ :- فصل برہان اور اس کے متعلق کے بیان میں تم جان لو کہ برہان وہ قیاس ہے جو یقینیات سے مرکب ہو خواہ وہ یقینیات بدیہیہ ہوں یا ایسے یقینیات نظریہ ہوں جو بدیہیہ کی طرف منتہی ہوں اور بات ویسی نہیں جیسا بعضوں کا خیال ہے کہ برہان صرف بدیہیات سے مرکب ہوتا ہے پھر بدیہیات کی چھ قسمیں ہیں (۱) بدیہیات اولیات یعنی وہ قضیے جس کا یقین کر لیتا ہے عقل صرف اطراف و نسبت کے تصور سے جیسے تیرے قول کل جزء سے بڑا ہے (۲) بدیہیات فطریات یعنی وہ قضیے جن کے یقینی کرنے کے لئے ایسے واسطہ کی حاجت ہو جو تصور اطراف اور نسبت کے وقت ذہن سے غائب نہیں ہوتا اور ان فطریات کو قضایا قیاساتہا معہا بھی کہا جاتا ہے جیسے چار کا جوڑ ہونا اس لئے کہ جس نے مفہوم اربعہ کا تصور کیا اور مفہوم زوج کا تصور کیا بایں طور کہ وہ دو برابر حصوں کی طرف منقسم ہوتا ہے وہ چار جوڑ ہونے کا حکم بداہۃً دیدیتا ہے اسی طرح ہمارے قول ایک دو کا آدھا ہونا اس لئے کہ عقل اس کا حکم دے گا بعد تصور کرنے نصف اثنین اور واحد کے مفہوم کا ۔

تشریح :- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ برہان وہ قیاس ہے جو بدیہیات سے مرکب ہو اور یہ غلط ہے کیونکہ قیاس برہانی یقینیات سے بنتا ہے خواہ وہ بدیہیات ہوں یا نظریات ہوں جو بدیہیات پر منتہی ہو جائے اور یقینیات جمع ہے یقینی کی اور یقین وہ تصدیق جازم ہے جو نفس الامر ثابت کا مطابق ہو پس تصدیق کی قید سے شک اور بقیہ تصورات خارج ہو گئے اور جازم کی قید سے ظن خارج ہو گیا اور مطابقت نفس الامر کی قید سے جہل مرکب خارج ہو گیا کیونکہ وہ نفس الامر کا مخالف ہوتا ہے اور ثابت کی قید سے تقلید خارج ہو گئے کیونکہ وہ اگرچہ نفس الامر کا مطابق ہے مگر مشکک کی تشکیک سے زائل ہو جاتا ہے ثابت نہیں رہتا اور یقینیات نظریات میں بدیہیات پر منتہی ہو جانے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ بدیہیات پر منتہی نہ ہونے کی صورت میں تسلسل لازم آئے گا یا دور کیونکہ نظریات کا حصول دوسرے شئ پر موقوف ہوتا ہے اور وہ دوسرے شئ اگر بدیہی نہیں تو اس کا حصول تیسرے شئ پر موقوف ہوگا پس یہ سلسلہ یا الیٰ غیر النہایہ چلتا ہے گا یا تو

وثالثها الحدسيات وهي ظهور المبادی دفعةً واحدة من دون ان يكون هناك حركة فكرية الفرق بين الحدس والفكر انه لابد في الفكر من الحركتين للنفس بخلاف الحدس فان الذهن بعد ملحصل له المطلوب بوجه مايتحرك في المعاني المخزونة والمبادي المكنونة طالبا لما يكون لها تناسب بالمطلوب حتى يجد معلومات مناسبة له وههنا تم الحركة الاولى ثم يرجع قهقری ويتحرك ثانيا مرتبا لتلك المعلومات المخزونة التي وجدها ترتيبا تدريجيا حتى وصل الى المطلوب وتم الحركة الثانية فمجموع هاتين الحركتين يسمى بالفكر مثلا اذا كنت تصورت الانسان بوجه من الوجوه كالكاتب والضاحك مثلا ثم صرت طالبا لماهية الانسان تحركت ذهنك نحو المعاني التي عندك مخزونة فوجدت الحيوان والناطق مناسبا للمطلوب فتم الحركة الاولى ومبدؤه المطلوب المعلوم من وجه ومنتهاه الحيوان والناطق ثم ترتيب الحيوان والناطق بان تقدم الحيوان الذی هو الجنس على الناطق الذی هو الفصل وقلت الحيوان الناطق وههنا انقطع الحركة الثانية وحصل المطلوب :-

---

بقیہ صفحہ گزشتہ : یا نظری اول کی طرف عود کرے گا مثلا کہا جاوے کہ آخری نظری کا حصول اول نظری سے ہوگا صورت اول میں تسلسل ہے اور صورت ثانی میں دور اور ان دونوں کا محال ہونا اپنی جگہ سے ثابت ہو چکا ہے لہذا کہنا پڑیگا کہ نظریات بدیہیات سے حاصل ہوں گے (۲) بدیہیات نظریات وہ قضیے ہیں جن کا تعلق یقین حاصل ہونے میں صرف تصور موضوع و محمول اور تصور نسبت کافی نہ ہو بلکہ ایسے ایک واسطہ کے تصور کی ضرورت ہو جو حس ظاہر اور حس باطن کا غیر ہو اور ذہن سے بالکل غائب نہ ہوتا ہو جیسے الاربعۃ زوج والواحد نصف الاثنین کہ جس نے مفہوم اربعہ کا تصور کیا اور مفہوم زوج کا بایں طور تصور کیا کہ دو برابر حصوں پر منقسم ہوتا ہے وہ بداہۃً حکم دیدیگا کہ اربعہ زوج ہے پس اس حیثیت اربعہ کا یقین حاصل ہونے میں زوج کے تصور میں تلک الحیثیۃ واسطہ ہے مگر یہ واسطہ ذہن سے کبھی غائب نہیں ہو سکتا کہ مفہوم زوج ذہن میں حاصل ہو اور انقسام بمتساوین ذہن میں حاصل نہ ہو اور اسی طرح جس نے مفہوم نصف الاثنین اور مفہوم واحد کا تصور کیا ہو وہ بھی واحد اثنین کے نصف ہونے کا حکم بداہۃً دیدیگا ۔

ترجمہ : بدیہیات حدسیات وہ مبادی کا ظاہر ہو جانا ہے ایک ہی دفعہ بدون ہونے وہاں فکری حرکت، اور حدس وفکر کے مابین فرق یہ ہے کہ فکر میں نفس کی دو حرکت کی ضرورت ہوتی ہے بخلاف حدس کے کیونکہ کسی طریقہ سے ذہن کو اپنا مطلوب حاصل ہونے کے بعد ذہن خیال کے محفوظ معنیوں میں حرکت کرتا ہے اس معنی کا مطلوب ہو کر جو مطلوب کا منافی مناسب ہوتا کہ مطلوب کے مناسب معلومات حاصل کرے جہاں نفس کی پہلی حرکت ختم ہو گئی پھر ذہن پیچھے کیطرف لوٹتا ہے اور ثانیا حرکت کرتا ہے ان معلومات محفوظ کو تدریجی رفتار سے ترتیب دیتا ہو جنکو اس نے حاصل کیا ہے کہ وہ مطلوب تک پہنچ جائے / باقی

واما الحدس ففيه انتقال الذهن من المطلوب الى المبادى دفعة ومنها الى المطلوب كذلك واكثر مايكون الحدس من عقيب الشوق والتعب وقد يكون بدونها والناس مختلفون فى الحدس فمنهم من هو قوى الحدس كثيرة يحصل له من المطالب اكثرها بالحدس كالمؤيد بالقوة القدسية كالحكماء والاولياء والانبياء ومنهم من هو قليل الحدس ضعيفه ومنهم من لاحدس له كالمنتهى فى البلادة ومن هذا يعلم ان البداهة والنظرية مختلفان بالاشخاص والاوقات فرب حدسى عند فاقد القوة القدسية يكون نظريا وبديهيا عند صاحبها ؛ -

بقیہ ترجمہ صفہ ۹۸ : اب ثانی حرکت ختم ہوگئی پس ان دونوں حرکتوں کے مجموعہ کو فکر کہا جاتا ہے مثلاً جب انسان کا تصور کاتب وضاحک وغیرہ کسی طریقہ سے کرلے پھر تو ماہیت انسان کا طالب ہو جائے پس حرکت دے تو اپنے ذہن کو ان معنیوں کی طرف جو تیرے خیال میں جمع ہیں پس پا دے تو حیوان وناطق کو تیرے مطلوب کا مناسب پس نفس کی پہلی حرکت ختم ہوگئی جس کا مبدا ر وہ مطلوب ہے جو من وجہ معلوم ہو اور اس کا منتہی حیوان ناطق ہے پھر ترتیب دیتا ہے تو حیوان ناطق کو بایں طور کہ اس حیوان کو تو مقدم کرتا ہے جو جنس ہے اس ناطق پر جو فصل ہے اور کہتا ہے تو حیوان ناطق اور یہاں نفس کی ثانی حرکت ختم ہوگئی اور مطلوب حاصل ہوگیا -

تشریح صفہ ۹۸ : حدسیات وہ قضیے ہیں جن کا یقین حاصل ہونے کیلئے حدس کی بھی ضرورت ہو اور حدس مبادی مرتبہ کا ذہن میں دفعۃً منکشف ہو جاتا ہے پس حدس میں نفس کی حرکت نہیں ہوتی بلکہ مطلوب سے مبادی کی طرف اور مبادی سے مطلوب کیطرف ذہن کا انتقال دفعۃً ہو جاتا ہے جیسے نور القمر مستفاد من نور الشمس کہ نور قمر کے تشکلات مختلف ہو جانا اور شعاع شمس سے قریب یا بعید ہونے کے اعتبار سے (یہ مبادی ہیں) اس سے ذہن دفعۃً منتقل ہو جاتا ہے نور قمر شمس سے مستفاد ہونے کیطرف اور اس انتقال میں ترتیب مقدمات کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ حدس مقابل ہے فکر کا کیونکہ فکر میں ذہن کی دو حرکتیں ہوتی ہیں اور اول حرکت مطالب سے مبادی کیطرف اور ثانی حرکت مبادی سے مطالب کی طرف مثلاً جب آپ کو انسان مطلوب کا تصور بالوجہ ہو جائے ضاحک وکاتب وغیرہ سے پھر آپ ماہیت انسان معلوم کرنے کا طالب ہو جائے تو آپ اپنا ذہن کو متوجہ بنائیں گے ان معانی کیطرف جو خیال میں محفوظ ہیں مثلاً جوہر جسم مطلق جسم نامی حیوان ناطق وغیرہ کہ ان معنیوں سے کون کون سے معنی ماہیت انسان کے مناسب ہیں پس یہ ذہن کی پہلی حرکت ہوئی انسان مطلوب سے معانی محفوظہ مبادی کی طرف پھر ان معنیوں سے جو جو مطلوب کا مناسب ہو ان کے کر تدریجی طور پر ذہن ترتیب دیگا مثلاً مثال مذکور میں حیوان اور ناطق کو مطلوب کا مناسب پایا اور ان کو بایں طور ترتیب دی کہ جنس کو مقدم کیا اور فصل کو مؤخر کیا اور حیوان ناطق سے ذہن کا انتقال انسان مطلوب کی طرف ہو گیا پس یہ ذہن کی دوسری حرکت ہوئی -

ترجمہ صفہ ہذا : اور بہرحال حدس پس اسمیں ذہن کا انتقال ہے مطلوب سے مبادی تک اور مبادی سے مطلوب تک ایک ہی دفعہ اور اکثر حدس واقع ہوتا ہے شوق وتعب کے بعد اور کبھی ان کے بغیر بھی ہوتا ہے اور لوگ حدس میں (باقی)

ورابعها المشاهدات وهي قضايا يحكم فيها بواسطة المشاهدة والاحساس وهي تنقسم الى قسمين الاول ما شوهد باحدى الحواس الظاهرة وهي خمس، الباصرة والسامعة والشامة والذائقة واللامسة ويسمى هذا القسم بالحسيات والثانى ما ادرك بالمدركات من الحواس الباطنة التى هى ايضا خمس الحس المشترك المدرك للصور والخيال التى هو خزانة له والوهم المدرك للمعانى الشخصية والجزئية والحافظة التى هو خزانة للمعانى الجزئية المتصرفة التى تتصرف فى الصور والمعانى بالتخليل والتركيب ويسمى هذا القسم بالوجدانيات ومدركات العقل الصرف اعنى الكليات غير مندرج فى هذا القسم مثال القسم الثانى كما حكمنا بان لنا جوعا او عطشا۔

بقیہ ترجمہ صفحہ ۹۹ : مختلف ہیں بعضوں کا حدس قوی ہے ان کو اکثر مطالب حدس سے حاصل ہوتے ہیں جیسے وہ حضرات ہیں جنکی تائید کی گئی قوت قدسیہ کے ساتھ مثلاً حضرات انبیاء اولیاء اور حکماء اور بعض لوگوں کا حدس ضعیف ہے اور بعضوں کو حدس بالکل نہیں جیسے انتہا درجے کا بلید اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بداہت ونظریت اشخاص واوقات کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتی ہیں پس بہت سے حدسیات ان کے پاس نظریات ہیں جن کو قوت حدسیہ حاصل نہیں اور ان کے پاس بدیہیات ہیں جنکو قوت حدسیہ حاصل ہے ۔

تشریح صفحہ ۹۹ : یعنی حدس کے بارے میں لوگ مختلف ہیں بعض لوگوں کو اکثر مطالب حدس ہی سے حاصل ہوتے ہیں جیسے حضرات انبیاء اور اولیاء جن کو منجانب اللہ قوت قدسیہ حاصل ہے اور بعض لوگوں کو بہت کم مطالب حدس سے حاصل ہوتے ہیں ان کو بلید کہا جاتا ہے اور بعض لوگوں کو حدس سے کوئی مطلوب حاصل نہیں ہوتا ان کو ابلد کہا جاتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ بدیہی ونظری اشخاص واوقات کے اعتبار سے مختلف رہتی ہے پس اولیات ونظریات تو عموما ہر شخص کے اعتبار سے یقینا بدیہیات ہیں مگر بقیہ چار یعنی حدسیات مشاہدات تجربیات اور متواترات صرف اس شخص کے حق میں یقینی بدیہی ہیں جس کو اُن کا مشاہدہ یا حدس یا تواتر یا تجربہ حاصل ہوچکا ہے مثلاً جس شخص نے یاقوت نہ دیکھا ہو گلاب نہ سونگھا ہو اور ان کا ذکر اتنے لوگ سے نہ سنا ہو جن کا جھوٹ پر اتفاق ہونے کو عقل محال سمجھتی ہو تو اس کے حق میں الیاقوت احمر الورد طیب الرائحہ وغیرہ قضایا یقینیہ بدیہیہ نہ ہوں گے لہذا کہنا پڑیگا کہ یہ اقسام بعض لوگوں کے اعتبار سے یقینی بدیہی ہیں اور بعض کے اعتبار سے نظری ہیں ۔

ترجمہ صفحہ ہذا : چوتھا مشاہدات ہیں یعنی وہ قضایا جن کے اندر حکم مشاہدہ اور احساس کے توسط سے ہو اور مشاہدات کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کا مشاہدہ حواس خمسہ ظاہرہ آنکھ، کان، ناک، زبان، اور چھونے کی قوت سے کسی ایک کے ذریعہ ہوا ہو اور اس قسم کا نام حسیات رکھا جاتا ہے دوسرا وہ جس کا ادراک حواس خمسہ باطنہ سے ہوا ہو یعنی حس مشترک جو صورتوں کا ادراک کرتا ہے اور خیال جو خزانہ ہے حس مشترک کا اور وہم جو معانی جزئیات کا ادراک کرتا ہے اور حافظہ جو معانی جزئیہ کا خزانہ ہے اور متصرفہ جو حاصل شدہ صورتیں اور جزئی معنوں میں تحلیل وترکیب کر باقی

وخامسها التجربيات وهي قضايا يحكم العقل بها بواسطة تكرار المشاهدة وعدم التخلف حكما كليا بالحكم بان شرب السقمونيا مسهل للصفراء وسادسها التواترات وهي قضايا يحكم بها بواسطة إخبار جماعة يستحيل العقل تواطؤهم على الكذب واختلفوا في اقل عدد هذه الجماعة قيل ان اقله اربعة وقيل عشرة وقيل اربعون والاشبه ان هذا العدد يختلف باختلاف حال الذين اخبروه واختلاف الواقعة فلا يتعين عدد والضابطة ان يبلغ الى حد يفيد اليقين فهذه الستة هي مبادى البراهين ومقاطع الدليل ومنتهى اليقين :-

بقیہ ترجمہ صفحہ ۹۹ : کے ساتھ تعرف کرتا ہے اور اس قسم کا نام وجدانیات رکھا جاتا ہے اور معانی کلیہ جن کا ادراک صرف عقل کرتی ہے اس قسم میں داخل نہیں اور وجدانیات کی مثال ہمیں بھوک اور پیاس ہونے کا حکم ہے ۔

تشریح صفحہ ۱۰۰ : مشاہدات وہ قضیہ ہیں جن کا یقین حاصل ہونے کے لئے تصور موضوع و محمول و نسبت کے علاوہ حس ظاہرہ یا حس باطنہ کا واسطہ ہو ان کو حسیات کہا جاتا ہے جیسے النار محرقۃ الیاقوت احمر الورد طیب الرائحۃ وغیرہ قضایا کا یقین حاصل ہونے کیلئے لامسہ سے احراق کو اور آنکھ سے حمرت کو اور ناک سے بو کو معلوم کرنے کی ضرورت ہے اور جن قضایا میں حس باطن کا واسطہ ہو ان کا نام وجدانیات رکھا جاتا ہے جیسے اِنَّا اَعْطَشْنَا انا مسرور وغیرہ قضایا کا یقین حاصل ہونے کیلئے حواس باطنہ کا واسطہ ہے اور باصرہ یعنی دیکھنے والی قوت جو ان دو مجوف عصبتین میں رکھی ہوئی ہے جو آپس میں مل کر جدا ہو جاتے ہیں اور آنکھوں تک پہنچے ہیں سامعہ یعنی وہ سننے والی قوت جو اس پٹھے میں رکھی ہوئی ہے جو کان کے سوراخ میں چھپا ہوا ہے ۔ شامہ یعنی وہ سونگھنے والی قوت جو گوشت کے ان دو ٹکڑے میں رکھی ہوتی ہے جو سر پستان کی طرح مقدم دماغ میں لگے ہوئے ہیں ذائقہ و چکھنے والی قوت جو زبان میں پھیلی ہوئی ہے ۔ لامسہ یعنی چھونے کی قوت جس کے ذریعہ گرمی، سردی، تری، سختی وغیرہ معلوم کی جا سکتی ہے ۔ حس مشترک یعنی وہ قوت جس میں جزئیات محسوسہ کی صورتیں منتقش ہوتی ہیں اور اس قوت کا محل اول دماغ ہے اور خیال وہ قوت ہے جو ان جزئی صورت کو محفوظ رکھتی ہے جن کا انتقاش حس مشترک میں ہو چکا ہو لہذا یہی خیال خزانہ ہے حس مشترک کا اور اس قوت کا محل دماغ کے بطن مقدم کا آخری حصہ ہے اور وہم یعنی وہ قوت جو معانی جزئیہ کا ادراک کرتی ہے اور اس کا محل دماغ کے بطن اوسط کا آخری حصہ ہے اور حافظہ یعنی وہ قوت جو وہم کے ادراک کردہ معانی جزئیہ کا خزانہ ہے اور اس قوت کا محل دماغ کا آخری بطن ہے اور متصرفہ یعنی وہ قوت جو تصرف کرتی ہے حاصل شدہ صورتوں میں اور مدرکہ معانی جزئیہ میں اور اس قوت کا محل دماغ کے بطن اوسط کے اول حصہ ہے پس جب اس متصرفہ کو عقل استعمال کرتی ہے تو اس کا نام مفکرہ رکھا جاتا ہے اور جب اس کو وہم استعمال کرتا ہے تو اس کا نام تخیلہ رکھا جاتا ہے ۔

ترجمہ صفحہ ھذا : تجربیات یعنی وہ قضیہ جن میں عقل جزم کا حکم کرے کثرت تجربہ اور تکرار مشاہدہ کے باعث

فائدہ زعم قوم ان المقدمات النقلیۃ لایستعمل فی القیاس البرهانی ظنامنهم ان النقل یتطرق الیه الغلط والخطاء من وجوہ شتی فکیف یکون مبادی القیاس البرهانی الذی یفید القطع وان هذا الظن اثم لان النقل کثیرا ما یفید القطع اذا روعی فیه شرائط وانضم الیه العقل نعم لوقیل النقل الصرف بلا اعتبار انضمام العقل معه لایعتبر ولا یفید لکان له وجه ۔

فصل البرهان قسمان لمیّ وانیّ اما اللمی فهو الذی یکون الاوسط فیه علۃ لثبوت الاکبر للاصغر فی الواقع کما انه واسطۃ فی الحکم یسمی به لافادته اللمیۃ والعلیۃ واما الانی فهو الذی یکون الاوسط فیه علۃ للحکم فی الذهن فقط ولم یکن علۃ فی الواقع بل قد یکون معلولا له مثال اللمیّ قولک زید محموم لانه متعفن الاخلاط وکل متعفن الاخلاط محموم فزید محموم فکما ان فی هذا القیاس الاوسط علۃ لثبوت الحمّٰی لذید فی ذهنک کذالک هو علۃ لوجود الحمّٰی فی الواقع

بقیہ ترجمہ صفحہ ہٰذا : مشاہدہ کے واسطے سے جیسے یہ حکم لگانا کہ سقمونیا کا پینا مسہل صفراء ہے (۶) متواترات یعنی وہ قضیہ جن کے وقوع کا حکم دیا جاتا ہے اس جماعت کے خبردینے کے واسطہ سے جن کے اتفاق علی الکذب کو عقل محال سمجھے اور اختلاف ہوا ہے اس جماعت کی مقدار اقل میں بعضوں نے چار کہا بعضوں نے دس کہا. بعضوں نے چالیس کہا اور حق یہ ہے کہ یہ عدد مختلف ہوتا ہے مخبرین کی حالت اور واقعہ کی حالت کے اختلاف سے پس اس بارے میں کوئی عدد معین نہیں ہے اور ضابطہ اس حد تک پہنچ جانا ہے جو مفید یقین ہو پس یہ چھ دلائل کے مبادی اور یقین کا منتہی ہیں :

تشریح صفحہ ہٰذا : یعنی تجربیات وہ قضیہ ہیں جن کے اندر عقل ایک کلی حکم دیتی ہے طول تجربہ اور مشاہدہ کے اس تکرار سے جس میں کبھی تخلف نہ ہوا ہو مثلا یونانی حکیم طول و تجربہ سے یہ حکم دیدیتا ہے کہ سقمونیا کا پینا صفراء کیلئے مسہل ہے کیونکہ جتنی مرتبہ اس نے سقمونیا پلایا ہے یہی حال دیکھا ہے اور کبھی مختلف نہیں پایا اور متواترات وہ قضیے ہیں جن کا یقین ہونے کیلئے اتنے لوگوں کے اخبار کی ضرورت ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلا محال ہو جیسے وجود مکہ کا حکم اور یاد رکھو کہ متواترات میں راویوں کی کوئی خاص عدد مشروط نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ راوی کم ہو یا زیادہ ان کے جھوٹ پر متفق ہونے کو عقل محال سمجھے اور اگر روایت ایک جماعت کرے تو ہر جماعت میں راوی اتنا ہونی ضروری ہے جن کا اتفاق علی الکذب عقلا محال ہو اور بعض حضرات نے تواتر کیلئے عدد کی شرط لگائی ہے پس کسی نے چار کہا کسی نے پانچ کسی نے سات کسی نے دس کسی نے پچاس کسی نے ستر کسی نے ۳۱۳ اور بدیہیات کے اقسام ستہ اولیات، نظریات، حدسیات، مشاہدات، تجربیات متواترات یہی اقسام مفید یقین اور مبادی دلائل ہیں :

ترجمہ صفحہ ہٰذا : بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نقلی مقدمات قیاس برہانی میں مستعمل نہیں ہوتے / باقی

مثال الانی قولك زيد متعفن الاخلاط لانه محموم وكل محموم متعفن الاخلاط فزيد متعفن الاخلاط فوجود الحمّى علة لثبوت كونه متعفن الاخلاط فی ذهنك وليس علة فی نفس الامر بل عسی ان يكون الامر فی الواقع بالعكس .

فصل القياس الجدلی قياس مركب من مقدمات مشهورة اومسلمة عند الخصم صادقة كانت اوكاذبة والاولی ماتطابق فيه اٰراء قوم اما المصلحة عامة نحو العدل حسن والظلم قبيح وقتل السارق واجب اولرقة قلبية . كقول اهل الهند ذبح الحيوان قبيح او انفعالات خلقية اومزاجية فان للامزجة والعادات دخلا عظيما فی الاعتقادات فاصحاب الامزجة الشديدة يرون الانتقام من اهل الشرارة حسنا واصحاب الامزجة اللينية يرون العفو خيرا ولذالك تری الناس مختلفين فی العادات والرسوم ولكل قوم مشهورات خاصة بهم وكذا لكل صناعة فمن مشهورات النحويين الفاعل مرفوع والمفعول منصوب والمضاف اليه مجرور من مشهورات الاصوليين :-

بقیہ ترجمہ صفحہ ١٠١ کیونکہ نقل میں مختلف طریقوں سے غلطی ہو جاتی ہیں پس یہ مقدمات کیونکہ اس قیاس برہانی کے مقدمات ہوں گے جو مفید یقین ہے مگر ان کا خیال باطل ہے کیونکہ نقل بسا اوقات مفید یقین ہوتا ہے جب اس میں شرائط کی رعایت کی جاوے اور اسکی طرف عقل منضم ہو ہاں اگر کہا جاوے کہ وہ نقل کہ جسکے ساتھ عقل منضم نہ ہو وہ غیر معتبر اور غیر مفید ہے تو ان کا ایک حد تک صحیح ہوگا : قیاس برہانی کی دو قسمیں ہیں لمی اور انی برہان لمیّ وہ قیاس ہے جس میں حد اوسط علت ہو اصغر کیلئے اکبر نفس الامر میں ثابت ہونے کی جسطرح وہ علت ہے حکم کی اور یہ برہان علت حکم کے مفید ہونے کی وجہ سے اس کو برہان لمی کہا جاتا ہے اور انی وہ قیاس برہانی ہے جسمیں حد اوسط حکم ذہنی کی علت ہو اور نفس الامر میں علت نہ ہو بلکہ کبھی نفس الامر میں معلول ہو جاتا ہو لمی کی مثال تیرے قول زید بخار والا ہے کیونکہ اس کے اخلاط بگڑے ہوئے ہیں اور ہر بگڑے ہوئے اخلاط والے بخار والا ہوتا ہے لہذا زید بھی بخار والا ہے پس جسطرح کہ تعفن اخلاط علت ہوا زید کے لئے تیرے ذہن میں بخار ثابت ہونے کیلئے اسی طرح وہ علت ہے بخار نفس الامر میں واقع ہونے کیلئے بھی ۔

تشریح صفحہ ١٠٢ : یعنی برہان لمی میں حد اوسط نفس الامر میں بھی علت ہوتا ہے اور حکم ذہنی کیلئے بھی مثلاً زید بخار والا ہے قضیہ میں جو حکم ہوا اس حکم کی علت زید کا اختلاط اربعہ دم بلغم سودا صفرا کا بگڑا ہوا ہونا ہے اور تغیر اخلاط نفس الامر میں بھی بخار کی علت ہے کیونکہ بارہا کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ اخلاط بگڑ جانے کے بغیر انسان کو بخار نہیں آتا اور برہان انی میں حد اوسط صرف حکم ذہنی کی علت ہوتا ہے مگر نفس الامر میں علت نہیں بلکہ کبھی معلول ہوتا ہے مثال اگلے صفحہ میں آرہی ہے اور برہان لمی اور انی دونوں میں حد اوسط کو واسطہ فی الاثبات کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نتیجہ میں محمول موضوع کیلئے ثابت ہونے کا ذریعہ

الامر للوجوب والثانی مایولف من المسلمات بین المتخاصمین وللمشہورات شبہ بالاولیات وتجرید الذہن وتدقیق النظر یفرق بینہما والغرض من صناعۃ الجدل الزام الخصم وحفظ الرای

بقیہ تشریح صفحہ ۱۰۲ : واسطہ بنتا ہے چنانچہ مثال مذکور زید کے لئے حمی ثابت ہونے میں تعفن اخلاط واسطہ بنتا ہے مگر برہان لمی میں حداوسط واسطہ فی الاثبات ہونے کے ساتھ ساتھ واسطہ فی الثبوت بھی ہے کیونکہ نفس الامر میں ثابت ہونے کیلئے بھی تعفن اخلاط علت ہے۔

ترجمہ (قولہ فی مثال الانی) برہان انی کی مثال تیرے قول زید کے اخلاط بگڑے ہوئے ہیں کیونکہ وہ بخار والا ہے اور ہر بخار والے کے اخلاط بگڑے ہوئے ہوتے ہیں پس زید کے اخلاط بھی بگڑے ہوئے ہوں گے پس اس قیاس میں زید پر اخلاط بگڑے ہوئے ہیں جو حکم ہوا اس حکم کے لئے وجود بخار علت ہوا مگر نفس الامر میں وجود بخار تعفن اخلاط کی علت نہیں بلکہ خود تعفن اخلاط وجود بخار کی علت ہے اور وجود بخار معلول ہے۔

تشریح : یعنی زید متعفن نتیجہ کے اندر جو حکم ہوا ہے اس حکم کیلئے حمی علت ہے اور یہی حکم معلول ہے مگر نفس الامر میں معاملہ برعکس ہے کیونکہ واقع میں اخلاط اربعہ بگڑ جانے کے بعد بخار پڑتا ہے یہ نہیں کہ بخار چڑھنے کے بعد اخلاط بگڑ جاتے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ جس چیز کو مثال مذکور میں علت قرار دیا گیا ہے درحقیقت وہ معلول ہے علت نہیں۔

ترجمہ صفحہ ۱۰۴ (فصل قیاس جدلی) قیاس جدلی وہ قیاس ہے جو مشہور مقدمات یا مسلم مقدمات سے مرکب ہو خواہ وہ مقدمات صادق ہوں یا کاذب۔ مشہور مقدمات وہ قضیے ہیں جو ایک قوم کے آراء کا موافق ہوں کسی عام مصلحت کی وجہ سے جیسے انصاف اچھا ہے ظلم برا ہے چور کو مارڈالنا واجب ہے یا تو وہ قوم کے آراء کا موافق ہوں رقت قلب کی وجہ سے جیسے ہندیوں کا قول ذبح حیوان برا ہے یا تو وہ قوم کے آراء کا موافق ہوں فطری یا مزاجی تاثرات کی وجہ سے اس لئے کہ مزاج عادات کا بڑا دخل ہوتا ہے اعتقادات میں سخت مزاج والے شریروں سے بدلہ لینے کو اچھا خیال کرتے ہیں اور نرم مزاج والے معاف کردینے کو اچھا سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عادات و رسوم میں لوگ مختلف ہیں اور ہر قوم کیلئے وہ مشہورات ہیں جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں اسی طرح ہر فن کے مشہورات ہیں پس نحویوں کے مشہور ہے فاعل مرفوع ہونا مفعول منصوب ہونا مضاف الیہ مجرور ہونا ہے اور اصولیوں کے مشہورات سے امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔

تشریح یعنی جو قیاس مشہور قضایا سے مرکب ہو یا ان قضایا سے مرکب ہو جن کو مخالف مانتا ہے اس قیاس کو جدلی کہا جاتا ہے اور قضایا مشہورہ سے مراد وہ قضیے ہیں جو ہر ایک کی رائے کا موافق ہوں یا وہ قضیے ہیں جو مخصوص جماعت کا موافق ہوں جیسے جیسے ذبح برا ہونا سود برا ہونا اور قضیہ مشہور ہونے کی وجہ تین ہیں (۱) رعایت مصلحت عامہ یعنی جن قضیوں میں مصلحت عامہ کی رعایت ہو وہ قضایا مشہور ہیں (۲) رقت قلب کا لحاظ ہو وہ بھی مشہورات ہیں (۳) فطری یا مزاجی تاثرات یعنی جن قضایا میں عادات و اعتقادات کا دخل ہو وہ بھی قضایائے مشہورات ہیں چنانچہ العدل حسن وجہ اول کی بنا پر اور ذبح الحیوان مذموم وجہ ثانی کی بنا پر الانتقام حسن یا العفو حسن وجہ ثالث کی بنا پر قضایائے مشہورات ہیں اور قیاس جدلی کا مقصد الزام خصم ہے تحقیق مقصود نہیں ہے۔

ترجمہ صفحہ ہذا : مسلمات وہ قضیے ہیں کہ جن کو تسلیم کر لیا گیا ہو مناظرہ میں اور مشہورات کثرت شہرت سے مشابہ ہو جاتے ہیں اولیات کا اور ذہن کی تجرید اور نظر کی تدقیق ان دونوں کے مابین فرق کر لیتا ہے اور قیاس جدلی کا مقصد الزام خصم اور اپنی رائے کی حفاظت ہے تحقیق مقصود نہیں۔

فصل

القیاس الخطابی قیاس مفید للظن ومقدماتہ مقبولات ماخوذات ممن یحسن الظن فیھم کالاولیاء والحکماء واما الماخوذات من الانبیاء علیھم وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام فلیست من الخطابۃ لانھا اخبارات صادقۃ من مخبر صادق دل علی صدقہ المعجزۃ ولا مجال للوھم فیھا حتی یتطرق الیہ الخطاء والخلل فالقیاس المرکب منھا برھانی قطعی المقدمات اومظنونات یحکم فیھا بسبب الرجحان ویندرج فیھا الحدسیات والتجربیات والمتواترات التی لم تبلغ الی حد الجزم بسبب عدم شعور العلۃ او عدم بلوغ عدد المخبرین الی مبلغ التواتر ولھٰذہ الصناعۃ منفعۃ عظیمۃ فی امور المعاش وتنسیق احکام المعاد اما باستعمالھا او بالاحتراز عنھا ولذالک کبار الحکماء یستعملون تلک الصناعۃ کثیرًا ویعظون بالکلام الخطابی جمًا غفیرًا ولابد ان یکون المقدمات المستعملۃ فیھا مقنعۃ للسامعین مفیدۃ للواعظین —

بقیہ گذشتہ صفحہ ۱۰۴ کے تشریح ۹ یعنی قضایائے مسلمہ وہیں جن کو مناظرہ میں خصم تسلیم کرلیتا ہو یا وہ قضایا ہیں جن پر اور کسی علم میں دلائل قائم ہو چکی ہو جیسے الدور محال التسلسل محال کہ ان دونوں قضایا پر فن حکمت میں دلائل قائم ہو چکی ہیں اور قضایائے مسلمہ میں تسلیم شرط ہے صادق ہونا شرط نہیں اور بسا اوقات قضایائے مشہورہ ملتبس ہو جاتے ہیں بدیہیات اولیات کے ساتھ چنانچہ معتزلیوں نے الصدق منج عن النار والکذب موقع فی النار کو بدیہیات اولیات سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ دونوں مشہورات شرعیہ ہیں کیونکہ مشہورات اولیات میں فرق سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ عقل کو تمام ان چیزوں سے خالی کرلی جائے جو عقل کے مغائر ہیں پس اس طرح کی تجرید کے بعد الکل اعظم من الجزء وغیرہ قضایائے اولیات میں عقل حاکم ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی اور مشہورات میں عقل حاکم ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اولیات حق ہونا ضروری ہے اور مشہورات حق ہونا ضروری نہیں واللہ اعلم —

ترجمہ قیاس خطابی ایسا قیاس ہے جو مفید ظن ہو اور اس کے مقدمات مقبول ہیں اور ان لوگوں سے ماخوذ ہیں جن کے ساتھ حسن ظن ہے جیسے حضرات اولیاء اور حکماء اور جو قضیے انبیاء ع سے ماخوذ ہیں وہ خطابہ کے قبیلے سے نہیں بلکہ اس مخبر صادق کے اخبار صادقہ ہیں جس کے مخبر صادق ہونے پر معجزہ دال ہے اور ان اخبار میں وہم کی بالکل گنجائش نہیں کہ غلطی وخطا کا احتمال پیدا ہو پس جو ان قیاس ان اخبار صادقہ سے مرکب ہو وہ قیاس برہانی ہے جس کے مقدمات قطعی قیاس خطابی کے مقدمات ایسے مظنونات ہیں جن کے اندر رجحان کے سبب سے حکم ہوتا ہے اور ان مظنونات میں حدسیات تجربیات اور وہ متواترات داخل ہیں جو درجہ یقین تک نہیں پہنچے علت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یا مخبرین کی عدد حد تواتر تک نہ پہنچنے کی وجہ سے اور قیاس خطابی بڑے نفع کی چیز ہے امور معاش کی تنظیم اور احکام آخرت کی ترتیب میں ان کے ساتھ عامل بن کے یا ان سے پرہیز کرکے لہذا بڑے بڑے حکماء اس صناعت کو استعمال کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ بڑے بڑے مجمع میں وعظ کیا کرتے ہیں مگر اس صناعت میں استعمال ہونے والے تمام مقدمات سامعین کیلئے قانع ہونا اور واعظین کے لئے مفید ہونا شرط ہے —

فصل القياس الشعري قياس مؤلف من المخيلات الصادقة او الكاذبة المستحيلة او الممكنة المؤثرة في النفس قبضًا وبسطًا وللنفس مطاوعة للتخييل كمطاوعتها للتصديق بل اشد منه والغرض من هذه الصناعة ان ينفعل النفس بالترهيب والترغيب واشترطوا الشعر ان يكون الكلام جاريًا على قانون اللغة مشتملًا على استعارات بديعة رائقة وتشبيهات انيقة فائقة بحيث يؤثر في النفس تاثيرًا عجيبًا ويورث فرحًا ويوجب ترحًا ومن ثم لا يجوز فيه استعمال الاوليات الصادقة ويستحسن استعمال المخيلات الكاذبة كما قال العارف الگنجوي مخاطبًا لولده وفلذة كبده - بيت

در شعر مپیچ و در فن او ؛ چوں اکذب اوست احسن او

تشریح یعنی قیاس خطابی کے مقدمات یا مقبولات ہیں یا مظنونات اور مقبولات وہ قضایا ہیں جو ان حضرات سے ماخوذ ہوں جن کے ساتھ حسن ظن ہے جیسے حضرات اولیاء اور حکما اور مظنونات وہ قضایا ہیں جانب موافق کی ترجیح کے ساتھ حکم ہوا ہو اور ان ہی مظنونات میں حدسیات وغیرہ قضایا داخل ہیں مگر احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف تحیہ داخل نہیں کیونکہ ان کے صادق ہونے پر خود نبی علیہ السلام کے معجزات دال ہے لہذا ان احادیث سے مرکب ہونے والا قیاس برہانی ہے خطابی نہیں کیونکہ قیاس خطابی کے مقدمات ظنیات ہوتے ہیں قطعیات نہیں ہوتے قولہ ولہذہ الصناعۃ یعنی قیاس خطابی جس کے استعمال کرنے والے کو خطیب اور واعظ کہتے ہیں ان کا مقصود اس قیاس سے ایسے اعمال کا اظہار ہے جو معاش یا معاد میں نافع یا مضر ہوں تاکہ نافع کی تحصیل اور مضر سے احتراز کے سبب دارین میں ابھار ہے ؛

ترجمہ مہذا قیاس شعری وہ قیاس ہے جو مرکب ہو مخیلات سے خواہ وہ صادق ہوں یا کاذبہ محال ہوں یا ممکن یہ مخیلات مؤثر ہیں نفس میں قبض اور بسط کا اور نفس تخییل کا پیرو ہے مانند پیرو ہونے اس کے تصدیق کا بلکہ زیادہ اس سے اور اس قیاس شعری کا غرض ترہیب و ترغیب کے ساتھ نفس کا متاثر ہے اور شرط ہے شعر میں کلام قانون لغت پر جاری ہونا اس حال میں کہ مشتمل ہونا اور راستعارات اور فائق تشبیہات پر اس حیثیت سے کہ وہ نفس میں عجیب تاثیر کرے اور سرور یا رنج پیدا کرے اسی لئے جائز نہیں قیاس شعری میں بدیہیات اولیات صادقہ کو استعمال کرنا اور مستحسن ہے مخیلات کاذبہ کا استعمال جیسے عارف گنجوی کا قول اپنے فرزند اور جگر گوشے کو خطاب کرتے ہوئے شعر اور اس کے فن میں مت پھنس کہ اس کا کاذب تر حسن تر ہے

تشریح مخیلات وہ قضیئے ہیں جن کے ذہن میں آنے سے نفس کو اذعان حاصل ہو بلکہ نفس میں قبض یا بسط رغبت یا نفرت پیدا ہو اس سے بحث نہیں کہ وہ قضایا صادقہ ہیں یا کاذبہ ممکنہ ہیں یا مستحیلہ مثلاً الخمر مرۃ اس کو سننے سے نفس میں ایک قسم کا قبض پیدا ہوتا ہے وہ استعمال شراب کا رغبت کرتا ہے پس یہ مخیلات وزن و قافیہ کے ساتھ ہونے کی صورت میں قبض و بسط زیادہ ہوتا ہے اگر خوش آوازی بھی شامل ہو تو قبض و بسط بہت بڑھ جاتا ہے / باقی

وکقول القائل یصف الخمر لھا البدر کأس وھی شمس یدیرھا ؛ ھلال وکم یبدو اذا مزجت نجم۔ وقال الشاعر شعر۔ لا تعجبوا من بلیٰ غلالته ؛ قد زرّا ازرارہ علی القمر ؛ فشبہ المحبوب بالقمر وقال لا تعجبوا من انشقاق غلالته لانہ قمر زُرَّ علیہ الغلالۃ وکل قمر کذالک فغلالتہ تنشق ینتج غلالۃ المحبوب تنشق وقد ینتج اجتماع النقیضین نحو انا مضمر الحوائج باللسان و مظھرھا بالمدامع وکل مضمر الحوائج صامت وکل مظھرھا متکلم ینتج انا صامت ومتکلم ولا یشترط الوزن فی الشعر عند ارباب المیزان نعم یفیدہ حسنا والکلام الشعری اذا انشد بصوت طیب ازداد تاثیرہ فی النفوس حتی ربما یزل فرط البھجۃ العمامۃ عن الرؤس والاوائل من حکماء الیونانیین کانوا احرص الناس علی الشعر :۔

بالقیہ صفحہ گذشتہ پھر اسمیں اختلاف ہے کہ شعر کیلئے وزن و قافیہ ضروری ہے یا نہیں متقدمین ضروری نہیں سمجھتے تھے اور متاخرین ضروری ضروری سمجھتے ہیں پس متقدمین کی رائے پر شعر وہ کلام مخیل ہے جو نفس میں قبض یا بسط پیدا کرتا ہو اور متاخرین کی رائے پر شعر وہ کلام موزون اور مقفی ہے جو علم عروض کے کسی خاص بحر پر ہو (قولہ علی استعارۃ بدیعۃ) الخ یعنی شعر میں یہ شرط ہے کہ کلام قانون لغت پر جاری ہو کے نادر استعارات اور عجیب تشبیہات پر مشتمل ہو اس طور پر کہ نفس میں عجیب تاثیر اور فرحت و سرور یا رنج و غم پیدا کردے پس یہی وجہ ہے کہ شعر میں مخیلات کاذبہ کا استعمال زیادہ ہوتا اور مستحسن ہے چنانچہ اکذب است احسن کہا گیا ۔

ترجمہ اور جیسے اس قائل کا قول جو شراب کا وصف بیان کرتا ہے کہ اس شراب کیلئے چودھویں رات کا چاند بھرا ہوا پیالہ ہے اور وہ آفتاب ہے گھوماتا ہے اسکو پہلی تاریخ کا چاند اور بارہا ظاہر ہو ستارہ جب اس کو ملایا گیا یعنی آب گلاب وغیرہ سے

تشریح شاعر نے شراب کا بھرا ہوا پیالہ کو چودھویں رات کے چاند کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور شراب کو سرخ ہونے میں آفتاب کے ساتھ تشبیہ دی اور شراب کے خالی پیالہ کو پہلی تاریخ کے چاند کے ساتھ تشبیہ دی اور شراب کو آب گلاب وغیرہ کے ساتھ ملاتے وقت جو بلبلے اٹھتے ہیں ان کو ستاروں کے ساتھ تشبیہ دی پس ترجمہ شعر یہ ہوا کہ شراب کیلئے ماہ کامل بھرا ہوا پیالہ ہے حالانکہ وہ شراب آفتاب ہے اور اس کو دور دورے جاتا ہے چاند اور کیا ہی تعجب کہ بہت سا مرتبہ ستارے ظاہر ہوتے ہیں جب اسی شراب کو آب گلاب وغیرہ سے ملائی جاتی ہے ۔

ترجمہ قولہ لا تعجبوا الخ ۔ مت تعجب کرو تم محبوب کے بنیان کہنہ ہونے سے البتہ اس کے بٹنوں کو لگادیا گیا ہے چاند پر شاعر نے محبوب کو چاند کے ساتھ تشبیہ دے کر کہا کہ تم اس کا بنیان پھٹ جانے سے تعجب مت کرو کیونکہ وہ چاند ہے اسپر بنیان باندھ دیا گیا ہے اور ہر چاند کہ اسپر بنیان باندھ دیا گیا ہو اس کا بنیان پھٹ جاتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ محبوب کا کرتا

فصل القیاس السفسطی وھو قیاس مرکب من الوھمیات الکاذبۃ المخترعۃ للوھم کقیاس غیر المحسوس علی المحسوس نحو کل موجود مشار الیہ وللوھمیات مشابھۃ شدیدۃ بالاولیات ولولا رد العقل والشرع حکم الوھم لدوام الالتباس بینھما او من الکاذبۃ الشبیھات بالصادقۃ وھی قضایا یعتقدھا العقل بانھا اولیۃ او مشھورۃ او مقبولۃ او مسلمۃ لمکان الاشتباہ بھا لفظا او معنی فتوقع فی الغلط وھذہ الصناعۃ کاذبۃ مموھۃ غیر نافعۃ بالذات نعم ھی نافعۃ بالعرض بان صاحبھا لا یغلط ولا یغالط ویقدر علی ان یغالط غیرہ وان یمتحن بھا او یعاندہ :-

مابقیہ صفحہ ۱۰۷: بنیان بھی پھٹ جائے گا یعنی جس طرح چاند کا بنیان نور کی وجہ سے ٹکڑا ٹکڑا ہو جاوے گا اسی طرح محبوب کا بنیان بھی پھٹ جائیگا کیونکہ محبوب بھی عین چاند ہے) **قولہ وقد ینتج الخ** اور قیاس شعری کبھی اجتماع نقیضین کا نتیجہ دیتا ہے جیسے یہ قیاس شعری کہ میں ضرورتوں کو پوشیدہ رکھنے والا ہوں زبان کے ساتھ ظاہر کرنے والا ہوں آنسوؤں کے ساتھ اور ہر ضرورتوں کو پوشیدہ رکھنے والا خاموش ہے اور ظاہر کرنے والا متکلم ہے نتیجہ میں خاموشی اور متکلم ہوا ہے اور منطقیوں کے نزدیک شعر میں وزن شرط نہیں ہاں وزن شعر کو اچھا بنا تا ہے اور شعر کو جب اچھی آواز سے پڑھا جاوے تو اسکی تاثیروں میں بڑھ جاتی ہے حتی کہ بسا اوقات عمامہ سر سے گرا دیتا ہے سروں سے عمامہ کو اور متقدمین حکما یونانیین شعر پر بڑے حریص تھے

تشریح صفحہ ۱۰۷ قیاس شعری اجتماع نقیضین کا منتج ہونا قیاس سابق سے ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی ضروریات زندگی کے لئے روتا پھرتا ہے مگر زبان سے کچھ نہیں کہتا وہ متکلم بھی ہے کیونکہ اس کی آنسو اسکی حاجت کو ظاہر کر رہی ہے مگر وہ زبان سے بالکل خاموش ہے -

ترجمہ (فصل) قیاس سفسطی وہ قیاس ہے جو ان وہمیات کاذبہ سے مرکب ہو جن کو وہم نے گھڑ لیا ہے جیسے غیر محسوس کا قیاس محسوس پر کرنا جیسے یہ قضیہ کہ ہر موجود مشار الیہ ہے اور قضایائے وہمیات سخت مشابہ ہے قضایائے بدیہیہ اولیات سے اور اگر عقل و شرع کا رد نہ ہوتا تو عقل حکم دیتا دونوں کے مابین التباس دائمی ہونے کا قیاس سفسطی ان قضایائے کاذبہ سے مرکب ہے جو مشابہ ہیں قضایائے صادقہ کا اور مشابہ صادقہ وہ جھوٹے قضیے ہیں جن میں عقل قضایائے اولیہ مشہورہ یا مقبولہ یا مسلمہ سمجھ لے لفظی یا معنوی اشتباہ کی وجہ سے پس وہ قضایا غلطی میں ڈال دیتا ہے اور یہ قیاس سفسطی جھوٹا ہوتا ہے جس کا ظاہر اچھا اور باطن غیر نافع ہے کہ قیاس سفسطی والا خود غلطی نہیں کرتا نہ غلطی میں وہ ڈالا جاتا ہے اور غیر کو وہ غلطی میں ڈال سکتا ہے اور اس کے ذریعہ امتحان کیا جا سکتا ہے یا غیر کی مخالفت کی جا سکتی ہے -

تشریح قیاس سفسطی وہ قیاس ہے جو مرکب ہو قضایائے وہمیہ کاذبہ یا مشبہات بالصوادق سے اور وہمیات وہ قضایا ہیں جن کو وہم نے گھڑ لیا ہے مثلاً غیر محسوس کا حکم لگا کر کہا جاوے کل موجود مشار الیہ کہ اسمیں موجود مجرد پر اشارہ حسیہ کے ساتھ مشار الیہ ہونے کا حکم ہوتا ہے حالیکہ موجود ذہنی اس اشارہ کا مشار الیہ نہیں ہو سکتا اور چونکہ نفس پر وہم کا غلبہ عظیم ہوتا ہے لہذا وہم سچا یا جھوٹا جو حکم لگا دیتا ہے نفس اس کو قبول کر لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ نفس وہم کے دھوکے میں آ کر اکثر بات

وصاحب هذه الصناعة ان قابل الحكيم يسمّٰى سوفسطائيا وهذه الصناعة سفسطة
اى حكمة مموهة ملمعة والا فيسمّٰى مشاغبيا وهذه مشاغبة وعلى التقديرين
فصاحبه غالط فى نفسه مغالط لغيره وصناعته مغالطة وهى قياس فاسد
اما من جهة المادة فقط او من جهة الصورة فقط او كليهما ۔

فصل فى اسباب الغلط اعلم ان اسباب الغلط مع كثرتها راجعة الى امرين
احدهما سوء الفهم فقط وثانيهما اشتباه الكواذب بالصوادق والاول انما يكون
بسبب انغماس النفس فى ظلمات الوهم حتى يستيقن الكواذب صادقة بل ضرورية
نحو كل ما ليس بمبصرة ليس بجسم واما الثانى ففيه تفصيل على ما سياتى
وبعض المحققين قالوا ترجع الى امر واحد وهو عدم التميز بين الشئ وشبهه فقط

ما بقیہ صفحہ ۱۰۸ اکثر غیر محسوس پر محسوس کا حکم لگا دیتا ہے اور وہمیات بیشتر اولیات کے ساتھ ملتبس ہوجاتے ہیں اور اگر عقل و شرع حکم وہم کو دور کرتا تو یہ التباس ہمیشہ رہ جاتا چنانچہ بہت سے لوگ اوہام باطلہ کی تاریکیوں میں مبتلا ہیں اور قضایائے صادقہ کا صورت مشابہ ہونے کی مثال گھوڑے کی تصویر پر صاہل ہونے کا حکم لگا دینا ہے اور معنیً مشابہ ہونے کی مثال کہا جاتا ہے کہ کل انسان و فرس فہو انسان و کل انسان فرس فہو فرس پس نتیجہ بعض الانسان فرس ہوگا اسمیں وجود موضوع کی عدم رعایت سے غلطی واقع ہوگئی ہے اسی طرح اور باتوں کی عدم رعایت سے غلطی ہوجاتی ہے اور یہ قیاس ملمع ہوئی جھوٹی چیز ہے جو بذات خود نافع نہیں ہاں بواسطہ نافع ہے کہ اسی کو جاننے والا نہ خود غلطی کرتا ہے نہ غیر کے ذریعہ سے غلطی میں پڑتا ہے بلکہ غیر کو غلطی میں ڈال سکتا ہے اور اس کے ذریعہ غیر کے ساتھ مقابلہ کرسکتا ہے ۔

ترجمہ اور قیاس سفسطی والا اگر مقابل ہو حکیم کا تو اس کا نام سوفسطائی اور اس کے اس قیاس کا نام سفسطہ رکھا جاتا یعنی حکمت بالملمع جسکو ملمع کیا گیا ہے اور اگر غیر حکیم کا مقابل ہو تو اس کا نام مشاغبی اور اس کے قیاس کا نام مشاغبہ رکھا جاتا ہے اور دونوں تقدیر پر قیاس سفسطی والا خود غلطی پر ہے اور غیر کو غلطی میں ڈالنے والا ہے اور اس کا قیاس مغالطہ ہے اور مغالطہ وہ قیاس ہے جو صرف مادہ کے اعتبار سے غلط ہو یا دونوں اعتبار سے غلط ہو ۔

تشریح قیاس فقط مادہ کے اعتبار سے فاسد ہونے کی مثال وہ قیاس ہے جو قضایائے کاذبہ سے مرکب ہو اور فقط صورت کے اعتبار سے فاسد ہونے کی مثال وہ قیاس ہے جو ایسے قضایائے کاذبہ سے مرکب ہو جن کی ترتیب قضایائے مسلمہ کی ترتیب ہو اور قیاس سفسطی کا مقصد مد مقابل کو غلطی میں ڈال کر خاموش کر دینا ہے
(**تنبیہ**) مغالطہ سفسطہ سے عام ہے کیونکہ سفسطہ کے تمام مقدمات وہمیات یا مشبہات بالصوادق ہونا ضروری ہے بخلاف مغالطہ کے پس سفسطہ کی جتنی مثالیں گذری ہیں سب مغالطہ کی بھی مثالیں ہوسکتی ہیں اور الانسان حیوان والحیوان جنس فالانسان جنس مغالطہ ہے اسمیں کلیت کبریٰ کا لحاظ نہیں کیا گیا مگر یہ سفسطہ نہیں کیونکہ اس کے مقدمات نفس الامر میں صحیح ہیں وہمیات یا مشبہات بالصوادق نہیں

فصل عدم التمييز بين الشئ وشبهه ينقسم الى ما يتعلق بالالفاظ و الى ما يتعلق بالمعانى القسم الاول اعنى ما يتعلق بالالفاظ قسمان الاول ما يتعلق بالالفاظ لا من جهة التركيب و الثانى ما يتعلق بها من حيث التركيب ثم المتعلق بالالفاظ من جهة الاول ما يتعلق بالالفاظ انفسها وذلك بان يكون الفاظ مختلفة فى الدلالة فيقع فيه الاشتباه فيما هو المراد كالغلط الواقع بسبب كون اللفظ مشتركا لفظيا بين معنيين او اكثر وكون احد معانيه حقيقيا والأخر مجازيا ويندرج فيه الاستعارة وامثالها وكل ذلك يسمى بالاشتراك اللفظى كما تقول لعين الماء هذه عين وكل عين يستضئ فيها العالم فهذه يستضئ بها العالم او تقول زيد اسد وكل اسد له مخالب فزيد له مخالب والغلط فى الاول كون لفظ العين مشتركا لفظيا بين عين الماء والشمس فى الثانى كون اطلاق لفظ الاسد على زيد مجازيا وعلى الحيوان المفترس حقيقيا ـ

ترجمہ فصل گذشتہ سطور (فصل) جان لو کہ اسباب غلطی کثیر ہونے باوجود کواذب کا راجع ہیں دو چیزوں کی طرف ایک نقطہ بدفہمی دوسرا کو مشتبہ ہوجانا مواد قیاس کے ماتحد اور رابط یعنی بدفہمی کی وجہسے غلطی ہوجانا بسبب ڈوب جانے نفس کے وہم کی تاریکیوں میں حتیٰ کہ کواذب کو وہ مواد تدلقین کرے بلکہ بدیہی سمجھنے لگے جیسے یہ قیاس کہ کل مالیس بمبصر لیس بموجود اور ثانی میں تفصیل ہے جو آرہی ہے۔ اور بعض محققین نے کہا کہ اسباب غلطی امر واحد کیطرف راجع ہیں یعنی شئ کو اس کے مشابہ سے فرق نہ کرنا مثلاً وہم کے غلبہ میں کہا جاوے کہ جو چیز دیکھنے میں نہیں آتی وہ جسم نہیں ہے کیونکہ وہ بھی دیکھنے میں نہیں آتا ـ

ترجمہ شئ اور اس کے مشابہ کے مابین فرق نہ کرنا یا متعلق الفاظ اور متعلق معانی کیطرف منقسم ہے اور قسم اول یعنی متعلق الفاظ کی دو قسمیں ہیں متعلق الفاظ جو ترکیب کی جہت سے نہیں اور جو متعلق الفاظ ترکیب کی جہت سے ہے پھر متعلق الفاظ لا من جہۃ الترکیب کی دو قسمیں ہیں اول وہ جس کا تعلق نفس الفاظ کے ساتھ ہو اور یہ باین طور کہ الفاظ دلالت میں مختلف ہوں پس مراد میں اشتباہ واقع ہو جاوے جیسے وہ غلطی جو دو یا زیادہ معنیوں کے درمیان لفظ مشترک ہونے کے سبب سے واقع ہو یا ایک معنی حقیقی اور ایک معنی مجازی ہونے کے سبب سے ہو اور استعارہ وغیرہ اسمیں داخل ہیں اور ان میں ہر ایک کا نام اشتراک لفظی کہا جاتا ہے جیسے پانی کے چشمہ کے متعلق تو کہتا ہے یہ عین ہے اور ہر عین کے ساتھ عالم منور ہوتا ہے سو اسکا عین سے بھی عالم منور ہے یا کہے تو زید شیر ہے اور ہر شیر کے پنجے ہوتے ہیں پس زید کے بھی پنجے ہیں مثال اول میں غلطی لفظ عین چشمہ اور آفتاب کے مابین مشترک ہے اور ثانی میں لفظ اسد کا استعمال زید پر مجازاً اور شیر پر حقیقۃً ہونے سے ہے ـ

تشریح یعنی شئ کو اپنے مشابہ سے فرق نہ کرنے کی دو قسمیں ہیں ایک قسم کا تعلق الفاظ کے ساتھ ہے اور ایک قسم کا تعلق معانی کے ساتھ ہے اور جس کا تعلق الفاظ کے ساتھ ہے اسکی پھر دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق ترکیب کے لحاظ سے نہیں اور دوسری قسم وہ جس کا تعلق لفظ کو ترکیب کے لحاظ سے پھر وہ قسم جس کا تعلق ... باقی ہے

والثاني ما يتعلق بالالفاظ بسبب التصريف كاشتباه الواقع في لفظ المختار فانه اذا كان
بمعنى الفاعل كان اصله مختيِرا بكسر الياء واذا كان بمعنى المفعول كان اصله مختيَرا
بفتحها او بسبب الاعجام والاعراب كما يقول القائل غلام حسن من غير اعراب
فيظن تارة تركيبا توصيفا والاُخرى تركيبا اضافيا والمتعلق بالالفاظ من جهة التركيب
فاما بالنظر الى اختلاف المرجع نحو ما يعلمه الحكيم فهو يعلم بما يعلمه فان عاد الضمير
الى الحكيم صدق والا كذب واما بافراد المركب نحو النارنج حلو حامض صادق
وان افرد وقيل هذا حلو وحامض لم يصدق واما بجمع المنفصل نحو زيد طبيب
وماهر صدق وان جمع وقيل زيد طبيب ماهر كذب :-

ما بقیہ سے گزشتہ) ترکیب کے لحاظ سے نہ ہو اسکی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جس کا تعلق نفس الفاظ کے ساتھ باین طور کہ لفظ معنیوں پر دلالت کرنے کے اعتبار سے مختلف ہو یا مشترک ہو یا حقیقت مجاز ہو اور استعارہ وغیرہ مجاز میں داخل ہیں پس لفظ مشترک ہونے کی وجہ سے اشتباہ کی مثال لفظ عین ہے اور حقیقت و مجاز ہونے کی وجہ سے اشتباہ کی مثال لفظ اسد ہے کہ مثال اول میں عین بمعنی آفتاب کا حکم عین بمعنی چشمہ پر لگانے سے اور مثال ثانی میں اسد حقیقی کا حکم اسد مجازی پر لگانے سے غلطی ہوگی ۔

ترجمہ | اور قسم ثانی وہ ہے جس کا تعلق الفاظ کے ساتھ تصریف کے سبب ہو جیسے وہ اشتباہ جو لفظ مختار میں واقع ہے کیونکہ وہ جو فاعل کے معنی میں ہو تو اس کا اصل مختیِر یا کے کسرہ کے ساتھ ہے اور اگر مفعول کے معنی میں ہو تو اس کا اصل مختیَر یا کے فتحہ کے ساتھ ہوگا یا جو غلطی لفظ میں نقطہ یا اعراب نہ لگانے سے ہو جیسے کہنے والا کہتا ہے غلام حسن اظہار اعراب کے بغیر پس کبھی اسکو ترکیب توصیفی خیال کر لیا جاتا ہے اور کبھی ترکیب اضافی اور جس قسم کا تعلق الفاظ کے ساتھ ترکیب کی جہت سے ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں یا غلطی مرجع مختلف ہونے کے لحاظ سے ہوگی یا مرکب کو مفرد لانے سے مثال اول ما یعلمہ الحکیم فہو یعلمہ ہے کہ اگر یعلم ثانی کی ضمیر حکیم کیطرف راجع ہو تو صادق اور اگر ما کیطرف راجع ہو تو کاذب ہوگا ۔ اور مثال ثانی النارنج حلو حامض مرکب ہونے کی صورت میں صادق ہے اور اگر حلو و حامض کہا جاوے تو صادق نہیں ہے یا تو غلطی منفصل کو جمع کر دینے سے ہو جاتی ہے جیسے زید طبیب و ماہر صادق ہے اور اگر زید طبیب ماہر کہا جاوے تو کاذب ہے ۔

تشریح | دوسری قسم وہ جس کا تعلق الفاظ کے ساتھ تصریف کے سبب ہے جیسے لفظ مختار میں اشتباہ ہوتا ہے کہ وہ صیغہ اسم فاعل یا صیغہ اسم مفعول اور اسی قسم میں یا اشتباہ ہوگا نقطہ والا حرف پر نقطہ نہ لگنے سے یا حرف پر اعراب نہ لگانے سے مثال اول تعیض خندہ ہے کہ اگر تعیز کی زا پر نقطہ نہ لگایا جاوے تو تعیض بمعنی جامہ درویش ہوگا پیمانہ کے معنی پر نہ رہے گا مثال ثانی غلام حسن بغیر اظہار اعراب ترکیب توصیفی و اضافی دونوں کا محتمل ہے توصیفی کی صورت غلام حسن اور اضافی کی صورت میں غلام حسن ہوگا اور جس قسم کا تعلق الفاظ کے ساتھ ترکیب کے لحاظ سے ہو اسکی تین صورتیں ہیں (۱) اختلاف مرجع سے ہے (۲) مرکب کو غیر مرکب استعمال کرنے سے اور مثال اول کے معنی حکیم جس چیز کو جانتا ہے اس چیز کا عمل کرتا ہے مگر یعلم کی ضمیر ہو مگر ما موصول کیطرف راجع ہے باقی

فصل فی الاغالیط التی تقع بسبب المعنی وھذہ ایضاً اقسام لانھا اما من جھۃ المادۃ او من جھۃ الصورۃ اما التی من جھۃ المادۃ کما یکون بحیث اذا رتب المعانی فیہ علی وجہ یکون صادقاً لم یکن قیاساً او اذا رتب علی وجہ یکون قیاساً لم یکن صادقاً کقولنا الانسان ناطق من حیث ھو ناطق ولا شیء من الناطق بحیوان اذ مع اعتبار قید من حیث ھو ناطق یکذب الصغریٰ مع حذفہ عنھا یکذب الکبریٰ وان حذف من الصغریٰ واثبت فی الکبریٰ یلزم اختلال ھیئۃ القیاس لعدم الاشتراک :-

بقیہ صفحہ گزشتہ تو وہ معنی نہ ہوں گے اور مثال ثانی میں حلو حامض مرکب لفظاً تھا بمعنی کھٹہ میٹھہ پس اگر ترکیب توڑ کے حلو و حامض کہا جاوے تو معنی صحیح نہ ہوں گے کیونکہ مستورہ کھٹ میٹھو دونوں کیفیت مخلوط ہیں الگ الگ نہیں اور طبیب ماہر غلط ہونے کیوجہ سے سمجھ میں نہیں آتی اسلئے بیان فرق سے معذوری ہے ـ

ترجمہ فصل ان غلطیوں میں جو واقع ہوتی ہیں معنی کے سبب سے اس کی بھی چند قسمیں ہیں اسلئے کہ یہ غلطیاں مادہ کے اعتبار سے ہوں گی یا صورت کے اعتبار سے پہلی قسم مثلاً اس حیثیت سے ہوتی ہے کہ جب معنیوں کی ترتیب صادق طریقہ پر ہوتی تو قیاس نہیں بنتا اور جب اسی طریقہ پر ہو کہ قیاس بنجاوے کہ معانی صادق نہیں ہوتے جیسے تیرے قول الانسان ناطق من حیث ھو ناطق بحیوان فلا شیء من الانسان بحیوان اس لئے کہ من حیث ھو ناطق کی قید کے اعتبار سے صغریٰ کاذب ہے اور اس قید کو صغریٰ وکبریٰ دونوں سے حذف کر دینے سے کبریٰ کاذب تھا ہے اور اگر صغریٰ سے حذف کرکے کبریٰ میں ذکر کیا جاوے تو ہیئت قیاس مختل ہو جائے گی عدم اشتراک کی وجہ سے

تشریح اغالیط جمع ہے اغلاط کی یعنی وہ چیز جس کی وجہ سے غلطی کیجاتی ہے پس معنی کے سبب سے غلطیاں ہونے کی جو مثالیں پیش کی ہے اسمیں صغریٰ کے اندر قید حیثیت کو اعتبار کرنے سے غلطی ہوگئی ہے کیونکہ ناطق انسان کی ذاتیات سے ہے لہذا انسان کیلئے اسکے ثابت ہونے میں قید حیثیت معتبر نہیں ورنہ مجعولیت ذاتیہ لازم آئے گی یعنی ذات کیلئے ذاتی کسی موثر کی تاثیر سے ثابت ہونا جو قطعاً ناجائز ہے مگر کبریٰ میں قید حیثیت کی ضرورت ہے کیونکہ حیوان جنس کو ناطق فصل سے بلا قید حیثیت سلب کرنا صحیح نہیں مثلاً کہا جاوے ولا شیء من الناطق بحیوان اور قید حیثیت کو اگر کبریٰ میں ذکر کرکے صغریٰ سے حذف کر دیا جاوے تو ہیئت قیاس مختل ہو جائے گی یعنی صغریٰ وکبریٰ کے درمیان مناسبت باقی نہ رہے گی جس کیلئے لازم ہے کہ حد اوسط اصغر واکبر کے مابین مشترک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں صغریٰ کا ناطق مطلق اور کبریٰ کا ناطق قید حیثیت کے ساتھ مقید ہوگا پس حد اوسط مذکور نہ ہونے کی وجہ سے اکبر کا حکم اصغر کیلئے ثابت نہ ہوگا اسی کو عدم انتاج کہا جاتا ہے مثلاً بعض الحیوان کاتب ولا شیء من [illegible] قیاس میں حد اوسط کے مکرر نہ ہونے کی وجہ سے غلطی ہوگئی ہے کیونکہ کاتب کا گھوڑا نہ ہونا انسان کی حیثیت سے ہے مطلقاً نہیں اور صغریٰ میں بعض حیوان کو کاتب مطلقاً کہا گیا ہے وہ بعض حیوان انسان ہونے کی حیثیت سے نہیں کہا گیا لہذا حد اوسط مکرر نہیں ہوا ـ

× [illegible]

واما التی من جهة الصورة فكما يكون على هيئة غير ناتجة وجميع ذلك سوء التاليف كقول القائل الزمان محيط بالحوادث والفلك محيط بها ايضا ينتج فالزمان هو الفلك وهو شكل ثان وقد فات فيه شرط اعنی اختلاف المقدمتين ايجابا و سلبا لكونهما موجبتين ههنا اوكان نذكر بعض المغالطات التی سبب وقوعها فساد الصورة فنقول من المغالطات الصورية المصادرة على المطلوب نحو زيد انسان لانه بشر وكل بشر انسان ومنها اخذ ما بالعرض مكان ما بالذات نحو الجالس فی السفينة متحرك وكل متحرك لا يثبت فی موضع واحد ومنها ان لا يتكرر الاوسط بتمامه كما يقول الانسان له شعر وكل شعر ينبت ينتج الانسان ينبت فان الاوسط له الشعر ولم يجعل بتمامه موضوع الكبرى ومنها ان لا يكون الاوسط متشابها فی المقدمتين لاختلافه بالقوة والفعل نحو الساكت متكلم والمتكلم ليس بساكت ينتج الساكت ليس بساكت

ترجمہ: اور صورت کی جہت سے جو غلطی ہو جاتی ہے اس کی مثال ہو جانا ہے قیاس کا غیر منتج ہیئت پر مثلاً قائل کا قول الزمان محیط بالحوادث والفلک محیط بالحوادث نتیجہ الزمان ہو الفلک ہے اور یہ قول شکل ثانی ہے اور اسمیں ایک شرط مفقود ہے یعنی صغری وکبری مختلف ہونا ایجاب وسلب میں کیونکہ قیاس مذکور میں دونوں موجبہ ہیں اب ذکر کرتے ہیں ہم ان مغالطات کو جن کا سبب وقوع فساد صورت ہے پس صوری مغالطات سے مصادرہ علی المطلوب ہے جیسے زید انسان لانہ بشر کل بشر انسان اور ان صوری مغالطات سے بالذات کے محل میں بالعرض کو لینا ہے جیسے الجالس فی السفینۃ متحرک لا یثبت فی موضع واحد نتیجہ فجالس السفینۃ لا یثبت فی موضع واحد ہے اور ان مغالطات سے حد اوسط کا پورا مکرر نہ ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے الانسان لہ شعر ینبت نتیجہ الانسان ینبت ہے پس لہ الشعر حد اوسط تھا اسکو پورا کبری کا موضوع نہیں بنایا گیا اور ان مغالطات سے حد اوسط متشابہ نہ ہونا ہے صغری وکبری بوجہ مختلف ہونے اس کے قوت وفعل کے ساتھ جیسے قول قائل الساکت متکلم والمتکلم لیس بساکت نتیجہ الساکت لیس بساکت ہے ۔

تشریح: مصنف فساد صورت کے سبب مغالطہ ہو جانے کی چودہ صورتیں تحریر فرمایا ہے پہلی صورت مصادرہ علی المطلوب ہے اور اسکو چار صورتیں ہیں (۱) اول دعوی کو جز دلیل بنانا (۲) دعوی کو دلیل کے موقوف علیہ کا جز بنانا (۳) دعوی کو موقوف علیہ دلیل عین بنانا پس مثال مذکور میں زید انسان دعوی تھا اور اسی کو صغری بنایا گیا ہے کیونکہ زید انسان اور زید بشر ایک جز ہے اور مغالطہ کی دوسری صورت میں صغری کے متحرک بالعرض کو کبری میں متحرک بالذات لیا گیا ہے کیونکہ جالس سفینہ متحرک بالعرض ہے متحرک بالذات نہیں اور جگہ پر برقرار نہ رہنا متحرک بالذات کا حکم ہے جو متحرک بالعرض پر لگایا گیا ہے اور مغالطہ کی تیسری صورت میں لہ شعر صغری کا محمول تھا ۔ مگر کبری کا موضوع صرف شعر کو بنایا گیا ہے

ومنها اختلال التركيب بسبب شك وقع بان القيد من الموضوع او من المحمول كقولهم الانسان وحده ضاحك وكل ضاحك حيوان ينتج الانسان وحده حيوان والغلط انما نشأ من توهم ان لفظة وحده جزء من الموضوع ولو جعل جزءً من المحمول وقيل الانسان هو وحده ضاحك وكل ما هو وحده ضاحك فهو حيوان لصدقت النتيجة لانها اذ ذلك الانسان حيوان فالغلط في هذا المثال بسبب سوء اعتبار الحمل. ومنها ان لا يكون الاكبر محمولا على جميع افراد الاوسط في الكبرى وذلك كما تقول كل انسان حيوان والحيوان عام او جنس او مقول على كثيرين مختلفي الحقيقة فينتج كل انسان عام او جنس او مقول على كثيرين مختلفي الحقيقة وهو باطل قطعا والسبب في الغلط انما هو اهمال كلية الكبرى اذ الكبرى طبعية فلا يتعدى الحكم ۔

بقیہ گزشتہ لہٰذا غلطی ہوگی اور اگر مالہ شعر کو کبریٰ کا موضوع بنا کے کہا جاوے کل مالہ شعر نبت تو کبریٰ صحیح ہو جائے گا مگر کبریٰ کاذب ہو جائے گا کیونکہ الانسان مالہ شعر ایک غلط جملہ ہے کیونکہ انسان ہونے کے لئے بدن پر بال ہونا شرط نہیں ہے مغالطہ کی چوتھی صورت میں صغریٰ کے متکلم سے متکلم بالقوۃ مراد ہے یعنی ساکت بھی بالقوۃ متکلم ہے اور کبریٰ کے متکلم سے مراد متکلم بالفعل ہے یعنی متکلم بالفعل ساکت نہیں پس حد اوسط کو صغریٰ میں بالقوۃ اور کبریٰ میں بالفعل لینے سے غلطی واقع ہو گئی ہے ۔

ترجمہ ان مغالطات سے ترکیب قیاس مختل ہو جاتا ہے اس بات کا شک واقع ہو جانے سے کہ قید موضوع کی ہے یا محمول کی جیسے ان کا قول الانسان وحدہ ضاحک وکل ضاحک حیوان نتیجہ الانسان وحدہ حیوان ہے اور منشاء غلطی وحدہ کو جزء موضوع سمجھ لینے سے ہے اور اگر وحدہ کو جزء محمول قرار دیکر کہا جاوے الانسان ہو وحدہ ضاحک وکل ما ہو وحدہ ضاحک فہو حیوان تو نتیجہ صادق ہوگا کیونکہ نتیجہ اسوقت الانسان حیوان ہے پس غلطی اس مثال میں اعتبار حمل کی خرابی سے ہے اور ان مغالطات سے کبریٰ میں حد اوسط کے جمیع افراد پر اکبر کا محمول نہ ہونا ہے اور یہ جیسے تو کہتا ہے کل انسان حیوان والحیوان عام او جنس او مقول علی کثیرین مختلفی الحقیقۃ نتیجہ کل انسان عام وغیرہ ہے جو بالکل باطل ہے اور سبب غلطی کلیت کبریٰ کو چھوڑ دینا ہے کیونکہ قیاس مذکور میں کبریٰ طبعیہ ہے ۔

تشریح مغالطہ کی پانچویں صورت میں وحدہ کو اگر انسان موضوع کا قید قرار دیجائے تو غلطی ہوگی کیونکہ اس صورت میں وہ قید نتیجہ میں مذکور رہے گی اور نتیجہ الانسان وحدہ حیوان ہوگا جو غلط ہے کیونکہ فرس وغیرہ بھی حیوان ہیں اور اگر وحدہ کو جزء محمول قرار دیا جائے تو غلطی نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں وہ جزء وحدہ اوسط ہونے کی وجہ سے گر جاوے گا اور نتیجہ الانسان حیوان ہوگا جو صحیح ہے پس مثال مذکور میں اعتبار حمل برا ہونے سے غلطی ہو گئی ہے اور اس کا مطلب صغریٰ میں دو قضیہ ہونے کے باوجود ایک قضیہ کو صغریٰ بنانا ہے کیونکہ وحدہ کی قید سے صغریٰ میں دو قضیہ ہو گئے یعنی الانسان ضاحک ولا شیٔ من غیر الانسان بضاحک پس صغریٰ کے قضیہ موجبہ تو کبریٰ کے ساتھ مل کر منتج ہوگا مگر صغریٰ کے قضیہ سالبہ کبریٰ کے ساتھ مل کر منتج نہ ہوگا کیونکہ شرائط منتج ہونے کیلئے ایجاب صغریٰ

[illegible]

ومنها مایقع بسبب تقدم الروابط وتأخرها عن السلوب وکذا تقدم الجهة علی السلوب وتاخرها عنها نحو زید لیس هو بقائم وزید هو لیس بقائم وبالضرورة ان لایکون ولیس بالضرورة ان یکون ولا یلزم ان یکون ویلزم ان لایکون وتکثر السلوب من هذا الباب فان المراتب الشفعیة کسلب سلب وسلب سلب سلب سلب اثبات والوتریة کسلب سلب السلب وغیرها سلب ومنها اخذ الاعتبارات الذهنیة والمحمولات العقلیة امورا عینیة کما اذا قیل ان الانسان کلی فیظن انه فی الاعیان کذلک ولیس هذا الظن بصواب فان الکلیة انما تعرض الاشیاء فی الذهن دون الخارج ومن هذا التحقیق ینحل اغلوطة اخری تقریرہ ان یقال الممتنع موجود لانه ممتنع شئ فی الخارج لکان امتناعه حاصلا فی الخارج فیکون الممتنع موجودا فی الخارج وجود الممتنع وهو باطل قطعا وجه الانحلال ان الامتناع اعتبار ذهنی لایلزم من اتصاف شئ به وجوده فی الخارج لیلزم وجود المتصف به فی الخارج :—

مغالطہ کی چھٹی صورت میں وجہ غلطی الحیوان عام یا الحیوان جنس یا الحیوان مقول علی کثیرین مختلفین الحقیقۃ تینوں قضایا ئے طبعیہ ہے کسی کو کبریٰ بنانا ہے کیونکہ شکل اول منتج ہونے کیلئے کبریٰ قضیہ کلیہ ہونا شرط ہے جس میں موضوع کے کل افراد پر حکم ہوتا ہے اور قضیہ طبعیہ میں حکم موضوع کی طبیعت پر ہوتا ہے افراد پر نہیں ہوتا حالانکہ صغریٰ میں حکم موضوع کے افراد پر تھا لہٰذا نتیجہ الانسان عام یا الانسان جنس مقول علی کثیرین مختلفین الحقیقۃ تینوں غلط ہوئے —

ترجمہ ان مغالطات سے وہ غلطی ہے جو واقع ہوجاتی ہے سلوب سے روابط مقدم و مؤخر ہونے کے سبب سے اسی طرح سلوب پر جہت مقدم ہونے یا سلوب سے جہت مؤخر ہونے کے سبب سے جیسے زید لیس ہو بقائم وزید لیس بقائم اور بالضرورۃ ان لایکون اور لیس بالضرورۃ ان یکون اور لایلزم ان یکون اور یلزم ان لایکون ہیں اور سلب زیادہ ہونا بھی اس بات سے ہے کیونکہ سلب کے جوڑ مراتب مفید اثبات اور بے جوڑ مراتب مفید نفی ہیں اور ان مغالطات سے ذہنی اعتبارات اور عقلی محمولات کو امور خارجیہ قرار دینا ہے جیسے کہا جاوے الانسان کلی اور سمجھ لیا جاوے کہ انسان خارج میں بھی کلی ہے حالانکہ یہ خیال ٹھیک نہیں کیونکہ کلی ہونا اشیاء کے ساتھ عارض ہوجاتا ہے ذہن میں نہ خارج میں اس تحقیق سے اور ایک سامان غلطی کا حل ہوجاتا ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ کہا جاوے کہ ممتنع موجود ہے کیونکہ خارج میں اگر کوئی شئے ممنوع ہو تو اس کا ممنوع ہونا خارج میں پایا جاوے گا پس ممتنع خارج میں موجود ہوجاوے گا پس ممتنع موجود ہونا لازم آیا یقیناً باطل ہے صورت حل یہ ہے کہ امتناع ایک ذہنی اعتبار ہے اس کے ساتھ کوئی چیز متصف ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ خارج میں پایا جاوے :

ومنها اخذ مثال الشئ مكانه كما نقول لمثال النار انه نار كل نار محرق فهو محرق وهذا الاشتباه هو الذى احتج به المنكرون للوجود الذهنى حيث قالوا لو حصلت الاشياء بانفسها لزم احتراق الذهن عند تصور النار و اختراقه عند تصور الجبل واتصافه بالبياض والسواد عند تصورهما وهكذا وحله انه من باب اخذ ما بالعرض مكان ما بالذات يعنى ان الاحراق والخرق وغيرهما من العوارض التى تلحق الشئ اذا وجد بوجود اصلى خارجى وليست من العوارض للوجود الظلى الذهنى ۔

تشریح ص ۱۱۵ :۔ یعنی ساتواں وہ مغالطہ ہے جو کلمات سلب پر روابط مقدم یا ان سے مؤخر ہونے کے سبب سے ہو کیونکہ سلب پر رابطہ مقدم ہونے کے وقت قضیہ موجبہ معدولۃ المحمول اور سلب سے مؤخر ہونے کے وقت قضیہ سالبہ ہوتا ہے بنا بریں زید لیس ہو بقائم سالبہ اور زید ہو لیس بقائم موجبہ معدولۃ المحمول ہے پس ایک کو دوسرے کے محل میں اگر استعمال کیا جاوے تو غلطی ہوگی اسی طرح جہت کو حرف سلب سے مؤخر کرنے کی صورت میں ضرورت نسبت کی نفی ہو جائے گی اور حرف سلب پر مقدم کرنے کی صورت میں نسبت منفیہ کی ضرورت کا اثبات ہو جائے گا پس بالضرورۃ ان لایکون میں نسبت منفیہ کی ضرورت کا اثبات ہے اور لیس بالضرورۃ ان یکون میں نسبت ضروری ہونے کی نفی ہے لہذا ایک کے محل میں دیگر مستعمل ہونے سے غلطی ہوگی اور کسی قضیہ میں کلمات سلب زیادہ ہونا بھی اس باب میں سے ہے کیونکہ سلب کے جوڑ مراتب مثلاً سلب سلب سلب سلب اثبات ہے اور بے جوڑ مراتب مثلاً سلب سلب سلب نفی ہے آٹھواں مغالطہ عقلی امور کو خارجی سمجھ لینے سے ہے مثلاً انسان کلی کا محمول ذہنی چیز ہے کیونکہ کلیت وجزئیت کے ساتھ صرف امور ذہنی متصف ہوا کرتے ہیں سو اگر کوئی اس کلیت کو خارجی چیز سمجھنے لگے تو غلطی کا حل ہو جاتا ہے کہ کہا جاوے ہر ممتنع موجود ہے کیونکہ خارج میں جو شئ ممتنع ہوا اسکی صفت امتناع خارج میں ضرور پائی جائے گی اور جو شئ خارج میں پایا جاتا ہے وہ موجود خارجی ہوتا ہے پس ممتنع ہو اس اعتبار سے موجود خارجی ہوا جو قطعاً باطل ہے اور اس غلطی کا حل یہ ہے کہ مفہوم امتناع امر ذہنی ہے جس طرح کہ دیگر مفاہیم امور ذہنیہ سے ہیں ۔ پس کوئی شئ صفت امتناع کے ساتھ متصف ہونے کیلئے ضروری نہیں کہ وہ خارج میں پایا جاوے بنا بریں ممتنع بھی صفت امتناع کے ساتھ متصف ہونے کیلئے خارج میں موجود ہونا ضروری نہ ہوگا ۔

ترجمہ ان مغالطات سے صورت شئ کو شئ سمجھ لینا ہے جیسے تو صورت نار کو نار کہدے اور ہر نار محرق ہونے سے صورت نار کو بھی محرق ہونا ثابت کرے یہ وہ اشتباہ ہے جس کے ساتھ استدلال کیا ہے وجود ذہنی کے منکرین نے جہاں انہوں نے کہا اگر اشتباہ بذات خود ذہن میں حاصل ہو جاوے تو ذہن کا جلنا لازم آئے گا تصور نار کے وقت اور اس کا خرق لازم آئے گا تصور جبل کے وقت اس کا سیاہ سفید ہونا لازم آئے گا سیاہی و سفیدی کے تصور کے وقت اور اس اشتباہ کا حل یہ ہے کہ یہ اشتباہ بالعرض کو بالذات کی جگہ میں لینے کے باب سے ہے یعنی احراق اور خرق وغیرہ ان عوارض سے ہیں جو شئ کو اس وقت عارض ہوتے ہیں جب وہ شئ خارجی وجود کے ساتھ موجود ہو موجود ذہنی کے عوارض سے نہیں

تشریح نواں مغالطہ صورت شئ کو عین شئ سمجھ لینے سے ہے مثلاً عین نار کے لئے

ومنها اخذ جزء العلة مكان العلة كما اذا حمل سبعون رجلا حجرا ثقيلا سبعين فرسخا مثلا فيتوهم ان الواحد منهم يحمل فرسخا واحدا ومنها اجراء طريق الاولوية عند الاختلاف كما تقول الانسان ليس باولى باضافة النفس من العصفور بعد ما اشتركا في الحيوانية :-

بقیہ گزشتہ جو احراق ثابت ہے صورت نار کیلئے اس احراق کو ثابت کرنا چنانچہ اسی اشتباہ پر حصول اشیاء بانفسہا فی الذہن کے منکرین نے کہا ہے کہ نار وجبل اگر ذہن میں حاصل ہو جاوے تو ذہن کا غرق اور احتراق لازم آئے گا جس کا حل یہ ہے کہ غرق واحراق عوارض خارجیہ سے ہے۔ یعنی جب آگ خارج میں پایا جاوے تو جلاتا ہے اور جب پہاڑ خارج میں پایا جاوے تو اسکی زمین کو بھٹ ڈالتا ہے مگر جب یہ چیزیں ذہن میں پایا جاوے تو یہ عوارض ان کو لاحق نہیں ہوتے

تنبیہ :- جاننا چاہیئے کہ شئ ذہن میں حاصل ہونے کے بارے میں علماء مختلف ہیں محققین فرماتے ہیں کہ شئ ذہن میں حاصل ہونے کا مطلب اسکی ماہیت کلیہ ذہن میں حاصل ہو جاتا ہے اور یہی حضرات اس کا نام حصول الاشیاء بانفسہا رکھتے ہیں اور ایک فریق کہتا ہے کہ شئ میں حاصل ہونے کا مطلب اسکی صورت ذہن میں حاصل ہو جاتا ہے اور یہ فریق اس کا نام حصول الاشیاء باشباہہا رکھتا ہے اور یہ لوگ فریق اول پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر نار بذات خود ذہن میں حاصل ہو جاوے تو تصور نار کے وقت ذہن جل جانا چاہیئے مگر ان کا یہ اعتراض بالکل لغو اور بے محل ہے کیونکہ وجود کی دو قسمیں ہیں وجود ذہنی وجود خارجی اور ہر ایک وجود کے آثار وعوارض الگ الگ ہیں مثلاً آگ خارجی کے آثار سے جلانا ہے۔ مگر آگ ذہنی کے آثار سے جلانا نہیں پس آگ خارجی کے وصف کو آگ ذہنی کے لئے ثابت کرنا بے محل ہے -

ترجمہ عبارت ہذا اور ان مغالطات سے علت کے محل میں جزء علت کو لینا ہے مثلاً جب کسی بھاری پتھر کو ستر آدمی ستر فرسخ لے جاسکے تو وہم کیا جاوے کہ ایک آدمی اس پتھر کو ایک فرسخ لے جاسکے گا اور ان مغالطات سے اولویت کا طریقہ جاری کرنا ہے اختلاف کے وقت جیسے تو کہتا ہے کہ انسان اولی نہیں نفس ناطقہ کے تقاضا میں چڑیا سے بعد مشترک ہونے دونوں کے حیوان ہونے میں -

تشریح دسواں مغالطہ جزء علت کو علت قرار دینا ہے پس جس پتھر کو اٹھانے کے لئے ستر آدمی چاہیئے اسکو ایک آدمی اٹھا نہیں سکتا کیونکہ ایک آدمی کو ستر کا جزء ہے مگر جو کام کل سے ہو سکتا ہے وہ جزء سے ہونا ضروری نہیں حالانکہ قیاس مذکور میں پتھر اٹھانے کو ایک فرد کیلئے ثابت کیا گیا ہے -

گیارہواں مغالطہ اختلاف کے وقت اولویت کا طریقہ اختیار کرنا ہے مثلاً کہا جاوے کہ انسان و چڑیا حیوانیت میں شریک ہونے کے بعد نفس ناطقہ کے تقاضا کرنے میں چڑیا سے اولی نہیں اور اسمیں وجہ غلطی یہ ہوئی کہ حیوانیت کو جنس ہونے کے اعتبار سے نفس ناطقہ کا مقتضی سمجھا گیا ہے حالانکہ حیوانیت نوع یعنی انسان ہونے کے اعتبار سے نفس ناطقہ کا مقتضی وجود خارجی ہے پس معلوم ہوا کہ قائل کو کہنا چاہیئے تھا کہ زید اولی نہیں بکر سے نفس ناطقہ کے تقاضہ میں کیونکہ انسان نفس ناطقہ کا تقاضا کرتا ہے اور زید وبکر دونوں انسان کے افراد ہیں پس دونوں نفس ناطقہ کا مقتضی ہوں گے نفس ناطقہ کے تقاضا میں انسان چڑیا سے اولی نہیں کہنا نہیں چاہیئے ۱۲

ومنها ما وقع من قلة المبالاة بالحيثيات وترك الاعتناء بها كقول القائل كل ابيض داخل في حقيقة البياض وزيد ابيض فيلزم دخول البياض في حقيقة ومنشاء الغلط فيه ان البياض داخل في مفهوم الابيض من حيث انه ابيض لا من حيث انه حيوان وانسان ومنها قولهم مماثل المماثل مماثل نحو الانسان مماثل للنخلة والنخلة مماثلة للحجر في كونه غير ذي نفس فيلزم كون زيد جماداً ووجه التغليط فيه ان مماثلة النخلة للانسان في امر هو الطول ومماثلتها للحجر في شيء اٰخر ومما يوقع في الغلط اخذ العدم المتقابل للملكة مكان الضد والنقيض كالسكون فانه عدم الحركة عما من شانه ان يتحرك وكالاعمى فانه عدم البصر عما من شانه ان يكون بصيرًا فيظن ان المجردات ساكنة والجدار اعمى —

ترجمہ اور ان مغالطات سے وہ ہے جو واقع ہو حیثیات کے ساتھ پرواہ اور توجہ نہ کرنے کے ذریعہ جیسے قائل کا قول کہ ہر ابیض کی حقیقت میں بیاض داخل ہے اور زید ابیض ہے پس حقیقت زید میں بھی بیاض داخل ہونا لازم ہے اور منشاء غلطی قید حیثیت کا اعتبار نہ کرنا ہے کیونکہ ابیض ابیض ہونے کی حیثیت سے بیاض اس کی حقیقت میں داخل ہوتی ہے نہ حیوان اور انسان ہونے کی حیثیت سے اور ان مغالطات سے لوگوں کا قول مماثل المماثل مماثل ہے جیسے انسان مماثل ہے خرما درخت کا اور خرما درخت مماثل ہے پتھر کا غیر ذی روح ہونے میں سو لازم آجاتا ہے زید کا جماد ہو جانا اور اسمیں غلطی کی وجہ یہ ہے کہ خرما درخت انسان کا مماثل ہونا مثلاً دراز ہونے میں اور اس کے پتھر کا مماثل ہونا دراز ہونے میں نہیں ہے اور ان چیزوں سے جو غلطی میں ڈال دیتا ہے اسی عدم کو لینا ہے جو کہ ملکہ کا مقابل تھا ضد اور نقیض کے محل میں جیسے سکون ہے کہ وہ اسی چیز کی عدم حرکت کا نام ہے جس کی شان حرکت کرنی ہے اور جیسے اندھا کہ وہ اسی چیز سے بینائی منتفی ہو جاتا ہے جس کی شان بینا ہونا ہے پس مجردات کو ساکن اور جدار کو اندھا خیال کر لیا جائے

تشریح بارہواں مغالطہ وہ ہے جو قید حیثیت کا لحاظ نہ کرنے سے ہو جاتا ہے جیسے بیاض کو ابیض کی حقیقت میں داخل ماننا وہ ابیض حیوان یا انسان ہونے کی حیثیت سے حالانکہ بیاض ابیض کی حقیقت میں ابیض ہونے کی حیثیت سے داخل ہے وہ حیوان یا انسان ہونے کی حیثیت سے داخل نہیں بنا بریں ابیض کی حقیقت میں بیاض داخل نہیں۔

تیرہواں مغالطہ وہ ہے جو مماثل المماثل مماثل اسی قاعدہ سے لازم آتا ہے مثلاً کہا جاوے کہ زید خرما درخت کا مماثل ہے اور خرما درخت پتھر کا مماثل ہے پس زید بھی پتھر کا مماثل ہوگا وجہ غلطی یہ ہوئی کہ قائل قیدوں کا لحاظ نہیں کیا ہے کیونکہ زید دراز ہونے میں خرما درخت کا مماثل تھا اور خرما درخت دراز ہونے میں پتھر کا مماثل نہیں بلکہ حیوان نہ ہونے میں پتھر کا مماثل ہے اور شی کے مماثل کا مماثل شی کا مماثل ہوتا ہے جب مماثلت دونوں میں ایک جہت سے ہو چودہواں مغالطہ وہ ہے جو عدم کو ضد یا نقیض کے مقام میں لینے سے لازم آتا ہے حالانکہ وہ عدم ملکہ کا مقابل تھا مثلاً سکون کو حرکت کی ضد یا نقیض سمجھ کر کہا جاوے کہ مجردات جیسے عقل وغیرہ ساکن ہیں کیونکہ ان میں حرکت نہیں اور دیوار اندھا ہے کیونکہ اسمیں آنکھ نہیں حالانکہ سکون صرف عدم حرکت کا نام نہیں بلکہ

من المغالطات المشهورة قولهم لا یمکن تحصیل مجهول لان ذٰلک المجهول اذا حصل فبما یعرف انه مطلوبک فلا بد من بقاء الجهل او وجود العلم قبله حتی تعرف انه هو وعلی التقدیرین یمتنع تحصیله اما علی الاول فلا ستحالة معرفته اذا وجد واما علی الثانی فلامتناع تحصیل الحاصل والجواب ان المطلوب معلوم من وجه ومجهول من وجه فبعد حصول المجهول یعلم بالوجه المعلوم المخصص انه المطلوب وهٰذا کمثل عبد اٰبق اذا وجد فانه کان معلوم الذات مجهول المکان فبعد ما وجد عرفت بما کنت عارفا به من ذاته وصورته انه اٰبقک ؛

بقیہ صفحہ گذشتہ بلکہ جس میں حرکت کی اہلیت ہے اس میں حرکت نہ ہونے کو سکون کہا جاتا ہے اسی طرح عمی فقدِ آنکھ نہ ہونے کو نہیں کہا جاتا بلکہ جس میں آنکھ ہونے کی صلاحیت تھی اسمیں آنکھ نہ ہونے کو عمی کہا جاتا ہے ۔

ترجمہ مشہور مغالطات سے ہے لوگوں کا قول کہ تحصیل مجہول ممکن نہیں کیونکہ مجہول جب حاصل ہو جاوے تو کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ تیرا مطلوب ہے پس جہل باقی رہنا یا تحصیل مجہول کے پہلے علم پایا جانا ضروری ہے تاکہ تو پہنچان سکے کہ وہ تیرا مطلوب ہے اور دونوں تقدیروں پر تحصیل مجہول ممتنع ہے پہلی تقدیر پر بوجہ محال ہونے پہنچان مجہول کی جب وہ پایا جاوے اور دوسری تقدیر پر بوجہ ممنوع ہونے تحصیل حاصل کے اور جواب یہ ہے کہ مطلوب من وجہ معلوم اور من وجہ مجہول ہے پس مجہول حاصل ہو جانے کے بعد وہ مطلوب ہونا معلوم ہو جائیگا اس وجہ معلوم سے جو مخصص ہے اور یہ تحصیل عبد آبق کے مانند ہے جبکہ وہ پایا جاوے کیونکہ وہ عبد آبق معلوم بالذات اور مجہول المکان تھا پس ول جانے کے بعد تو اسکو پہنچان لے گا اس ذات وصورت سے جو تجھیں پہلے ہی سے حاصل ہے ؛

تشریح یعنی تحصیل مجہول ممکن نہیں کیونکہ مجہول قبل تحصیل اگر مجہول مطلق ہے تو بعد تحصیل یہ نہیں معلوم ہوگا کہ وہ معلوم وہی ہے جس کو تو معلوم کرنا چاہتا تھا اور اگر قبل تحصیل معلوم ہو جب بھی تحصیل نہیں ہو سکتی کیونکہ تحصیل حاصل ناجائز ہے پس معلوم ہوا کہ تحصیل مجہول کی کوئی صورت نہیں جواب یہ ہے کہ مجہول قبل تحصیل نہ مجہول مطلق ہے نہ معلوم من کل وجہ بلکہ وہ معلوم من وجہ اور مجہول من وجہ ہے پس جس حیثیت سے وہ مجہول ہے اس حیثیت سے اسکی تحصیل ہوگی اور جس حیثیت سے وہ معلوم تھا اس حیثیت سے پتہ چلے گا کہ وہ وہی ہے جس کو تو طلب کر رہا تھا پس نہ تحصیل حاصل لازم آئے گی نہ حصول کے بعد مجہول کی عدم معرفت لازم آئے گی مثلاً تیرے پاس انسان مطلوب طلب کے پہلے کاتب وضاحک کے ساتھ معلوم ہو اور حقیقت کے اعتبار سے مجہول ہو پس اس انسان کو تو مطلوب قرار دیکے اس کے مبادی حیوان ناطق کی طرف منتقل ہو کے پھر ان مبادی سے اسی انسان کیطرف منتقل ہو جانے سے اسکی حقیقت تجھے معلوم ہو جائے گی اور مذکورہ دونوں خرابیوں سے کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی کیونکہ حاصل من کل وجہ کی تحصیل ناجائز ہے نہ حاصل من وجہ دون وجہ کی اسی طرح مجہول مطلق کی معرفت ناممکن ہے[۲]

۲ ؛ مجہول من وجہ اور معلوم من وجہ کی ۔

اغلوطة :- لو لم يصدق قضية لم يصدق زيد قائم وكلما لم يصدق زيد قائم صدق نقيضه اعني زيد ليس بقائم ينتج كلما لم يصدق قضية صدق زيد ليس بقائم مع انها قضية من القضايا والحل ان التقادير المأخوذة في الكبرىٰ اعني قولك كلما لم يصدق زيد قائم صدق نقيضه اعني زيد ليس بقائم ان كانت واقعية فصدقها مسلم لكن لا اندراج اذ الحكم في الصغرىٰ انما هو على التقادير الفرضية الغير الواقعية ضرورة ان عدم صدق قضية من القضايا من الممتنعات ضرورة ان قولنا الواجب موجود او سميع او بصير واجب الصدق فيكون عدم صدقها محالا وان كانت تقادير الكبرىٰ اعم منعنا الكلية اذ كذب الشيء انما يستلزم صدق نقيضه بحسب الواقع فانه جاز على التقدير المحال ان يكذب النقيضان معًا لان المحال جاز ان يستلزم محالا ؛-

ترجمہ اگر کوئی قضیہ صادق نہ ہو تو زید قائم صادق نہ ہوگا تو اس کی نقیض زید لیس بقائم صادق آئے گی نتیجہ یہ ہوگا کہ جب کوئی قضیہ صادق نہ ہوگا زید لیس بقائم صادق ہوگا حالانکہ یہ بھی قضیوں سے ایک قضیہ ہے اور اس کا حل یہ ہے کہ کبریٰ میں جن تقدیروں کو لیا گیا ہے اگر وہ تقدیریں واقعی ہوں تو کبریٰ صادق ہونا مسلم ہے لیکن اس صورت میں صغریٰ کی تقدیریں کبریٰ کی تقدیروں میں داخل نہیں کیونکہ حکم صغریٰ میں فرضی اور غیر واقعی تقدیروں پر ہے بوجہ بدیہی ہونے ممتنعات ہونا صادق نہ آنے کا کسی قضیہ کے بوجہ ضروری ہونے صادق ہونا الواجب موجود وغیرہ قضیہ سوان کا صادق نہ ہونا محال ہوگا اور اگر کبریٰ کی تقدیریں واقعی و فرضی سے عام ہو تو کبریٰ کلیہ ہونے کا ہم مانع ہوں گے کیونکہ کسی شئ کا کذب اسکو نقیض کا مستلزم ہونا باعتبار نفس الامر کے ہے اس لئے کہ فرض محال پر جائز ہے نقیضین ایک ساتھ کاذب ہو جانا کیونکہ ایک محال کو مستلزم ہو سکتا ہے -

تشریح لو لم یصدق قضیہ لم یصدق زید قائم (یہ صغریٰ ہے) وکلما لم یصدق زید قائم صدق نقیضہ (یہ کبریٰ ہے) اور زید قائم کی نقیض زید لیس بقائم ہے (پس قیاس مذکور کا نتیجہ یہ ہوگا) کلما لم یصدق قضیۃ صدق زید لیس بقائم اس نتیجہ میں متنافیین کا اجتماع ہو گیا ہے کیونکہ زید لیس بقائم قضیہ ہے لہذا صدق زید لیس بقائم اور صدق قضیہ کا جزء ہے اور اسی صدق قضیہ کو اگر لم یصدق قضیہ کے ساتھ ملا کر کہا جاوے کلما لم یصدق قضیہ تو اجتماع نقیضین ہو جاوے گا (اس اغلوطہ کا حل ہے) کہ صغریٰ میں حکم فرضی تقادیر پر ہوا کیونکہ قضایا میں سے کوئی قضیہ صادق نہ ہونا ممتنعات میں سے ہے ورنہ الواجب موجود الواجب سمیع الواجب بصیر وغیرہ قضایا صادق نہ ہونا لازم آئیں گے حالانکہ سب صادق ہیں پس اگر کبریٰ میں حکم واقعی تقادیر پر ہو یعنی زید قائم صادق نہ ہونے کی تمام تقادیر واقعیہ میں اسکی نقیض زید لیس بقائم صادق ہوگی تو یہ کبریٰ صادق مگر اصغر اکبر کی تحت میں مندرج نہ ہوگا کیونکہ صغریٰ میں حکم تقادیر فرضیہ پر تھا اور کبریٰ میں تقادیر واقعیہ پر ہے کہ بادٗ

اخر ويقرب من هذه الاغلوطة المغالطة العامة الورود التي يمكن ان تثبت بها اى مطلوب اردت صادقا كان اوكاذبا فنقول المدعى ثابت لانه لولم يكن المدعى ثابتا كان نقيضه ثابتا وكلما كان نقيضه ثابتا كان شئ من الاشياء ثابتا وينعكس بعكس النقيض لولم يكن شئ من الاشياء ثابتا مع انه شئ من الاشياء هذا خلف وتحير العقلاء في حله فمن قائل يقول انا لا نسلم ان تلك الشرطية تنعكس بهذا العكس الى هذه الشرطية كيف والشيئان في الاصل والعكس مختلفان بالعموم والخصوص بل عكس هذه الشرطية قولنا كلما لم يكن ذلك الشئ ثابتا كان المدعى ثابتا وهو حق ؛۔

بقیہ گذشتہ ص اور یہ عدم اندراج نتیجہ غلط ہونے کا باعث ہوا اور اگر کبری میں بھی حکم عام ہو تقادیر فرضیہ اور تقادیر واقعیہ سے یعنی زید قائم صادق نہ ہونے کی واقعی اور فرضی تمام تقدیروں میں اسکی نقیض زید لیس بقائم صادق ہوگی تو اس معنی کے اعتبار سے کلیہ ہونے کو ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ زید قائم صادق ہونے کی واقعی تقدیروں میں اسکی نقیض زید لیس بقائم صادق آنی تو ضروری ہے مگر فرضی تقدیروں میں نقیض صادق آنی ضروری نہیں کیونکہ فرضی تقدیروں میں اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین دونوں جائز ہیں کیونکہ فرض محال محال نہیں ہے ممکن ہے کہ ایک محال کو فرض کرنے سے دوسرا محال لازم آجائے ۔

ترجمہ اس اغلوطہ کے قریب ہے وہ مغالطہ جس کا ورود عام ہے اور جس کے ذریعہ ہر مطلوب کو ثابت کیا جاسکتا ہے خواہ وہ صادق ہو یا کاذب پس تو کہتا ہے کیونکہ اگر مدعی ثابت نہ ہو تو اسکی نقیض ثابت ہوگی اور جب نقیض ثابت ہوگی تو شئ من الاشیاء ثابت ہوگا اور اس کا عکس نقیض اگر شئ من الاشیاء ثابت نہ ہو مدعی ثابت ہے حالانکہ مدعی بھی شئ من الاشیاء ہے (ہذا خلاف للمفروض) اور عقلاء اس کے حل میں متحیر ہیں پس بعض کہتا ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے اس شرطیہ کے عکس نقیض وہ شرطیہ آنے کو جس کو تم نے ذکر کیا ہے وہ عکس کس طرح آئے گا حالانکہ اصل و عکس میں دونوں چیزیں مختلف ہیں عموم و خصوص کے ساتھ بلکہ اس شرطیہ کا عکس ہمارے قول کلما لم یکن ذالک الشئ ثابتا کان المدعی ثابتا ہے اور یہ عکس حق ہے ۔

تشریح مغالطہ عامۃ الورود یہ ہے کہ کہا جاوے کہ دعوی ثابت ہے ورنہ اسکی نقیض ثابت ہوگی اور جب نقیض ثابت ہوگی تو شئ من الاشیاء ثابت ہوگا کیونکہ نقیض بھی شئ من الاشیاء ہے اور اس کا عکس نقیض یہ ہوگا کہ جب شئ من الاشیاء ثابت نہ ہو تو مدعی ثابت ہو جاوے گا حالانکہ مدعی بھی شئ من الاشیاء ہے پس مدعی کو ثابت نہ ماننے کی صورت میں وہ ثابت ہونا لازم آیا جو خلاف مفروض ہے یہ خرابی صورت قیاس سے نہیں لازم آئی کیونکہ قیاس شکل اول ہونے کی حیثیت سے بدیہی الانتاج ہے اور قیاس کے مقدمتین سے بھی یہ خرابی نہیں لازم آئی کیونکہ دونوں مقدمتین صحیح ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ خرابی صرف /باقی

وان شئت قلت بتقرير اٰخران عكس تالى الشرطية لو لم يكن شئ من الاشياء ثابتا فى ضمن نقيض المدعى كان المدعى ثابتا ومن مجيب يجيب بان المقدم فى العكس محال والمحال جاز ان يستلزم نقيضه فلا خلف وقد وقع الاطناب فى تفصيل هذا الباب لما ان الرسائل المدونة فى هذا الفن التى جرت فى زماننا هذا عادة قراٴتها خالية عن تفصيل باب المغالطة فرأيت أن أوشح بذكره رسالتى هذه لتكون نافعة للمتعلمين مفيدة للطالبين ۔

مابقیہ صفحہ گزشتہ صرف اس لئے لازم آئی کہ تم نے دعویٰ کا تسلیم نہ کرکے نقیض دعویٰ کو تسلیم کرلیا ہے جس سے ثابت ہوگیا کہ دعویٰ حق ہے اور نقیض دعویٰ باطل ہے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اس مغالطہ کے حل میں عقلاء متحیر ہیں اور بعدازیں انہوں نے جواب نقل فرمایا (جواب اوّل) لو لم یکن المدعی ثابتا کان نقیضہ ثابتا کلما کان شئ من الاشیاء ثابتا اس قیاس کا نتیجہ لو لم یکن المدعی ثابتا کان شئ من الاشیاء ثابتا اور تم نے نتیجہ کا عکس نقیض لو لم یکن شئ من الاشیاء ثابتا کان المدعی ثابتا کو بنایا ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ نتیجہ میں جو شئ واقع ہوا اس سے مراد صرف نقیض نتیجہ ہے پس خاص ہوا اور عکس میں جو شئ واقع ہوا وہ عام ہوکر نقیض نتیجہ اور اس کے غیر سب کو شامل ہے پس یہ عام خاص کا عکس نہ ہوسکے گا بلکہ نتیجہ کا عکس نقیض کلما لم یکن ذلک الشئ (ای نقیض المدعی) ثابتا کان المدعی ثابتا ہے اور یہ عکس صحیح ہے کیونکہ نقیض مدعی ثابت نہ ہونے کی صورت میں مدعی ثابت ہونا پڑے گا ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آجائیگا پس جس عکس کو ہم نے بتایا ہے اسکو اختیار کرنے کی صورت میں خلاف مفروض کا اشکال نہیں ۔

ترجمہ اگر مرضی ہو تو دوسری تقریر کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ اس شرطیہ کا عکس لو لم یکن شئ من الاشیاء ثابتا کان المدعی ثابتا نقیض مدعی کے ضمن میں متحقق ہے اور بعض مجیب جواب دیتا ہے کہ مقدم عکس میں محال ہے اور محال اسکی نقیض کا مستلزم ہونا جائز ہے پس خلاف مفروض نہیں لازم آتا اس باب کی تفصیل میں طول ہوگیا کیونکہ فن منطق کے مدون رسائل (جن کو ہمارے زمانہ میں پڑھایا جاتا ہے) باب مغالطہ کی تفصیل سے خالی ہیں سو میں نے مناسب سمجھا کہ ذکر مغالطہ کے ساتھ میرے اس رسالہ کو مزین بنادوں تاکہ طلبہ کیلئے نافع اور مفید ہو ۔

تشریح دوسرا جواب اچھا ہم نے تسلیم کرلیا کہ عکس کے لفظ شئ عام ہوکر نقیض نتیجہ اور اس کے غیر دونوں کو شامل ہے مگر عام متحقق کسی نہ کسی خاص کے ضمن میں ہونا ضروری ہے پس یہ عام بھی نقیض نتیجہ کے ضمن میں متحقق ہوگا ۔ لو لم یکن شئ من الاشیاء ثابتا کان المدعی ثابتا میں شئ سے مراد نقیض نتیجہ لیں گے پس لو لم یکن شئ من الاشیاء کے معنی لو لم یکن نقیض المدعی ثابتا کان المدعی ثابتا ہوں گے اور یہ معنی بالکل صحیح ہیں ۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ عکس کا مقدم محال ہے کیونکہ شئ من الاشیاء ثابت نہ ہونا واجب الوجود وغیرہ ہزاروں چیزوں ثابت ہونے کے باوجود کس طرح صحیح ہوسکتا ہے پس مقدم محال اپنی نقیض کا مستلزم ہونا صحیح ہوگا لہٰذا لو لم یکن شئ من الاشیاء ثابتا مقدم نے کان المدعی ثابتا کو مستلزم ہوا جو مقدم کی نقیض ہے کیونکہ کان المدعی ثابتا اور کان شئ من الاشیاء ثابتا دونوں ایک ہیں پس جسطرح لو لم یکن شئ من الاشیاء ثابتا کان شئ من الاشیاء ثابتا کہنے کی صورت میں مقدم وتالی سے ہر ایک دوسرے کی نقیض ہے کان شئ من الاشیاء کے بجائے کان المدعی ۔

فصل ولابد ان یعلم انه اذا کان احدی مقدمتی القیاس غیر برھانیة بل کانت جدلیة وخطابیة او شعریة او غیرھا کان القیاس ایضا غیر برھانی وکذا الکلام فی القیاس الجدلی ونظائرہ بالجملة المؤلف من الراجح والمرجوح مرجوح وھٰھنا قد تم بحث الصناعات الخمس وبه تم مقاصد الفن بنوعیه اعنی الموصل الی التصور والموصل الی التصدیق ؛

خاتمة :- لکل علم ثلث امور احدھا الموضوع وھو ما یبحث فی العلم عن عوارضه ولواحقه الذاتیة کبدن الانسان لعلم الطب والکلمة والکلام لعلم النحو والمقدار المتصل لعلم الھندسة والمعلوم التصوری والمعلوم التصدیقی لصناعتی ھٰذہ ؛-

ترجمہ جاننا چاہئے کہ جب قیاس کا ایک مقدمہ غیر برہانی ہو مثلاً جدلی ہو یا خطابی ہو یا شعری وغیرہ ہو تو قیاس غیر برہانی ہوگا اور ایسا ہی کلام ہے قیاس جدلی اور اس کی نظائر میں خلاصہ یہ ہے کہ جو قیاس راجح و مرجوح سے مرکب ہوگا وہ مرجوح ہوگا اور یہاں صناعات خمسہ کی بحث ختم ہوئی اور اس کے ساتھ فن منطق کے مقاصد کی دونوں قسمیں پوری ہوگئیں یعنی موصل الی التصور اور موصل الی التصدیق (خاتمہ) ہر علم کے کیلئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے (موضوعات مبادی مسائل) اور موضوع وہ چیز ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے فن میں بحث کی جاوے جیسے بدن انسان فن طب کے لئے اور کلمہ کلام فن نحو کیلئے اور مقدار متصل فن ہندسہ کیلئے اور معلوم تصوری تصدیقی اس فن کیلئے موضوع ہیں ۔

تشریح اس فصل میں ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال کی تقریر یہ ہے کہ صناعات کا پانچ میں منحصر ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ قیاس کی اور بھی قسمیں نکل سکتی ہیں مثلاً یہ کہ قیاس کا ایک مقدمہ برہانی اور دوسرا جدلی ہو ایک برہانی دوسرا وہمی یا خطابی ۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ جو قیاس دو مختلف مقدمات سے مؤلف ہوگا وہ اخص المقدمتین کے تابع ہوگا ۔ پس اگر ایک مقدمہ برہانی اور دوسرا جدلی ہو تو قیاس جدلی ہوگا غرض قیاس برہانی کیلئے تمام مقدمات برہانی اور جدلی ہونے کے لئے تمام مقدمات جدلی اور شعری ہونے کیلئے تمام مقدمات خیالی اور خطابی کیلئے تمام مقدمات خطابی اور سفسطی ہونے کیلئے تمام مقدمات وہمی ہونا ضروری ہے ۔

خاتمہ : یعنی موضوع علم وہ چیز ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے علم میں بحث کی جاتی ہیں اور عوارض ذاتیہ وہ اعراض ہیں جو اپنے معروض کو بلا واسطہ یا بواسطہ امر مساوی عارض ہوں یعنی واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کی قسم ثانی نہ ہو کیونکہ ان دونوں سے کسی کے واسطہ سے جو عارض معروض کو لاحق ہوجاتا ہے ان کو اعراض غریبہ کہا جاتا ہے اعراض ذاتیہ نہیں کہا جاتا اور فن میں معروض کے اعراض غریبہ سے بحث نہیں ہوتی کیونکہ وہ موضوع کے احوال نہیں واسطے کے احوال ہیں اور جو موضوع علم متعدد بھی ہوسکتا ہے مگر وہ متعدد کسی جہت سے متحد ہونا ضروری ہے جیسے موضوع علم منطق معلوم تصوری اور معلوم تصدیقی .

وینبغی ان یعلم انه لا یبحث عن وجود الموضوع ولا یبحث عن ماهیته فی العلم الذی
هو موضوع له فلا یبحث الطبیب عن بدن الانسان من حیث انه موجود او جسم
نام او حیوان ناطق ولا النحوی عن حقیقة الکلمة والکلام ومن ثم لما کان موضوع
العلم الطبعی الجسم المطلق وکان صاحب هذا الفن یورد مباحث الهیولی و
الصورة فی الطبعیات اشکل علیه ان الهیولی والصورة من اجزاء الجسم و
مقوماته فکیف یورد هذه المباحث فی الطبعیات اوعتذر من قبله ان هذه
المباحث استطرادیة ۔ وثانیها مبادیه المبادی ما یبتنی علیه المسائل
وهی اما تصوریة ای حدود تورد لموضوع الصناعة واجزائه وجزئیاته و
واعراضه الذاتیة او تصدیقیة وهی المقدمات التی تؤلف منها قیاساته
اما بدیهیة ویسمی العلوم المتعارفة او غیر بدیهیة بل نظریة مسلمة
فان کان التسلیم مع الاستنکار یسمی مصادرة وثالثها المسائل وهی التی
اشتمل العلم علیها ویحاول اثباتها بالدلیل ۔

ترجمة : اور جاننا چاہیے کہ موضوع کے وجود اور اسکی ماہیت سے فن میں گفتگو نہیں ہوتی سو طبیب بدن انسان سے
گفتگو نہیں کرتے وہ موجود یا جسم نامی یا حیوان ناطق ہونے کے لحاظ سے نحوی کلمہ وکلام کی حقیقت سے بحث
کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب علم طبعی کا موضوع جسم مطلق ہے اور علم طبعی والے طبعیات میں ہیولی اور صورت کے مباحث لائے تو ان پر
اشکال کیا گیا کہ ہیولی اور صورت جسم مطلق کے اجزاء اور مقومات سے ہے پس ان مباحث کو طبعیات میں کسطرح لایا
جاتا ہے اور عذر خواہی کی گئی ان کی طرف سے یہ مباحث مقصود کے تابع ہونے کے لحاظ سے ہے دوسری چیز مبادی کا علم
یعنی وہ چیزیں جن پر مسائل فن مبنی ہیں اور وہ مبادی یا تصوری ہیں یعنی موضوع علم کی تعریف اور موضوع کے اجزاء کی تعریف
اور اس کے اعراض ذاتیہ کی تعریف یا مبادی تصدیقی ہیں یعنی وہ قضایا جن سے اس فن کے قیاس مرکب ہوتا ہے اور یہ قضیے یا بدیہی
ہیں اور ان بدیہی قضیوں کا نام علوم متعارفہ رکھا جاتا ہے یا نظری ہوکر مسلم ہیں پس اگر تسلیم مگر وہ سمجھنے کے ساتھ ہو تو مصادرہ
نام رکھا جاتا ہے مبادی کا علم ان چیزوں کو کہتے ہیں جن پر علم کے مسائل موقوف ہوتے ہیں پھر مبادی کی دو قسمیں ہیں تصوریہ اور
تصدیقیہ مبادی تصوریہ تعریف ہیں مثلاً موضوع کی تعریف کی جاوے اور اجزاء موضوع کی تعریف کیجاوے اور عوارض ذاتیہ کی
تعریف کی جاوے اور مبادی تصدیقیہ وہ قضایا ہیں جن سے قیاسات مرکب کئے جائیں اگر وہ مقدمات یعنی قضایا بدیہیہ ہوں
تو ان کو علوم متعارفہ کہا جاتا ہے اور اگر وہ مقدمات نظریہ ہوں تو اس کی دو صورتیں ہیں (اگر متعلم ان مقدمات نظریہ کو اس وجہ سے
تسلیم کرے کہ اس کو اپنے معلم کے ساتھ حسن ظن ہے تو اگر ان کو اصول موضوعہ کہا جاتا ہے اور اگر متعلم شک وانکار کے ساتھ تسلیم کرلے
تو اس کا نام مصادرہ رکھا جاتا ہے اور مسائل فن سے مراد وہ قضایا ہیں جن کو فن میں دلیل یا تنبیہ سے ثابت کئے گئے ہوں / باقی
اور جن کو دلیل سے مابعد ثابت کیا جاتا ہے ۔

فصل في الرؤس الثمانية اعلم ان القدماء كانوا يذكرون في مبادي الكتب اشياء ثمانية ويسمونها الرؤس الثمانية احدها الغرض اعني العلة الغائية لئلا يكون الناظر عابثا وثانيها المنفعة لتسهل عليه المشقة في تحصيله وثالثها التسمية اعني عنوان العلم ليكون عند الناظر اجمال مايفصله الغرض ورابعها المؤلف ليسكن قلب المتعلم وخامسها انه في اي مرتبة هو ليعلم على اي علم يجب تقديمه وعن اي علم يجب تاخيره:

بقیہ گذشتہ صفحہ کیونکہ مسائل علم اکثر نظریات ہوتے ہیں جن کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی حاجت ہوتی ہے اور کبھی بدیہیات خفیہ ہوتے ہیں جن کو ثابت کرنے کیلئے تنبیہ کا ضرورت ہوتی ہے اور بدیہیات جلیہ مسائل فن نہیں ہوتے ۔

ترجمہ فصل رؤس ثمانیہ کے بیان میں جان لو کہ متقدمین کتابوں کے شروع میں آٹھ چیزیں ذکر کیا کرتے تھے اوران کا نام رؤس ثمانیہ رکھا کرتے تھے ایک ان کا غرض یعنی علت غائیہ دوسراان کا فائدہ تاکہ طالب علم پر تحصیل کی مشقت آسان ہوجاوے تیسراان کا تسمیہ یعنی علم کا عنوان تاکہ ہوجاوے ناظر کے پاس اجمال اس کا جس کی تفصیل غرض کردی گئی چوتھا ان کا مؤلف تاکہ طالب علم کو اطمینان ہوجاوے پانچواں ان کا وہ علم کس مرتبہ کا ہے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ اس علم کی تقدیم کس پر واجب اور تاخیر کس سے واجب ہے ۔

تشریح ؛ قبل ازیں مصنف ؒ نے فرمایا ہے کہ ہر علم کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے (۱) موضوع (۲) مسائل (۳) مبادی ، اور مبادی کا اطلاق رؤس ثمانیہ پر بھی ہوتا ہے لہذا ان کو ذکر فرماتے ہیں ۔
(۱) اوّل غرض علم یعنی وہ چیز جو علم پر مترتب ہوتی ہے تاکہ طلبہ کی محنت ضائع نہ ہو (یاد رہے) کہ جو چیز فعل پر مترتب ہو اگر وہ صدور فعل کی علت ہو تو اسکو غرض علم اور علت غائیہ ورنہ فائدہ اور منفعت کہا جاتا ہے (۲) ثانی علم کا فائدہ تاکہ طلبہ اسکی تحصیل میں خوب محنت کرے ثالث علم کی وجہ تسمیہ مثلاً کہا جاوے کہ منطق نطق سے ماخوذ ہے اور نطق بمعنی تکلم یا بمعنی ادراک کلیات ہے چونکہ منطق منطقی کو تکلم پر قادر بنا دیتا ہے اور منطقی کلیات کا ادراک کرکے راہ صواب چلتا ہے لہذا منطق کو منطق کہا جاتا ہے پس وجہ تسمیہ میں ان تمام مسائل کیطرف اجمالاً اشارہ ہوتا ہے جن کی تفصیل خود یہ علم کرتا ہے رابع کہا مؤلف یعنی مؤلف کتاب یا مؤلف فن تاکہ مولف کی عظمت شان سے طلبہ کو اطمینان ہوجاوے ۔ خامس یہ معلوم کرلینا کہ اس علم کا مرتبہ کیا ہے تاکہ جن علوم پر مقدم کرنا چاہیئے ان پر مقدم کیا جاوے اور جن علوم سے مؤخر کرنا چاہیئے ان سے مؤخر کیا جاوے ۱۲۱۲

وسادسها انه من ای علم هو لیطلب ما یلیق به سابعها القسمة وهو ابواب العلم والکتاب وثامنها انحاء التعلیم وهی التقسیم والتحلیل والتحدید والبرهان لیعرف ان الکتاب مشتمل علی کلها او بعضها ۔ اقول ۔ وانا محمد فضل الامام الخیرآبادی هذا ما اردنا جمعه وتالیفه فی هذه الرسالة من کتب الاقدمین وکلمات المتأخرین والغرض من هذا التالیف لیس الا تعلیم المبتدیین وتسهیل الامر علی الطالبین فان نفعك ایها الطالب الراغب هذه العجالة نفعا یسیرا فلا ینسنی بدعاء حسن الخاتمة والنجاة من حر الحاطمة ؛ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد خاتم النبیین اولا وآخرا وظاهرا وباطنا والحمد للہ رب العالمین۔

ترجمہ چھٹا ان کا وہ علم کس جنس سے ہے تاکہ اسکی مناسب چیزیں حاصل کریں۔ ساتواں ان کا قسمت یعنی کتاب کے ابواب۔ آٹھواں ان کا وہ طریقہ جو تعلیم کی طرف منسوب ہیں یعنی تقسیم، تحلیل، تحدید، برہان تاکہ معلوم ہو جاوے کہ کتاب سب پر مشتمل ہے یا بعض پر ۔

تشریح سادس اس بات کو معلوم کرنا کہ یہ علم کس جنس کا علم ہے یعنی علوم عقلیہ سے ہے یا نقلیہ سے اور اصل علوم سے ہے یا فرعی علوم سے تاکہ اس علم کے مناسب علوم حاصل کر لیا جائے۔ سابع کتاب دو علم کی تقسیم یعنی کتاب کو باب و فصل پر منقسم کر دینا۔ چنانچہ یہی مرقاۃ دو باب اور چوراسی فصلوں پر مشتمل ہیں ۲۵ تصورات ۵۹ تصدیقات میں اور علم کی تقسیم مثلاً علم منطق کو نو ابواب پر منقسم کیا جاتا ہے باب اول کلیات خمس میں باب دوم تعریفات میں باب سوم قضایا اور احکام قضایا میں باب چہارم قیاس میں باب پنجم برہان میں باب ششم جدل میں باب ہفتم خطابیہ میں باب ہشتم مغالطہ میں باب نہم شعر میں اور بعض علماء بحث الفاظ کیلئے اور ایک باب بڑھا کر دس ابواب کر لیتے ہیں۔ ثامن تعلیم کے طریقے اور وہ چار ہیں۔ تقسیم، تحلیل، تحدید، برہان ۔ اور تقسیم کا دوسرا نام ترکیب القیاس یعنی مطلوب تصدیق حاصل کرنے کیلئے قیاس پیدا کرنے کا طریقہ ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مصنفین اثبات مطالب کیلئے ایسے قیاسات ذکر کرتے ہیں جو منطقی قیاسات کے طریقوں پر نہیں ہوتے ایسے قیاسات کو منطقی قیاسات کے پیرائے میں لانے کا جو طریقہ ہوتا ہے اسکو تحلیل کہا کرتے ہیں اور تحدید سے مراد اشیاء کے حدود حاصل کرنے کے طریقے بیان کرنا ہے اور مطلوب یقینی پر مطلع ہونے اور اسپر عمل کرنے کے طریقہ کو برہان کہا جاتا ہے ۱۲

المدعو محمد ابراہیم غفرلہ ولوالدیہ الرحیم خادم الدرس والافتاء فی المدرسۃ قیمیہ قاسم العلوم الواقعۃ بغنیہ من جاتام

اشعارِ تاریخ

ازجناب مولانا محمد سلطان ذوق صاحب مدظلہ استاذ جامعہ اسلامیہ پٹیہ چاٹگام

کیسے ہو تشکیل کل جذبات کی
جب نہیں یہ فرد محسوسات کی

حضرت استاد والا منقبت — کیا ہو توصیف انکی تصنیفات کی
فاضل کامل محقق اور ادیب — دیکھئے طغیانی تقریرات کی
مہر تاباں آسمان علم کا — سو بسو فیاضی انعامات کی
درس افتا کی افادیت عجیب — شرح ناممکن ہے یاں ہر بات کی
انکی نظم و نثر کے ہر باب میں — رمز معقولات و منقولات کی
یہ حقیقت ہے تصور ہی نہیں — بلکہ یہ اک بحث تصدیقات کی
ان کی انشا نکہت گل کی طرح — کرتی غمازی کمال ذات کی
طالبوں کے سر پہ ہے یہ فیض عام — ہر طرف ہے سیل توضیحات کی
دل میں سلطاں کے جو آیا یہ خیال — کہدے اک تاریخ تشریحات کی
ہاتف غیبی یہ بولا واہ واہ — کیا ہی اچھی شرح ہے مرقات کی

١٣٨٣ھ
یہ کتاب ،، خوب اک تشریحات ہے
فن منطق کی فردیات ہے
١٩٦٣ء

ملنے کا پتہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
Tel # 544913